SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, June 10, 2005

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad , at Twenty Five minutes past ten in the morning with Mr . Chairman (Mr .Mohmmedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اھم یقسمون رحمت ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ
الدنیا و رفعنا بعضھم فوق بعض درجٰت لیتخذہ بعضھم بعضا
سخریا و رحمت ربک خیر مما یجمعون۔

ترجمہ :۔ کیا تیرے رب کی رحمت یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؛ دنیا کی
زندگی میں ان کی گزر بسر کے ذرائع تو ہم نے ان کے درمیان تقسیم کیے
ہیں' اور ان میں سے کچھ لوگوں کو کچھ دوسرے لوگوں پر ہم نے بدرجھا
فوقیت دی ہے تاکہ یہ ایک دوسرے سے خدمت لیں ۔ اور تیرے رب کی
رحمت (یعنی نبوت) اس دولت سے زیادہ قیمتی ہے جو (ان کے رئیس)
سمیٹ رہے ہیں۔

(سورۃ الزخرف آیت ۳۲)

جناب چیئرمین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد۔

I will take up the leave applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: جناب رضا محمد رضا نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 9 اور 10 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب ایاز خان مندوخیل نے ناسازی طبیعت کی بنا پر آج مورخہ 10 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم نے اطلاع دی ہے کہ وہ ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ 9 تا 11 جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ Now, we will continue with our discussion.

Mr. Chairman: We will continue with the discussion before that I will just ---- Mr. Ahmed Ali is not here. Yes Dar Sahib

کمیٹی میں یہ discussions وغیرہ چل رہی ہیں؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، جی ہاں چل رہی ہیں۔

Mr. Chairman: Then I hope that participation ہو رہی ہے۔ ہماری کمیٹی کے ممبروں کی کافی تعداد ہے اور وقت بھی کم ہے تو I hope that like last year we are moving in good cohesion.

Senator Muhammad Ishaq Dar: *Inshaallah* we will do a job well in time. We are trying to come with consensus but let's hope for the better.

Mr. Chairman: I request the Committee members to please ensure maximum participation in the Committee. From the House in earlier time I excuse you. We will appreciate your coming and going in between but I think give that priority.

Senator Nisar A. Memon: Sir, meeting has started, so if you permit us we will go.

جناب چیئرمین، میمن صاحب آپ کی طرف سے بھی سب ٹھیک چل رہا ہے anything we can assist with?

Senator Nisar A. Memon: I think we had a very full session yesterday. There is a complete participation by each member of the Committee irrespective of the party affiliation and there has been quite a few consensus that have come about. There are point of differences which are being discussed and task is being undertaken and *Inshaallah* we will complete it well in time and most of the members attended the meeting yesterday.

Mr. Chairman: Thank you. I again request the Committee members to please participate that. Now we start the speeches and we will continue with them. I will request the members again to please abide by the time and avoid repetition. Mohim Khan Baloch, will you speak?

سینیٹر سید مراد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، شاہ صاحب ! points of order نہیں ہو رہے اس لیے کہ وقت بہت کم ہے اگر کوئی procedural ہے تو وہ لے لیں ورنہ اپنی speech میں cover کر لیں۔

سینیٹر سید مراد علی شاہ، وہاں کوئی اجنبی ہے۔

Mr. Chairman: Who is the alien? He is the Minister for Parliamentary Affairs, I think that is a settled issue. Yes Mohim Khan.

FURTHER DISCUSSION ON BUDGET

سینیٹر مہیم خان بلوچ، جناب چیئرمین! کل بھی اور اس سے پہلے بھی ہمارے معزز فاضل رکن جو آپ کے behalf پر سینیٹ کی صدارت کر رہے تھے، خالد رانجھا صاحب، انہوں نے کہا کہ point of order کے بجائے کسی کی دل میں جو بھی بات ہے تو وہ کہے۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔ اس ایوان میں، میں پہلی بار ایک بات آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں کہ ہمارے ملک کی سرکاری زبان اردو ہے، یقینی طورپر ہم اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ سرکار کی زبان کے حوالے سے اور علمی اور سائنسی زبان کے حوالے سے اور بین الاقوامی مارکیٹ کے حوالے سے انگریزی کا بھی ہم اعتراف کرتے ہیں۔ لیکن اس ملک کے اندر federation کے اندر چار اکائیاں ہیں۔ ان چار اکائیوں میں بلوچستان، سندھ، پنجاب اور سرحد ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے اندر اگر قومی زبانیں ہیں تو یہی چار ہیں۔لہذا میں چاہتا ہوں کہ میں کچھ الفاظ اپنی بلوچی زبان میں پیش کروں باقی ہم حسب معمول اردو زبان میں کریں گے جو ہماری سرکاری زبان ہے۔ اگر اس کی permission آپ مجھے دیں تو میں چند الفاظ آج بلوچی میں بھی کہوں گا اس ایوان کے اندر کیوں کہ-----

Mr. Chairman: The languages which are clear we should abide by them and we should not start a new trend.

سینیٹر مہیم خان بلوچ، میرے خیال میں ہماری ایک book ہے اس پر لکھا ہوا ہے Senate of Pakistan, Handbook for members اس میں language of the Senate میں بالکل لکھا ہے کہ Member shall address the Senate in Urdu or English. However, the Chairman may permit any member who cannot eloquently express himself in any of these languages to address the Senate in his mother tongue اس میں گنجائش ہے۔

Mr. Chairman: You can eloquently express. For so many almost two and half years you have been expressing yourself, so let us stay on that please.

جناب مہیم خان بلوچ: میں کہہ سکتا ہوں یا نہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تو eloquently بول سکتے ہیں دوسری زبان میں۔

جناب مہیم خان بلوچ: قومی اسمبلی میں ایک دفعہ ہمارے نواب اکبر بگٹی نے بلوچی میں تقریر کی تھی وہ بھی قومی اسمبلی کے ریکارڈ پر موجود ہے۔ تو اس میں میں کہتا ہوں کہ حرج نہیں ہے کہ ہمارے اس ملک کے اندر----

جناب چیئرمین: لیکن members سمجھ نہیں سکیں گے۔ Members کے لیے بولیں تاکہ وہ بھی سمجھ تو سکیں۔ آپ ممبروں کے لئے بول رہے ہیں، کم از کم وہ بھی تو سمجھ سکیں۔ میں بھی نہیں سمجھ سکوں گا۔ آپ کی دوسری زبانوں میں مہارت ہے، آپ ان میں بات کر سکتے ہیں۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: میں باقی تقریر تو اردو میں کروں گا لیکن چند باتیں بلوچی میں کروں گا۔

جناب چیئرمین: مجھے سب زبانوں کا احترام ہے لیکن ممبر بھی تو سمجھ سکیں۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: جناب چیئرمین! میں بجٹ پر بات کرنے سے پہلے ایک واضح بات کہتا ہوں کہ بنیادی طور پر بات system کی ہے۔ اگر ملک میں کوئی system ہو تو یقینی طور پر پھر بجٹ بھی انہی system کے تحت بنتا ہے۔ جب ہم اپنے اردگرد چیزوں کو دیکھتے ہیں، اپنے ماضی کو دیکھتے ہیں، حال کے بہت سارے پہلوؤں کو دیکھتے ہیں تو میں بلوچستان کے حوالے سے یہی کہوں گا کہ کل بھی ہم غلام تھے اور آج بھی غلام ہیں۔ کل بھی اپنے وسائل سے دور تھے اور آج بھی ہم اپنے وسائل سے دور ہیں۔ کل بھی ہمارا حال بدحال تھا اور آج بھی ہمارا حال بدحال ہے۔ کل بھی ہم اس ملک کی جمہوری اور سیاسی جنگ میں پیش پیش تھے اور جیل میں تھے اور آج بھی یہ پیش پیش ہیں اور جیل میں ہیں۔ کل بھی اس ملک

میں بلوچستان سیاسی جدوجہد میں torture کا شکار تھا اور آج بھی بلوچستان کے نہتے طالب علم torture کے شکار ہیں۔

جناب چیئرمین! میں یقینی طور پر بجٹ میں اتنی اختلاف رائے نہیں رکھتا ہوں کیونکہ یہ اپنی جگہ پر وزن دار ہے۔ اس کا مجموعی حجم بھی اچھا ہے۔ GDP بھی اچھا ہے۔ ہمارے State Bank میں زرمبادلہ کی ایک کافی رقم بھی موجود ہے۔ میزانیہ کے مجموعی حجم کی تقسیم سوائے defence کے ٹھیک ہے۔ جیسے agriculture اور industry ہے۔ اس میں پیداواری میدانوں کو بھی تقویت دی گئی ہے تاکہ ملک میں ترقی ہو سکے۔ تاہم جو سوال پیدا ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ آیا اس ملک کے پسے ہوئے، نہتے عوام جن کے پاس رات کو کھانے کے لئے روٹی نہیں ہے، جن کے پاس سر چھپانے کے لئے جھونپڑی نہیں ہے، جن کے پاس پینے کے لئے پانی نہیں ہے، جن کے پاس صحت کی کوئی سہولت نہیں ہے، جو دربدر ٹھوکروں کی زندگی بسر کر رہے ہیں، آیا ان تک اس بجٹ کی رسائی ہے یا نہیں ہے یا صرف یہ چیز کسی ایک محدود دائرے میں ہے۔ جتنی production industries ہیں یا کمرشل ادارے ہیں، کیا ان سے general public کو کوئی تقویت ملتی ہے یا نہیں۔ اس لئے یہ ایک بڑا اہم سوال ہے۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں بنیادی کردار وفاق کی اکائیوں کا ہے لیکن اس وقت تمام ٹیکس یا دوسرے محاصل وصول کرنے کے اختیارات Federation کو حاصل ہیں۔ وفاق میں سب اکائیاں ہونے کے باوجود اس ملک کا جو موجودہ system ہے، یہ وفاقی جمہوری پارلیمانی system ہونے کے باوجود تمام اختیارات مرکز کے پاس ہیں۔ اگر ہم دنیا کے دیگر ممالک میں پارلیمانی نظام کو دیکھیں، پارلیمانی نظام کے علاوہ بھی دنیا میں موجود صدارتی نظام کو بھی دیکھیں تو آپ کو کہیں بھی نظر نہیں آئے گا کہ تمام محاصل صرف مرکز کے پاس ہوں، ان کو اکٹھا کرنے کا اختیار صرف مرکز کے پاس ہے۔ میرے خیال میں دنیا میں کسی بھی جگہ اس طرح کا نظام نہیں ہے۔ دنیا کے culture کو دیکھیں، دنیا کے نظاموں کو دیکھیں جہاں تک محاصل کی وصولی کا تعلق ہے، یہ یقینی طور پر مختلف ہے۔ اگر وہاں پارلیمانی نظام ہے یا صدارتی ہے، ان کا محاصل کا نظام مختلف ہے۔ ہمارے ملک میں پارلیمانی جمہوریت ہونے کے باوجود، فیڈریشن میں اکائیاں ہونے کے باوجود صوبائی خودمختاری کا دعویٰ کرنے کے باوجود تمام محاصل اکٹھے کرنے

کے اختیارات ہمارے مرکز کے پاس ہیں اور مرکز کا نام NFC Award ہے۔

اب ظاہری بات ہے کہ NFC award اس بجٹ میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس میں جو پول ہے جو تقسیم کار ہے۔ ٹیکسوں کی وصولی وفاق کے پاس ' پھر share وفاق اور صوبوں کے درمیان پھر صوبوں اور صوبوں کے درمیان ۔جناب چیئرمین ! میں آپ سے کہوں کہ اس NFC award کے حوالے سے تمام صوبوں کی طرف سے اور including ہمارا پنجاب بھی کہتا ہے کہ یہ سارے وسائل جو مرکز کے پاس ہیں ' اس میں سے اس وقت صوبوں کو 37.50 دیا جاتا ہے۔ان تمام کا مشترکہ مطالبہ ہے' ان کے درمیان consensus ہے کہ اس کا 50% کم از کم صوبوں کو ملنا چاہیے۔ تمام صوبوں کے درمیان یہ ایک بڑا سوال ہے۔ صوبوں کے درمیان بھی پھر share کی بات آتی ہے۔وہاں بھی اختلاف رائے ہے۔تین صوبوں کا اختلاف رائے الگ ہے۔ایک صوبے کا اختلاف رائے الگ ہے۔وہ اس لیے کہ اس میں جو سسٹم رکھا ہے ۔وہ آبادی کی بنیاد پر ہے یقینی طور پر چار صوبوں میں سے تین صوبے کہتے ہیں کہ تمام وسائل جو ہمیں وفاق کی طرف سے مل جاتے ہیں' وہ تمام کے تمام آبادی کی بنیاد پرنہیں بلکہ آبادی کے ساتھ ساتھ parity ہونی چاہیے پسماندگی ہونی چاہیے ' ایریا ہونا چاہیے تو گزشتہ تین سال سے یہ ایک بڑا تنازع چل رہا ہے۔ایک محاذ وفاق اور صوبوں کے درمیان چل رہا ہے ۔ صوبوں اور صوبوں کے درمیان ۔ NFC کے حوالے سے ہم آہنگی نہیں ہے ۔ گزشتہ تین سالوں سے ایک بیمار سا ایوارڈ ہمارے آئین کا حصہ ہے اور پریکٹس میں چاروں صوبے اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ آج تک مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے تمام صوبوں کی طرف سے بالخصوص تین صوبوں کی طرف سے اس NFC award کا جو فارمولہ ہے' جو method ہے اس سے اتفاق بھی نہیں کیا گیا۔ یہ بالکل بیمار سا پڑ گیا ہے لیکن اس بیمار کو صحت مند بنانے کے لیے ' بہتر بنانے کے لیے آج تک کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔جناب چیئرمین! میں آپ سے کہوں کہ ہمارے بلوچستان کو اسی بیمار NFC award کے حوالے سے حصہ ملتا ہے اور ریکارڈ موجود ہے۔ باقی packages اپنی جگہ پر چاہے کوئی بھی وزیر اعلیٰ چاہے جمالی رہ چکا ہے ' اختر رہ چکا ہے' تاج جمالی رہ چکا ہے۔اس کو تو چھوڑیں ہمارے جو وزیر اعلیٰ ہیں ۔ان کے زمانے میں NFC AWARD میں جو حصہ مختص ہوا اس میں بھی کٹوتی ہوئی ہے۔ کسی کے زمانے میں تین ارب

کی ہوئی ہے کسی کے زمانے میں چار ارب کی ہوئی ہے۔ کٹوتی ہوئی اور پورا حصہ نہیں ملا ہے۔اس موجودہ گورنمنٹ کے دوران ہمیں بہت ہی تاریکی نظر آ رہی ہے۔ہمارا مستقبل معاشی نقطہ نگاہ سے بلوچستان گورنمنٹ کا ' بلوچستان کے عوام کا بہت سخت تاریکی میں ہے۔میں آپ کو اس کی مثال دیتا ہوں۔ 2003-4 کے بجٹ کے دوران سٹیٹ بنک سے سات ارب روپے کی over drafting ہوئی ہے۔ اس کو مرکزی حکومت ادا کرنے کی بجائے وہ بلوچستان گورنمنٹ کے اوپر قرضے کی صورت میں مسلط ہوا اور آج وہ قرضے کی شکل میں ہے۔ current کا یہ حال ہے کہ دس ارب کی over drafting ہو رہی ہے اور اس دوران پتہ نہیں گیارہ ارب تک پہنچے گا اور یقینی طور پر سات ارب روپیہ جو ہمارے اوپر قرضہ ہوا۔یہ دس ارب اور گیارہ ارب بھی ہمارے اوپر قرضہ ہوگا اور اتنا بڑا قرضہ کہ اس کا سود ہم کہاں سے ادا کریں گے اور یہ بیمار NFC award اب بھی موجود ہے۔اس بیمار NFC award کے حوالے سے پنجاب کا بجٹ پیش ہوا۔سرحد کا پیش ہونے والا ہے۔سندھ کا پیش ہونے والا ہے اور ہمارا وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کہتے ہیں کہ ہم 20 تاریخ کو بجٹ پیش کریں گے۔ ان کو شرم نہیں آتی ۔مجھے اپنے آپ پر گورنمنٹ کا حصہ ہوتے ہوئے افسوس ہے۔ ان کو اڑ کر آنا چاہیے اور وزیر اعظم صاحب سے بات کرنی چاہیے۔ان کو اڑ کر آنا چاہیے اور صدر پاکستان سے بات کرنی چاہیے کہ ہم اس حالت میں بجٹ نہیں بنا سکتے۔ پچھلے سال انہوں نے نو ارب خسارے کا بجٹ پیش کیا۔

ایک چھوٹا سا صوبہ ہے' محدود ہے' محدود اس کا بجٹ ہے اور وہ بھی 9 ارب کے خسارے میں ہے۔ اگر یہ حالت ہے تو اس دفعہ نو ارب سے بڑھ کے خسارہ کا اعلان ہونا چاہیے۔ میں جام صاحب کو اور وزیر خزانہ صاحب کو یہاں سے پیغام بھیجتا ہوں کہ ہمت کرو اور اپنے حق کے لیے اسلام آباد آؤ۔ ہم آپ کے ساتھ وزیر اعظم کے پاس جائیں گے کہ بلوچستان مالی بحران میں ہے' وہ تاریکی میں جا رہا ہے' ڈوب رہا ہے' خدارا! اس کو بچاؤ اور امید ہے اگر وہ ہمت کریں' آئیں تو یہاں ان کے لیے کچھ بن سکتا ہے۔وہ وہاں سر چھپائے کہتے ہیں جی کہ ہم بیس جون کو بجٹ پیش کریں گے۔

میرے کہنے کا مطلب ہے کہ بجٹ میں این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے جو تقسیم کا طریقہ کار ہے اس پر بلوچستان تاریکی میں جا رہا ہے' بلوچستان بہت بوجھ اٹھا رہا ہے۔ میں اس

ایوان کی وساطت سے کہتا ہوں کہ اس این ایف سی ایوارڈ کی صحت گری ہوئی ہے۔ اس کو صحت مند بنائیے۔ اس میں وفاق اپنی جگہ پر مطمئن رہے، وفاق صوبوں کو مطمئن کرے۔ صوبے آپس میں مل بیٹھ کے قومی consensus پیدا کریں۔ کوئی کہتا ہے کہ میں population کے حوالے سے اپنے گھوڑے سے اترنے کو تیار نہیں ہوں۔ زمینی حقائق کو سامنے رکھ کر این ایف سی ایوارڈ کی از سر نو تشکیل ہو جس سے صوبوں کے درمیان جو محرومی اور محکومی ہے وہ دور ہو اور ہر صوبہ اپنے دائرے میں اپنے وسائل کے اندر اپنا بجٹ اس طرح بنائے کہ نہ مرکز صوبے سے ناراض ہو اور نہ صوبے مرکز سے ناراض ہوں۔

اس کے علاوہ بلوچستان کے مالی بحران کو محسوس کیا گیا۔ اسی ایوان میں چوہدری شجاعت صاحب نے آ کے ایک بہت بڑی پہل کی کہ اس ملک کے سیاسی دستر خوان میں بلوچستان کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا ہے۔ میں آیا ہوں اور اب اس ملک کے سیاستی دستر خوان پر میں بلوچستان کو شامل کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیں بڑی خوشی ہے۔ کمیٹی بنی، پھر کمیٹی کو وسیع کر کے مشترکہ کمیٹی بنائی گئی اور دن رات meetings ہوئیں، tour ہوئے۔ اب آخر میں کچھ سفارشات مرتب کی گئیں۔ میں ان سفارشات والی meeting میں نہیں تھا لیکن چوہدری صاحب اور ہمارے مشاہد حسین صاحب نے پہل کی ہے، ہمیں بڑی خوشی ہے۔ میں نہیں تھا، مجھے معلوم تھا کہ اس طرح نہیں ہوگا۔ انہوں نے پہل کی ہے ہم ان کی پہل کو داد دیتے ہیں۔ میں مشاہد حسین سے یہ کہتا ہوں کہ مشاہد حسین صاحب آئینی مسئلہ اپنی جگہ پر، وہاں آپ نے کہا کہ جو current situation ہے جس میں ایف سی ہے اور دوسرے جو بلوچستان کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں۔ ایف سی اپنی حرکات کو، کارروائی کو بڑھانے کے لیے اور زیادہ ہوگئی ہے اور اس کے ساتھ میں آپ کے یہ گوش گزار کر دوں کہ ایک اور بادشاہ collector کے نام پر بلوچستان میں آیا ہے جس کا نام عبدالباری ہے۔ اس نے کیا پالیسی اختیار کی ہے، وہ کہتا ہے کہ چمن سے کوئٹہ تک free smuggling، تفتان سے کوئٹہ free smuggling جو چیز لاتے ہو لاؤ۔ اب کیا کیا ہے کہ بولان سے جیکب آباد تک تمام force کو وہاں لگا دیا۔ کیا کرنے کے لیے؟ کباڑی کے دو ٹرکوں کو پکڑنے کے لیے۔ بھئی ان میں کوئی سونا تو نہیں ہے، اس طرح تو مت کرو۔ جو چیز تمہارے دائرے میں آتی ہے وہ پکڑو۔ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ بلوچستان میں ایک عجیب سا

سماں ہے۔ جو بھی آتا ہے اپنا قانون لے آتا ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں ایک دفعہ لوگوں کو اس کے پاس لے گیا کہنے لگا کہ میں خود سب سے بہتر جانتا ہوں۔ میں جو پارلیمنٹ کا ممبر ہوں، مجھے کہنے لگا کہ آپ مجھے کیا مشورہ دیتے ہیں۔ میں آپ کے مشورہ کا محتاج نہیں ہوں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کمیٹی بنی، کمیٹی نے سفارشات مرتب کیں۔ میں سمجھتا ہوں اس میں بلوچستان کا حل نہیں ہے لیکن اس میں تھوڑا بہت انہوں نے اپنی ترجیحات کے مطابق جو سفارشات مرتب کی ہیں، وہ کہاں ہیں۔ ان پر کیوں عمل نہیں ہو رہا ہے؟ اس کا مطلب ہے وہ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ اس کو ایوان میں لا کر اس کو پیش کریں تاکہ اس پر بحث ہو، کچھ پیش رفت ہو۔ وہ بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اس ملک میں بنیادی طور پر تین چیزیں اہم ہیں۔ اس بجٹ میں تین بندوں کو گزشتہ کئی سالوں سے--- اور پچھلے سال کی میں بات کرتا ہوں کہ جو مسائل کا شکار ہیں، اس بجٹ میں ان کو کیا ملا ہے۔ غربت کی بات آتی ہے، اس ملک میں غربت کی percentage 42% تک پہنچ گئی ہے، lower middle class بھی اس میں شامل میں ہوئی ہے، اس کے لئے shelter نہیں ہے، اسے بھی دو وقت کی صحیح روٹی میسر نہیں ہے، وہ غربت کی لکیر سے بھی نیچے گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں اس کے لئے مجھے کوئی خاص relief نظر نہیں آتا ہے۔ پچھلے سال بھی یہ کہا گیا کہ یہ یہ چیزیں ہوں گی لیکن اس ملک کا غریب--- اس وقت اگر پنجاب میں جائیں، آپ پنجاب میں ڈیرہ غازی خان کو دیکھیں، آپ جھنگ کے علاقے میں جائیں، آپ میانوالی جائیں، آپ بہاولپور کے اردگرد جائیں، ہماری ماؤں اور بہنوں کے لئے چھپر تک نہیں ہے، ان کے رہنے کے لئے جگہ نہیں ہے، شام کو سونے کے لئے جگہ نہیں ہے، دو وقت کی روٹی نہیں ہے۔ بلوچستان کو چھوڑیں، سرحد کو چھوڑیں، میں پنجاب کے غریب کی بات کرتا ہوں کہ ہمارے پنجاب کے بہت بڑے دعوے کرتے ہیں، انہوں نے کیا کیا ہے؟ پنجاب میں ہر چیز موجود ہے، پانچ دریا موجود ہیں، اس وقت کے وسائل ان کے ہاتھوں میں ہیں لیکن اس کے باوجود آج تک انہوں نے پنجاب کے غریبوں کو کچھ نہیں دیا، یہ سب کچھ خود کھا رہے ہیں۔ یہاں پر بڑے دعوے کرتے ہیں۔ ہم نہیں کہتے ہیں کہ پنجاب جو کچھ کر رہا ہے، وہ ہمارے ساتھ کر رہا ہے۔ پنجاب کے بڑے لوگوں نے پنجاب کے غریبوں کو بھی

نہیں بخشا ہے، وہ یہاں اسمبلی کے اندر بیٹھے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ غریبوں کے لئے بھی---

پوری دنیا میں بے روزگاری مسئلہ ہے، ہم خود اعتراف کرتے ہیں، ہماری survey report میں ہے کہ 45 لاکھ بےروزگار اس وقت footpath پر پھر رہے ہیں، ان 45 لاکھ کا تعلق بلوچستان سے نہیں ہے، پنجاب سے بھی ہے، سندھ سے بھی ہے، سرحد سے بھی ہے۔ ان کے لئے کیا کیا ہے؟ پچھلے سال جو بھی کہا گیا، کچھ نہیں ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ اس سال بھی ان کے لئے کچھ نہیں ہے۔ بےروزگاری جس شکل میں ہے، یہ بڑھے گی، کم نہیں ہوگی۔ اس کے علاوہ مہنگائی ہے، مہنگائی کا کیا عالم ہے، کوئی government control نہیں ہے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ تین دن پہلے میں اتوار بازار میں گیا، میں نے کدو دس روپے میں لیا، میں کل اسلام آباد کے ایک بازار گیا، پتا نہیں کیا نام ہے، وہاں پچیس روپے۔ پندرہ روپے کہاں، پچیس روپے کہاں اور یہ CDA والے اسلام آباد میں footpaths پر بیٹھے ہوئے لوگوں سے پیسے لے رہے ہیں کہ تم دکانداری کرو، جو rate لگاتے ہو لگاؤ۔ یہی (xxx) CDA کو لگام نہیں دیتے کہ تم footpath کو بازار بنا کر ان غریبوں کو کیوں لوٹ رہے ہو۔ دس روپے کہاں اور پچیس روپے کہاں۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہاں تو کوئی کنٹرول نہیں ہے، یہ ہماری حالت ہے۔

اب امن و امان کو دیکھیں۔ اس وقت امن و امان کے حوالے سے ہم پوری دنیا میں بدنام ہو رہے ہیں، آئے دن بڑے بڑے واقعات ہو رہے ہیں۔ ہمارے لوگ مر رہے ہیں، املاک کا نقصان ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں ایسے واقعات ہیں کہ دنیا والے ہمیں کہتے ہیں کہ اس ملک کا یہ حال ہے، یہاں انسانیت کا احترام نہیں ہے، شہری احترام نہیں ہے، انسانیت کا احترام نہیں ہے۔ یہ اپنے آپ کو مذہب کے نام پر، اشتعال کے نام پر، دوسرے نام پر اس بےدردی کے ساتھ مارتے ہیں جس کی کوئی مثال نہیں۔ بری امام کا واقعہ اب fresh ہے، کراچی کا اب fresh ہے۔ ہم اس پر نہیں سوچتے۔ دوسرے میدانوں میں بڑے پیسے رکھے ہوئے ہیں لیکن امن و امان کے حوالے سے ہم نے یہ نہیں کیا کہ اس کو کس طرح ختم کرنا چاہیے۔ اس کے لئے کس قسم کی force بنائی جائے، کس قسم کی تبدیلی کرنی چاہیے، اس کے لئے کن وسائل کی ضرورت ہے، اس بجٹ میں اس سلسلے میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امن و امان کے

+ [(xxx) Words expunged by the orders of Mr. Chairman.]

حوالے سے اس بجٹ میں جامع پروگرام نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں اس سے بڑھ کر اس ملک میں واقعات ہوں گے اور ہمارا امن و امان اور خراب ہو گا۔

ہم بیرونی قرضوں کو دیکھیں۔ ہم اپنے آپ کو کیوں چھپا رہے ہیں؟ ہم مقروض ہیں۔ ہم نے IMF سے جان چھڑائی ہے، IMF سے آپ نے جان چھڑائی ہے تو World Bank سے آپ لے رہے ہیں۔ آپ Asian Development Bank سے لے رہے ہیں، آپ Paris Club سے لے رہے ہیں، آپ US Aid سے کتنے ماہ سے لے رہے ہیں۔ میں نے آج کے "نوائے وقت" میں پڑھا، حنا ربانی قومی اسمبلی میں میں کہتی ہے کہ 1990 سے 2004 تک ہم نے دس ارب کا قرضہ لیا اور اس نے وضاحت کی ہے کہ ہم نے ادائیگی کی ہے خود اعتراف کرتی ہے۔ اس سال 2004 اور 2005 میں ہم نے قرضے لئے ہیں، اگر قرضے ایک دروازے سے نہیں لیتے ہیں تو دوسرے سے لئے ہیں، یہ دونوں دروازے ایک ہی مالک کے ہیں، یہ ہمارے نہیں ہیں، اگر ہمیں کوئی قرضہ دیتا ہے تو قرضہ کسی شرائط کے مطابق دیتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب ہم بجٹ پیش کرتے ہیں تو بجٹ میں کھل کر سامنے لائیں کہ آج ہم نے کتنی ادائیگیاں کرنی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں ایک بنیادی بات کرتا ہوں کہ یہ پورے ملک کی بات ہے کہ جب تک ہم ملک میں اس چیز کو نہیں بدلیں گے، مجموعی طور پر جو بھی بجٹ پیش کرے، آج کا بجٹ بہتر ضرور ہے لیکن میں نے اپنی باتوں سے ثابت کیا کہ یہ بجٹ غریب عوام کا نہیں ہے، اس کے گرد جو اقتدار میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ بجٹ انہی کا ہے۔ اس لئے میں یہ بات بالکل واضح کرتا ہوں کہ ہمارے الیکشن ہوئے، صوبائی اسمبلیاں موجود ہیں، پارلیمنٹ موجود ہے لیکن اب تک عوام سے ووٹ لینے کے باوجود ہم نے عوام کو اقتدار میں شریک نہیں کیا ہے۔ ہم عوام سے ایک formality کے طور پر ووٹ لیتے ہیں اور پھر ہم اسلام آباد میں بیٹھ کر عوام کو حساب میں نہیں لاتے۔ دنیا کا یہی اصول ہے، جمہوریت کا تقاضہ یہی ہے، انسانیت یہی ہے کہ one man one vote ہو گا تو پھر اقتدار کے اصل مالک عوام ہوں گے۔ عوام کو اقتدار میں شامل کرنے کی کچھ بنیادی چیزیں ہوتی ہیں جسے ہم نے ثابت کرنا ہے کہ واقعی اس اقتدار میں عوام شامل ہیں۔ جب اقتدار میں عوام شامل ہوں گے تو ملک کے وسائل کی تقسیم عوام کی امنگوں کے مطابق ہو

گی، جب عوام ہی اقتدار میں شامل نہیں ہے، عوام کی کوئی حیثیت نہیں ہے، عوام کو قانونی تحفظ نہیں ہے، ان کی یہاں تک پہنچ نہیں ہے تو پھر اس ملک کے وسائل کی تقسیم کیسے عوام کے لئے ہو گی۔ پھر ظاہر ہے کہ جو اقتدار میں ہوں گے تو جو بجٹ پیش ہو گا وہ بھی انہی کا ہو گا۔

اس وقت، اس ملک میں establishment ،civil bureaucrat، یہاں کے جاگیردار، نواب و سردار اور بڑے بڑے ٹیکنوکریٹ، اس ملکی اقتدار کے اصل مالک ہیں اور اس ملک کے وسائل اپنے منشیوں کے ذریعے، اپنے تنخواہ داروں کے ذریعے، اپنے ملازمین کے ذریعے جو کہ سیکریٹریٹ میں بڑے بڑے سیکریٹری بیٹھے ہیں ان کے through استعمال کرتے ہیں اور اس ملکی وسائل کو خوب بے دردی کے ساتھ، بلاخوف و خطر اسے کھا لیتے ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ جب تک ہم اس نظام کو نہیں بدلیں گے، اس ملک میں one man one vote کا احترام نہیں کریں گے، عدلیہ کی آزادی نہیں لائیں گے، آئین کی بالا دستی قائم نہیں کریں گے، rule of law نہیں لائیں گے اور اس اقتدار میں اجتماعی طور پر اس عوام کو شریک نہیں کرگے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی بجٹ ہو گا وہ بجٹ عوام کا نہیں ہو گا۔ جہاں تک عوام کی بات ہے تو عوام پہلے بھی محروم تھی اور آج بھی محروم ہے اور آئندہ بھی محروم رہے گی۔

کل ایک بات اسحاق ڈار صاحب نے بڑے جذبات سے کہی، آج وہ موجود نہیں ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم پنجاب کے خلاف نہیں ہیں۔ جیسے میں نے ذکر کیا کہ آپ ڈیرہ غازی خان کو لیں، میانوالی کو لیں، بہاولپور کو لیں، جھنگ کو لیں یہاں ایسے لوگ ہیں کہ جہاں بیچاری ہماری ماؤں بہنوں کے پاؤں میں چپل تک نہیں ہے۔ ہم نے کبھی پنجاب کو نہیں کہا لیکن ہم ضرور کہیں گے کہ اگر کوئی سیاسی مطالبہ ہوتا ہے تو وہ گورنمنٹ سے ہوتا ہے، اگر کوئی سیاسی جنگ بھی ہوتی ہے تو وہ بھی حکومت سے ہوتی ہے۔ آج اگر ہم حکومت کو دیکھیں تو ڈار صاحب اس میں آپ بھی انکار نہیں کر سکتے کہ اس حکومت سے تعلق رکھنے والے زیادہ تر افراد کا تعلق پنجاب سے ہے، آپ فوج کو لے لیں، سول بیوروکریٹس کو لے لیں، قومی اسمبلی کو لے لیں، تجارت کو لے لیں، ہر چیز کو لے لیں، ہاں میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس طبقے نے چھوٹے چھوٹے صوبوں کو مجموعی طور پر under رکھا ہوا ہے اور اسی طبقے نے پنجاب کے

غریبوں کو بھی نہیں بخشا' ان کا بھی استحصال کر رہا ہے۔ ہماری جنگ انہی سے ہے جو اس ملک کے نہتے، مظلوم اور معصوم عوام کو لوٹتے ہیں' انہیں بجٹ دکھا کر بجٹ خود کھاتے ہیں۔ ہمارا مطالبہ انہی سے ہے' ہماری جنگ پنجاب کے عوام سے نہیں ہے۔ ایس۔ ایم ظفر صاحب نے کہا' مجھے بڑی خوشی ہے کہ 76,75,74 میں جب بلوچستان میں فوجی آپریشن ہوا تھا تو حکومت نے، حزب اختلاف نے اور اس ملک کے اکثر عوام نے کہا کہ بلوچوں کو مارو یہ غدار ہیں لیکن اس مرتبہ ڈیرہ بگٹی میں جو واقعہ ہوا 'حزب اختلاف نے تو اپنی جگہ کہا کہ ہم فوجی آپریشن کو نہیں مانتے اور اس کی اجازت نہیں دیتے ۔ ہمارے حکومتی دوستوں نے انسانیت ' بھائی چارے اور قومی تشخص کے ناتے یہاں کہا کہ ہم فوجی آپریشن کی اجازت نہیں دیں گے ۔ پنجاب میں ہماری ماؤں اور بہنوں نے جلوس تک نکالے ۔ یقیناً اسی آواز نے حکومت کو جو misguide کیا گیا تھا اسے انہوں نے روکا اور آج باقی مسائل تو بلوچستان کے اپنی جگہ پر ہیں ' اس پر بات ہوتی رہے گی لیکن کم سے کم فوج اور عوام کو آپس میں لڑانے کا جو trend تھا وہ اللہ کے فضل و کرم سے دور ہوا ۔ ہم اس ملک ' اس کے عوام کی خوشحالی کے لئے ایک اچھا آغاز کہتے ہیں ۔ لہذا میں آخر میں دوبارہ یہی کہوں گا کہ ہماری آواز پورے پاکستان کی آواز ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ بجٹ غریب عوام تک پہنچے تاکہ ان کے مسائل حل ہوسکیں۔ بہت بہت شکریہ۔

ڈاکٹر شہزاد وسیم (وزیر مملکت برائے داخلہ) ، on point of personal explanation. جناب ابھی فاضل رکن نے اپنی تقریر میں اور جوش خطابت میں کچھ باتیں کی ہیں وہ میں clear کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک تو انہوں نے کدو کی خریداری کے سلسلے میں بات کی ہے -----

جناب چیئرمین، کس کا؟

ڈاکٹر شہزاد وسیم، کوئی کدو کی خریداری کی بات کا ذکر کر رہے تھے ۔ کل نکلے تھے پتا نہیں وہاں سے ملا اور پھر کہیں اور چلے گئے کیا ملا ۔ اس کے ساتھ انہوں نے ایک personal remark دیا and I take very strong exception to that remark فاضل رکن اس کی وضاحت کریں نہیں تو اس پر معذرت کریں ۔ انہوں نے کہا کہ جناب میں گیا اور

وہاں footpath پر کچھ لوگ بیٹھے تھے ۔ وہ پیسے دیتے ہیں اور (xxx) ان کو اس کی وضاحت کرنی ہوگی نہیں تو floor of the House پر اپنے غلط ریمارکس کے اوپر ان کو معافی مانگنی ہوگی ۔ میں جناب آپ سے ruling چاہوں گا۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ، جناب چیئرمین! میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ دکان کے اندر ہر ایک کا حق ہے۔ جس کی دکان ہے، اس کی ملکیت ہے دکانداری کرسکتا ہے ۔ فٹ پاتھ پر اگر کچھ ہو رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت سوئی ہوئی ہے ، خاموش ہے ، بولتی نہیں ہے تو پھر حکومت اس میں شامل ہے۔ اگر حکومت شامل نہیں ہے تو فٹ پاتھ پر بیجا دکانداری ہے جنہوں نے دس روپے کی چیز کو پچیس روپے پر بیچا ہے ۔ حکومت اس کا نوٹس لے اور اس کو بند کرے۔

جناب چیئرمین، مہیم خان صاحب ، آپ نے ایک direct reference کیا تھا ۔ میرا خیال ہے اس کو آپ کو سوچ سمجھ کر کہنا چاہیے ۔ بات ان کی صحیح ہے and that will be expunged from the record also.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم، جناب غیرذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے ۔ جناب جب یہ اپنے ناجائز کاموں کے لئے ہمارے دفتر میں آتے ہیں اور ان کے ناجائز کاموں کے لئے نہ کر دی جاتی ہے --------

سینیٹر مہیم خان بلوچ ، جناب میں دعوے سے کہتا ہوں اگر میں کسی کے پاس گیا ہوں قانون، آئین، روایات ،اقدار سے ہٹ کر میں نے کسی سے کوئی مطالبہ نہیں کیا ---

جناب چیئرمین، آپ نے جو remark دیا تھا کہ (xxx) وہ بات کر رہے تھے they should be expunged from the record. ان کا پوائنٹ اور ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب پاکستان کے وزیر داخلہ پر رشوت لینے کا الزام ہے۔ اس کا فیصلہ ہونا چاہیے یہ کتنے شرم کی بات ہے۔

+ [(xxx) Words expunged by the Orders of the Chairman]

نہیں، نہیں ذرا ہو جائیں دو دو ہاتھ۔

جناب چیئرمین، پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ بحث مختلف پہلوؤں سے اس ایوان میں ہو رہی ہے اور میں اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ حزب اختلاف اور خود حکومت کے بنچوں سے کئی تقاریر ایسی ہوئی ہیں کہ جو حزبی سطح سے بلند ہوکر ملک کی معیشت، پالیسیاں جو حقیقی مسائل اور خرابیاں ہیں ان کی نشاندہی کی گئی۔ یہ بڑی اہم ہیں۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ جو اہم باتیں میرے ساتھی کر چکے ہیں ان کا اعادہ نہ کروں لیکن میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں کہ اس اہم موضوع پر کم از کم جو مطالعہ اور تحقیق میں نے کی ہے اس کا نچوڑ آپ کے سامنے رکھ دوں۔

جناب والا! میں پہلی بات جو کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کوئی بھی حکومت میں ہو، ہم سب کے مفاد میں، جمہوریت کے مفاد میں یہ بات ہے کہ پارلیمنٹ کا کردار بجٹ سازی میں بڑھایا جائے اور پارلیمنٹ کو اس کا اصل مقام دیا جائے۔ مجھے دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے معاملے میں یہ صورتحال نہیں ہے اور اس پر ہمیں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے، حکومتی پارٹی اور حزب اختلاف، سب کو مل کر وہ راستہ اختیار کرنا چاہیے جس سے عوام کا، اس لیے کہ پارلیمنٹ عوام کا نمائندہ ہے، عوام کا contribution, عوام کی participation ہو سکے۔ اس میں پہلی چیز یہ ہے کہ جتنا وقت بجٹ سازی کے لیے ہونا چاہیے وہ ہمارے ہاں نہیں ہو رہا ہے۔ 80 ممالک کے budgetary process کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور جناب والا! ان میں سے تقریباً ہر ایک میں کم سے کم دو مہینے اور زیادہ سے زیادہ چھ مہینے ہیں لیکن 40 ممالک ایسے ہیں جن میں تین سے چار مہینے صرف کیے جاتے ہیں بجٹ سازی میں۔ ہمارے ہاں یہ کام ڈھائی، تین ہفتے میں کر دیا جاتا ہے۔ ہزاروں صفحات دے دیے جاتے ہیں اور سمجھا جاتا ہے کہ اس پر پارلیمنٹ اپنا حق ادا

کرے گی، یہ صحیح نہیں ہے۔

دوسری چیز بجٹ بنانے کا process ہے۔ میری نگاہ میں یہ سب سے اہم مسئلہ ہے کہ آخر بجٹ کیوں کر بنایا جائے۔ ہمارے ہاں بجٹ بنتا ہے محض بیوروکریسی کے ہاتھوں۔ یہ establishment کا budget ہے اور یہ صرف incremental budget ہے۔ اس روایت کو ہمیں توڑنا ہوگا اور میں اپنی تجاویز دوں گا آپ کو کہ صحیح طریقہ کیا ہو سکتا ہے جس میں عوام، پارلیمنٹ اور establishment تینوں شریک ہو سکیں بجٹ سازی میں۔

تیسری بات جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بجٹ کا model ابھی تک colonial ہے۔ دنیا کے کسی ملک میں بجز برطانوی امپائر ہمیں یہ charged اور other than charged کی تفریق نہیں ملتی۔ دراصل برطانیہ کا خیال یہ تھا چونکہ وہاں ایک حکمران پارٹی ہے اس لیے viceroy اور تاج برطانیہ کے جو مفادات ہیں وہ کبھی بھی زیر بحث لا نہ پائیں تو اس لیے انہوں نے 1935ء کے قانون میں یہ رکھا کہ اخراجات کا ایک حصہ charged ہوگا اور اس پر اسمبلی، پارلیمنٹ نہ ووٹ دے سکتی ہے نہ تبدیلی کر سکتی ہے۔ ہم نے آنکھیں بند کر کے وہ چیز وہیں رکھی ہوئی ہے اور اس بجٹ میں اگر آپ دیکھیں تو آپ کو تعجب ہوگا جناب والا! کہ revenue budget کا 22 فیصدی charged ہے جس پر پارلیمنٹ کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی اور جو other than charged ہے وہ 78% ہے۔ Capital budget کا 96% charged ہے، جس میں پارلیمنٹ کچھ نہیں کر سکتی اور اگر آپ یہ memorandum کا schedule 1 آپ دیکھیں، demand for grants کا جس میں over all disbursement کی motion آتی ہے تو آپ کو تعجب ہوگا کہ یہ over all disbursement کی position یہ ہے کہ 3232 billion کا total disbursement ہے اس میں سے 2501 یعنی 78% charged ہے۔ پارلیمنٹ کہاں ہے۔

اگلی چیز لیجیے پھر آپ، وہ ہے فوج کا بجٹ۔ مجھے خوشی ہے کہ ایس ایم ظفر صاحب نے اس مسئلے کو لیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وقت آگیا ہے کہ ہم اس معاملے میں کھلے دل کے ساتھ جو پارلیمنٹ کا صحیح مقام ہے وہ اس کو دیں۔ فوج کی اہمیت مسلمہ ہے۔ فوج کی حقیقی ضروریات لازماً پوری ہونی چاہیے اور اگر ہمیں اپنا پیٹ کاٹ کر بھی پورا کرنی پڑیں، تو ہم نے ماضی میں بھی کیا ہے، آج بھی کریں گے اور ہمیں آئندہ بھی کرنا چاہیے لیکن اس وضاحت کے بعد یہ

بات کہنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ فوج کے بجٹ کو ملک کے حالات ' جو perception security کا ہے۔ ایک طرف آپ یہ کہتے ہیں کہ آج پاکستان کے لیے کوئی external threat باقی نہیں رہا ہے۔جنرل پرویز مشرف صاحب نے پچھلے ایک سال میں کم از کم ڈیڑھ درجن بار ملک اور بیرونی پلیٹ فارم پر یہ بات کہی ہے کہ external threat نہیں ہے 'جو ہے وہ internal ہے ۔ اگر یہ ہے تو سوال یہ ہے کہ پھر فوج کا بجٹ اس criterion کو سامنے رکھ کر review کیا جائے گا ؟ کون review کرے گا؟ پارلیمنٹ کرے گی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ فوج کے بجٹ کو اپنی مکمل شکل میں پارلیمنٹ کے سامنے آنا چاہیے۔

جناب والا! یہاں پر میں یہ بھی بتادوں کہ جو میں نے تھوڑی بہت exercise کی ہے ' میں نے پہلی مرتبہ یہ کام کیا اور آپ کے سامنے یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جو defence services کا بجٹ ہوتا ہے جو 223 billion ہے وہ one line budget ہوتا ہے ۔ بس یہ آگیا ہے ۔ ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ defence services کو کیا جارہا ہے ' salaries کے لئے کیا ہے procurement کے لئے کیا ہے ' research and development کے لئے کیا ہے ۔ Modernization کے لئے کیا ہے ' کوئی تفصیل نہیں آتی ۔ لیکن اگر آپ غور کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ اس بجٹ کے اندر 13 items ایسے ہیں جہاں فوج کے لئے allocation موجود ہے لیکن جو کھلی کھلی figures ہیں فوج کی ' اس میں یہ بجٹ نہیں آتا ۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں ۔ میری نگاہ میں اٹامک انرجی کمیشن کے جو اخراجات ہیں ان کا 50% defence oriented کا کم از کم ہے اور 50% باقی تمام پہلو ہیں ' اس لئے اس کا 50% بھی اس میں آنا چاہیے ۔ Defence Division کا خرچہ 1.4 billion ہے اس کے بعد پھر educational establishment جو cantonment and Garrison کا ہے وہ بھی ایک فوجی item ہے ۔فوج کی ہی preparation کے لئے ہے وہ بھی اس کے اندر آنا چاہیے ' کم از کم اس کا آدھا تو ہو۔ Defence Production معیشت کا مسئلہ بار بار آیا ہے ۔میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس سال کے بجٹ میں جو 43 billion رکھا گیا ہے اس میں سے 36.9 یعنی 37 billion فوج کی pensions ہیں ' اس کو بھی اس میں آنا چاہیے ۔فرنٹیئر کانسٹیبلری، کوسٹل گارڈز، Rangers کوئی وجہ نہیں ہے چونکہ یہ بنیادی طور پر فوج کی leadership میں چل رہے

ہیں ان کو اسی خانے میں رکھنا ہوگا۔اس کے بعد ایک اور بڑی دلچسپ چیز ہے ۔ جناب والا! اس کا تعلق debt servicing سے ہے ۔ Debt servicing کے نام پر نہیں لیکن میں یہ سوال اٹھانا چاہتا ہوں کہ اگر بیرونی قرضوں کا ایک حصہ ملک کی معاشی ترقی کے لئے ہے تو اس کا ایک حصہ فوجی ضروریات کے لئے رہا ہے اور اگر budget کی propositions کو سامنے رکھا جائے تو اس کو 20 سے 25% ہونا چاہیے ۔تو کیا وجہ ہے کہ debt servicing کا جو 25% ہے اس کو بھی ہم اسی خانے میں نہ رکھیں ۔میں واضح کردوں کہ میں اضافے یا کمی کی بات نہیں کر رہا ہوں ۔میں یہ بات transparency کے لئے کر رہا ہوں اور میں یہ کہتا ہوں کہ 13 items کوآپ سامنے رکھیں تو جو میں نے calculation کی اس میں یہ 308 billion بنتا ہے 223 billion نہیں۔

جناب والا! اس ضمن میں ، میں یہ بات عرض کروں گا کہ فوج پر جو خرچ ہو رہا ہے اس کو قومی احتساب کا حصہ ہونا چاہیے ۔ Merit پر ہم غور کریں ۔جو حقیقی ضرورت ہے وہ اس کو دیں لیکن اس کو چھپایا نہ جائے اور اس کو مختلف خانوں میں ڈال کر احتساب سے نہ بچایا جائے۔ جناب والا! میری پہلی تجویز یہ ہے کہ بجٹ سازی کے لئے کم از کم تین مہینے کی مدت رکھی جائے۔ اس کا طریقہ یہ ہو کہ فروری کے مہینے میں حکومت کی طرف سے وزارت خزانہ کی طرف سے ایک statement of objectives and targets پچھلے سال کی review کی بنیاد پر آئے اور یہ economic جائزہ جون میں نہ آئے بلکہ economic جائزہ جنوری یا فروری میں آئے ۔ اس کی روشنی میں آپ پہلے اپنے targets کے لئے اگلے سال کے اعداد دے لیجئے اور ان کی روشنی میں جنرل بجٹ بحث اسمبلی میں بھی ہو اور سینیٹ میں بھی ہو ۔نیز دونوں جگہ کی Finance Committees hearing کریں ، خود بھی غور کریں اور ملک کے تمام stakeholders کو موقع دیں کہ وہ ان کے سامنے اپنی presentations دیں اور ان کی روشنی میں یہ اپنی recommendations Ministry of Finance کو پیش کریں ۔ ان سب کو سامنے رکھ کر پھر Ministry of Finance budget بنائے اور یہ بجٹ میری نگاہ میں مئی کے وسط میں قومی اسمبلی اور سینیٹ میں آ جانا چاہیے تاکہ ان دونوں کو اس پر بحث کرنے کا مناسب وقت ملے، اسمبلی میں چار ہفتے اور سینیٹ میں کم از کم دو ہفتے۔ اور میں یہ بھی کہوں گا کہ

دو ہفتے کے معنی بھی 14 clear working days ہونے چاہئیں۔ میں آپ سے پورے ادب سے عرض کروں گا کہ پچھلے سال اور اس سال بھی فنانس کمیٹی دن رات کام کر رہی ہے ۔ ہم یہاں تقریر کرنے اور سننے کے لیے آتے ہیں اور پھر بھاگے بھاگے وہاں جاتے ہیں اس کمیٹی میں کام کرنے کے لیے اور ایک عجیب افراتفری کی کیفیت ہے ۔ آپ چاہتے ہیں سات دن کے اندر یہ سارا کام کرکے آپ کو دے دیا جائے بلکہ سات دن نہیں عملاً تو کمیٹی کے پاس دو ہی دن بچتے ہیں تو یہ میرے خیال میں درست نہیں۔ اس لیے میری تجویز یہ ہے کہ timing and process ان دونوں میں consensus سے تبدیلی کی جائے۔

دوسری تجویز میری یہ ہے کہ charged expenses ختم کیے جائیں اور تمام expenses at par budget کے اندر ہوں اور ان کا پورا پورا حساب کیا جائے، examine کیا جائے۔

تیسری تجویز یہ ہے کہ فوج کا بجٹ بھی تفصیل سے آئے جو sensitive چیزیں ہوں، کبھی بھی ہم نہیں چاہتے چاہے وہ Atomic Energy Commission کی ہوں یا فوج کی ہوں، وہ باہر آئیں لیکن بدقسمتی سے یہاں جو چیزیں sensitive کہی جاتی ہیں ، اور یہ میں آپ کو اپنا تجربہ بتا رہا ہوں کہ میں نے آکسفورڈ اور ہاورڈ کے اندر لائبریری میں اپنی آنکھ سے وہ documents دیکھے ہیں جنہیں یہاں sensitive کہا جاتا تھا اور پارلیمنٹ کو کبھی نہیں دیا جاتا تھا۔ لیکن وہ تمام restricted, confidential papers وہاں موجود تھے تو اس کو ختم کیجیے transparency ہونی چاہیے۔ فوج کا پورا بجٹ سامنے آئے ۔بجز ان خاص چیزوں کے جن کی details دینا ضروری نہیں ہے اور پھر پارلیمنٹ discussion کے بعد اس کو approve کرے۔

جناب والا! اس سلسلے میں میں چوتھی تجویز یہ دینا چاہتا ہوں کہ Public Accounts Committee کا کردار enhance کیا جائے اور یہ محض قومی اسمبلی کی نہیں بلکہ اس کو پارلیمنٹ کا ہونا چاہیے ۔ میں جانتا ہوں ان تمام کاموں کے لیے دستوری ترامیم کی ضرورت ہے لیکن اگر آپ نے بجٹ سازی کو اچھا بنانا ہے تو پھر یہ چیزیں آپ کو کرنی ہوں گی اوراس میں سینیٹ کی representation بھی ہونی چاہیے اور دنیا بھر میں Public Accounts Committee کا

اصول یہی ہے کہ اس کا سربراہ Opposition سے ہوتا ہے تو اس کا فائدہ پھر یہ ہوتا ہے کہ Public Accounts Committee conscience of the nation کی حیثیت سے کام کرتی ہے۔

میری دوسری گزارش کا تعلق جناب والا! NFC Award سے ہے۔ میرے اور ساتھیوں نے بھی اس پر بات کی ہے اس لیے میں ان باتوں کو repeat نہیں کروں گا لیکن جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ آج ایک explosive صورت اختیار کر چکا ہے یہ ایک time bomb ہے خدا کے لیے اس کی نزاکت کو محسوس کیجیئے اور یہ رویہ بدلیے کہ مرکز مالیات کو مکمل طور پر اپنی گرفت میں رکھے اور صوبوں کو کام کے لیے اپنا تابع مہمل بنا کر رکھے۔ تین سال پہلے یہ award آ جانا چاہیے تھا ، اس پر اتفاق رائے پیدا کرنے کی کوئی serious کوشش نہیں کی گئی بلکہ میرے جن ساتھیوں نے یہ کہا ہے کہ اتفاق رائے نہیں ہونے دیا جا رہا مجھے اس میں بڑا وزن نظر آتا ہے۔ جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ کا رویہ اس معاملے بہت ہی سنگدلانہ ہے اور میں خاص طور پر صوبہ سرحد کی طرف سے ، جس کی نمائندگی میں اس ایوان میں کر رہا ہوں ، یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ Hydel profit کا جو مسئلہ پندرہ سال سے سلگ رہا ہے ، صوبہ suffer کر رہا ہے ، اپنا حق مانگ رہا ہے ، آپ سے کوئی بھیک نہیں مانگ رہا لیکن اس طرف سنگدلی کے ساتھ کوئی پیش رفت نہیں ہو رہی۔ آخر معاملہ یہ آیا کہ چلیے arbitration میں دیتے ہیں اور جو arbitration scheme بنی ہے اس کے تحت آٹھ مہینے میں arbitration والوں کو اپنا فیصلہ دے دینا تھا لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہوگیا ہے فائل صوبہ سرحد اور واپڈا کے درمیان گردش کر رہی ہے اور آج تک arbitration کی process کا آغاز نہیں ہو سکا۔ وعدہ کیا گیا تھا کہ جب تک arbitration award آتا ہے جو چیز 1992 میں seal کر دی گئی تھی ، چھ ارب روپے ، ہم اس کو بڑھا کر آٹھ ارب روپے کر دیں گے۔ وزیر خزانہ نے اسے accept کیا ، اس وقت کے وزیر اعظم نے اس کا اعلان کیا لیکن آج تک وہ رقم ہمیں نہیں ملی۔ جناب والا! میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ پچھلے بجٹ میں subvention کے سلسلے میں جس میں ہمارا حق اس وقت ہمیں 3.7 billion subvention میں مل رہے ہیں۔ پچھلے بجٹ میں طے ہوا تھا کہ اسے بڑھایا جائے گا

اور اس کے لیے بجٹ کی provision دس ارب روپے تھی جو share کرنا تھا سرحد اور بلوچستان نے۔ مجھے علم ہے بلوچستان کو کیا ملا ہے لیکن سرحد کے بارے میں، میں نے رات کو Finance Minister سے پتا کیا ہے کہ ہمیں اس مد میں ایک پیسہ زیادہ نہیں ملا جو بجٹ میں provide کیا گیا تھا۔

میں اس کے آگے ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں، جو رویہ ہمارے ساتھ رہا ہے۔ ایک طرف واپڈا ہمارا حق ہمیں ادا نہیں کرتا، دوسری طرف عالم یہ ہے کہ بجلی کے جو بل سرحد گورنمنٹ کے ہیں، میں private بات نہیں کر رہا، گورنمنٹ کے سارے اداروں کو جو بل کیے جا رہے تھے ان کا volume 2.5 to 3 billion rupees per year اور جب سرحد گورنمنٹ نے اس کے لیے independent checking کا نظام بنایا، اپنے meters لگائے تو جناب والا! معلوم ہوا کہ 50% زیادہ لیا جا رہا تھا۔ واپڈا حکومت سے 50% زیادہ چارج کر رہا ہے fictitious billing کے ذریعے یہ ہمارے ساتھ رویہ اختیار کیا جا رہا ہے۔ اس سے آگے میں یہ بھی کہوں گا، بڑے دکھ کی بات ہے جو پچھلے دنوں floods آئے تھے، بارشیں ہوئی ہیں، تباہی ہوئی، اس میں خاص طور پر صوبہ سرحد اور بلوچستان نے بڑا suffer کیا۔ اس موقع پر اس ایوان نے اپنی ذمہ داری ادا کی۔ بلوچستان اور سرحد کے عوام نے اپنی ذمہ داری ادا کی۔ سرحد حکومت نے اپنا پیٹ کاٹ کر جو ہلاک ہوئے تھے، شہید ہوئے تھے یا تباہی ہوئی تھی اس میں اپنا حق ادا کرنے کی کوشش کی۔ سرحد میں 320 افراد شہید ہوئے۔ اس سلسلے میں صوبے نے ایک لاکھ روپے فی کس اپنا پیٹ کاٹ کر ادائیگی کی۔ مرکز نے وعدہ کیا تھا لیکن مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک پیسہ ادا نہیں کیا۔ جو تباہی economically ہوئی ہے اس کا estimate تقریباً پانچ سو ملین ہے اور اس میں روڈ اور سرکاری عمارتیں شامل نہیں ہیں۔ یہ صرف نقصان ہے جو غریبوں کا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں جناب والا! مرکز نے صرف 1/10 یعنی 42 ملین دیا ہے۔

میں salute کروں گا سندھ کی حکومت اور عوام کو واحد صوبہ ہے جس نے آگے بڑھ کر share کیا اور پانچ کروڑ روپے دیے۔ باقی ساری رقم صوبے نے خود دی ہے۔ نہ پنجاب کو توفیق ہوئی ہے، نہ مرکز کو توفیق ہوئی ہے اور اس بجٹ میں بھی کوئی provision نہیں ہے۔ جناب والا! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ NFC Award محض ایک Award نہیں ہے۔

NFC Award کا تعلق اس چیز سے ہے کہ صوبے اپنے وسائل اپنے ہاتھ میں لے کر کے اپنی ضرورتوں کو پورا کریں۔ آپ devolution اور decentralization اور provincial autonomy کی باتیں کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ NFC Award کو جس طرح مرکز نے handle کیا ہے، اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ آپ صرف extension of power اور اس مالی instrument کو سیاسی مقاصد کے لیے، penalize کرنے کے لیے، سرحد میں چونکہ حکومت دوسروں کی ہے اس لیے آپ ان کے ساتھ discriminate کر رہے ہیں، ان کو penalize کر رہے ہیں۔ یہ دستور کے خلاف ہے۔ یہ سیاسی اعتبار سے counter productive ہے اور اس کی قیمت آپ کو ادا کرنا پڑے گی۔

جناب والا! یہاں پر میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ اب اس معاملے میں دستور میں ایک متفقہ علیہ ترمیم کرکے چند باتوں کو طے کر دینا چاہیے، اور ساتھیوں نے بھی یہ بات کہی ہے۔ پہلی چیز یہ ہے کہ Concurrent List کو ختم کیجیے اور اس کی مناسبت سے جو اس وقت میں divisions ہیں یہاں انہیں ختم کر کے صرف coordination office رکھیے اور یہ تمام Ministries physically transfer ہوں صوبوں کو اور صرف Ministries transfer نہ ہوں بلکہ resources transfer ہوں، اس لیے کہ political devolution, financial devolution کے بغیر بے معنی ہے۔ یہ سب سے اہم چیز ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو natural resources جس صوبے میں ہیں وہ اس صوبے کی ملکیت ہیں، اس صوبے کا پہلا حق ہے۔ بلا شبہ وہ پورے صوبے، پورے ملک اور سب کی ضرورتوں کو پورا ہونا چاہیے، میں اس کے خلاف نہیں لیکن ترتیب بدلنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے ہم تجویز دے سکتے ہیں کہ ان تمام میں جو بھی royalty یا income ہو اس کا 10 فیصدی اسی ڈسٹرکٹ میں خرچ ہونا چاہیے جہاں سے وہ natural resource نکل رہا ہے۔ آپ بلوچستان کے بارے میں جانتے ہیں کہ جہاں سے natural resources نکل رہے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ بلوچستان میں بجلی سارے ملک کو منور کر رہا ہے لیکن وہاں تاریکی ہے۔ یہی معاملہ میرے صوبے کا بھی ہے۔ وہاں سے جو گیس نکلی ہے، وہ دوسرے صوبوں کو جا رہی ہے لیکن یہ علاقہ اور خصوصاً پورے South کا علاقہ جس کا پہلا حق ہے، وہ اس سے محروم ہے۔ یہ سلسلہ ختم ہونا چاہئیے۔ اس لئے ہم تجویز پیش کرتے ہیں

کہ 10% اسی ضلع میں اور 25% اسی صوبے میں دیا جائے اور باقی 65% National Gride میں لایا جائے۔ یہ ایک frame work ہے جس میں ہمیں ان معاملات کو resolve کرنا ہوگا۔

جناب والا! میں یہ بھی تجویز دوں گا کہ اس سال کا NFC Award بجٹ کی منظوری سے پہلے announce ہو جانا چاہئیے کیونکہ اس میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ کمیٹی کی meeting بلائیے۔ مرکز اور سندھ میں ایک ہی پارٹی کی حکومت ہے تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ آپ political مسائل کو politically حل نہیں کر سکتے۔ آپ بیٹھیں اور طے کریں۔ اس طرح چیزوں کو معلق اور معطل رکھنا، یہ مجرمانہ فعل ہے۔

جناب والا! میرا تیسرا نکتہ اس چیز سے متعلق ہے کہ بجٹ جہاں ایک طرف ملک کے مالیاتی میزانیہ، حکومت کے آمد وخرچ کا گوشوارہ ہے، وہاں وہ دوسری طرف ملک کی economy, اس کے positive and negative دونوں اطراف کا آئینہ ہے۔ پھر بجٹ ایک policy document ہوتا ہے جو socio economic objectives of the Government, people in the power کو reflect کرتا ہے۔ اس کے یہ تین پہلو ہیں۔ آپ کا جو accounting کا حصہ ہے، وہ ہو جاتا ہے تاہم اس میں بھی خامیاں ہیں۔ کل جیسا کہ میرے بھائی سینیٹر اسحاق ڈار نے point out کیا ہے اور میں نے جب ان documents کو پڑھا ہے تو معلوم ہوا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں درجنوں discrepancies ہیں۔ ایک چیز کے بارے میں ایک figure ایک document میں ہے اور یہی figure اسی کے بارے میں دوسرے document میں ہے۔ یہ چیزیں نہیں ہونی چاہئیں۔ تاہم میں آپ کا وقت اس میں صرف نہیں کروں گا۔ میں substantive چیزوں کی طرف آتا ہوں اور آپ مجھے کہنے کی اجازت دیجئے کہ وہ ملک جس کی economic team, economic ادارے قابل اعتماد اعدادوشمار اور sound analysis درست طور پر پیش نہیں کر سکتے تو نہ صحیح پالیسی سازی ہو سکے گی اور نہ ملک کے اندر اور نہ ہی ملک کے باہر آپ کو کوئی credibility حاصل ہو سکے گی۔

جناب والا! میں تنقیص کے لئے نہیں بلکہ حقائق کو پیش کرنے کے لئے آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ مئی کے مہینے میں لاہور میں Pakistani's statistics پر ایک سیمنار ہوا ہے۔ اس میں World Bank کے nominees اور European Union کے مبصرین نے کھل کر یہ

بات کہی ہے کہ اس وقت کے اعداد و شمار ناقابل اعتماد ہیں اور جب تک آپ اپنے اعداد و شمار کو credible نہیں بناتے ہیں' آپ کی ساکھ اور بیرونی تعاون متاثر ہوگا۔ یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ یہ ان اداروں کا آپ کی statistics کے بارے میں فتویٰ ہے۔

جناب والا! اس سے اور آگے بڑھیں۔ میں دو چار مثالیں پیش کرکے آپ کو بتاؤں گا کہ اس وقت کیا کیا جا رہا ہے۔ اس وقت GDP کا بڑا ذکر ہو رہا ہے کہ ہم نے اسے اتنا بڑھا لیا ہے۔ جناب والا! میں بھی ایک economist ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ National income accounting بڑا محنت طلب کام ہے' یہ آسان کام نہیں ہے اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ ہر پانچ سے سات سال کے بعد national income accounting کے base year کو بدلنا چاہئیے۔ یہ معاشیات میں ایک اہم چیز ہے لیکن ہمارے ہاں سب سے پہلے یہ کیا گیا کہ 20 سال تک اسے change نہیں کیا جو کہ ایک مجرمانہ غفلت تھی تاہم جب اسے change کیا گیا تو اس کے لئے جس سال کا انتخاب کیا گیا' وہ سال ایک normal سال نہیں تھا بلکہ 1998 کے ایٹمی تجربات کے بعد ' sanction لگنے کے نتیجے میں ایک abnormal سال تھا۔ وہ ایک depress سال تھا جس اس سال کو base بنایا گیا حالانکہ professionally اگر 2001-02 کو قبول کرکے اسے base بناتے تو یہ زیادہ بہتر base ہوتی۔

revision کے میں حق میں ہوں لیکن تیسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں جس کو آپ نظر انداز کر دیتے ہیں' وہ یہ ہے کہ اس revision کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ پچھلے ۲۰ سال میں ملک کی پیداوار کے مختلف شعبوں میں جو بھی اضافے ہوئے ہیں اور وہ national income accounting میں record نہیں ہو رہے تھے وہ record ہونے لگے اور اب جو رپورٹ میں نے پڑھی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف 20.5% of the GDP بڑھا ہے اس بنا پر نہیں کہ پیداوار بڑھی ہے بلکہ اس بنا پر کہ وہ پیداوار جو national income accounting میں شامل نہیں کی جا رہی تھی لیکن حقیقت میں موجود تھی اس کو صرف شامل کیا گیا ہے ۔ تو یہ جو 20.5% اضافہ GDP میں ہوا ہے یہ کوئی نیا اضافہ نہیں ہے۔یہ کوئی policy contribution نہیں ہے یہ صرف un-recorded کو record میں لانے کا ہے ۔ اس کی بڑی اہم implication ہوئی ہے ۔مثال کے طور پر آپ کی جو debt servicing کی ratio ہے

GDP کی؛ آپ کی جو fiscal deficit ratio of GDP ہے وہ بدل گئی ہے یعنی immediately اس میں تقریباً ۱۸ فیصدی کی کمی ہو گئی ہے محض accounting کی وجہ سے یعنی وہ آپ نے fiscal discipline سے نہیں کیا ہے بلکہ محض جو base and proportion calculate کرنے سے بڑھ گیا ہے اس کے نتیجے کے طور پر وہ ایک دم ۵۰ فیصدی سے کم ہو کر ۳۲ پر آ گیا ہے ۔ یہ جو ۱۸ فیصد کی کمی ہوئی ہے یہ distribution کی بنا پر نہیں بلکہ یہ base side کے بڑھنے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ تو یہ ساری چیزیں ہیں۔جناب والا! میں نہیں چاہتا کہ اس کو اکیڈمی لیکچر بنا دوں لیکن بہرحال economic analysis اتنا ہی اہم ہے جتنا fresh بنانا ہے اور یہ ہمارے ہاں نہیں ہو رہا ہے ۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ poverty level کے بارے میں جو بات حکومت کی جانب سے کہی جا رہی ہے -it has lost all privileges حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۸۰ء میں اور پھر ۱۹۶۰ء میں poverty level ملک میں کم ہوا ہے ۔ ۱۹۹۹ء میں اور ۲۰۰۰ء میں unfortunately بڑھا ہے ۔ اسے raise کیا جا رہا ہے ۔حقائق کو آگے لے کر جاتے ہیں۔ officially یہ بات کہی گئی کہ 2001-02 کی جو figures آئی ہیں وہ ۳۲ فیصد ہیں اور اس کے بعد اس وقت کے وزیر خزانہ اور اس وقت کے وزیر اعظم نے یہ اعلان کیا کہ ۴ فیصد کمی ہوئی ہے ہمارے ایک limited sample survey کی وجہ سے اور اس طرح poverty جو ہے وہ اب ۳۲ سے کم ہو کر ۲۸ پر آ گئی ہے یہ جناب والا! it was a highly irresponsible unsupported بات تھی حقیقت یہ ہے کہ poverty line میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور کمی ہو ہی نہیں سکتی تھی اور پھر میں اس کا ثبوت دینا چاہتا ہوں کہ Planning Commission نے May 2005 میں جو middle period development framework دیا اس میں غالباً صفحہ 13/14 کے اوپر کہا گیا ہے کہ اس وقت poverty level one third of the population, 33% تھا ۔ یہ Planning Commission کا document کہہ رہا ہے آپ نے پچھلے سال کے سروے میں اس نام نہاد sample survey کا بہت شور مچایا تھا لیکن اس سال کا سروے اٹھا کر دیکھ لیجئے ۔ سیکشن کا عنوان ہے Growth Distribution and Poverty اس پورے سیکشن میں distribution کے بارے میں ایک لفظ نہیں۔ Poverty

میں کیا اضافہ ہوا ہے، کیا کیفیت ہے؟ ماضی کے سروے میں موجود ہے، اس کے اندر ایک لفظ موجود نہیں۔ Poverty کا باب پڑھ لیجئے ۔ سات صفحے ہیں۔ ان سات صفحوں میں سے چار صفحوں کے اندر انہوں نے صرف یہ دیا ہے کہ ہم نے ایک سروے کیا ہے اور اس کے اندر یہ ہماری strategy about the poverty alleviation ہے ۔ باقی تین صفحوں کے اندر جو ایک اور سروے کیا گیا ہے، اس میں data دیا گیا ہے اور اس کی بنیاد پر یہ بتایا گیا ہے کہ پہلے کتنے افراد ایک کمرے کے مکان میں رہتے تھے اب کتنے ہیں ۔ پہلے ایک کمرے والے دو کمروں میں آ گئے ہیں۔ تین میں آ گئے ہیں چار میں آ گئے اور اس کی بناء پر کہا گیا ہے کہ یہ indication ہے اس بات کی کہ poverty کم ہوئی ہے ۔میں جناب والا! بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ poverty کے کم ہونے کا یہ کوئی نظام نہیں ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ ہاؤسنگ کے بارے میں جو بات پیش کی جا رہی ہے یہ بھی میری نگاہ میں doubtful ہے کہ وقت نہیں ہے ورنہ میں تفصیل سے بتاتا۔ ہاؤسنگ کے سلسلے میں اگر آپ Planning Commission اور Economic Survey دونوں کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو کنسٹرکشن انڈسٹری کا جو GDP میں contribution ہے ۔ وہ 2003-04 میں negative ہے ۔ اور 6.2% ہے ۔ گویا کہ Construction activity نیچے گئی ہے۔ اس سے پہلے 2%، اس سے پہلے 1% اور اس سال 6% ہے۔ اگر آپ average نکالیں تو اس Construction activity میں ناممکن ہے کہ اتنے مکان بنے ہوں کہ ایک کمرے والے دو کمروں میں چلے گئے ہوں، دو کمرے والے چار کمروں میں چلے گئے ہوں اور چار کمروں والے پانچ کمروں میں چلے گئے ہوں۔

دوسری بات جو Labour Survey آیا ہے اس کا مطالعہ کریں، میں نے اس کو analyse کیا اور مجھے دیکھ کر تعجب ہوا ہے کہ Construction Industry میں جو proportion of labour شریک رہی ہے اس میں کمی ہوئی ہے، اضافہ نہیں ہوا ہے۔ اور دیکھئے اس بات کا مسلمہ اصول ہے کہ poverty reduction کے لیے average rate of growth of GDP 6% سے زیادہ کا ہونا چاہیے۔ جب ہمارے ہاں GDP کا average rate of growth 6% سے زیادہ ہوا ہے تو اس وقت poverty کم ہوئی ہے۔ پچھلے سال کا آپ موازنہ کیجئے میں نے جو average نکالا ہے اس سال کے 8.4، تو وہ average 4.78 % آتا ہے۔ اگر 4.78%

رہا ہے ان چھ سال کے اندر تو پھر مجھے سمجھا دیں کہ average GDP rise poverty
reduction کیسے ممکن ہے اور آپ دیکھئے Real wages, real wages کے سلسلے میں
labour survey کی جو figure ہمارے سامنے آئی ہیں ان کی رو سے جو purchasing
power 1997-98 میں وہ real wage 2800 سے کم ہو کر 2374 پر 2003-2004 کا آیا ہے۔
اگر real wage کم ہوئی ہے تو پھر povery reduction کیسے ممکن ہے۔ Minimum
wage کے بارے میں بھی جو اسی Labour Survey 2004 کی figure ہے' ان سے ہمارے
سامنے یہ بات آتی ہے کہ 24% of all wage earners and 14% of regular wage
earners are even below minimum wage.

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر wages کے بارے میں آپ کا یہ data ہے تو اس کے بعد یہ کیسے ممکن ہے کہ poverty کم ہوئی ہے کیونکہ عام آدمی یہ کہہ رہا ہے کہ poverty کم نہیں ہوئی ہے' povertyبڑھی ہے۔ حقیقت یہی ہے لیکن آج اس معاملے میں جو اعداو شمار دے رہے ہیں وہ قابل اعتبار نہیں ہیں۔ ایک اور dimension unemployment کا ہے۔ یہاں میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور بڑے دکھ سے کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب جن کا banking and finance کا بڑا تجربہ ہے اور میں ان کو ایک شریف آدمی سمجھتا ہوں لیکن وہ بھی اس چکر میں آگئے ہیں اور انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ پچھلے دو سال میں 2.9 million روزگار generate ہوا ہے اور جس کے نتیجے کے طور پر ان کے دعوے کے مطابق 8.7 سے کم ہو کر اب 7.6 پر بے روزگاری آگئی ہے۔

جناب والا! جب میں نے اسی Labour Survey کو detail میں examine کیا تو کیا میں آپ کو یہ بتاؤں کہ اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس 2.9 جو actually 2.87 ہےمیں جو اضافہ ہے اس میں 1.1 million کا اضافہ unpaid house helpers, یہ کونسا اضافہ ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ اضافہ دو سال میں صرف 1.7 رہ گیا ہے اور 1.7 کے معنے ہیں جب کہ ہر سال 1.4 million addition to labour forces کہ 8.7 unemployment سے بڑھ کر لازماً 8.8 ہے لیکن آپ ان چیزوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی ان کو پڑھے گا نہیں۔ یہ 2000 Survey آپ نے ہم کو دے دیئے ہیں اور کسی نے یہ زحمت نہیں کی کہ ان کو سمجھ

ے لیکن یہ وہ چیز ہے جس بنا پر آپ کی credibility ختم ہو رہی ہے۔ آپ نے external debt کی بات نہیں کی آپ نے اور Economic Advisor نے دعویٰ کیا ہے 1.4 billion کم ہو گئے ہیں۔ میں نہیں کہتا وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ جو انہوں نے کہا وہ یہ ہے کہ 1999ء میں 37.6 تھا اور اب 36.62 ہے لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2003ء میں کیا تھا اور 2004ء میں کیا تھا۔ 2003ء میں 35.47 million تھا ' 2004ء میں 35.26 million تھا اور 2005ء میں 36.26 million ہے تو یہ بڑھا ہے یا کم ہوا ہے۔ اگر آپ غلط base پر compare کریں گے تو یہ لوگوں کو دھوکہ دینا ہے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ پچھلے سال balance of payments آپ کا negative ہوا ہے۔ آپ کا trade deficit 5 million پر پہنچ گیا ہے جس رفتار سے آپ کی رسد میں اضافہ ہونا تھا' وہ رک گیا ہے' آپ data بڑھا ہے۔ یہ IMF کی باتیں بہت دنوں سے سن رہا ہوں' پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ IMF کا قرض لیں یا نہ لیں' اصل چیز ہے' IMF کی conditionalities ا گر وہ conditionalities کے framework میں معاملہ کر رہے ہیں' اگر آپ IMF سے قرض لیں یا نہ لیں' وہ immaterial ہے لیکن جب میں نے اسی survey کو realize کیا تو جناب والا! اس کے page 132 پر آپ یہ پائیں گے کہ IMF سے 2004 میں جو آپ کا debt ہے' وہ 1.762 million ہے اور IMF 2005, I repeat 2005 1.757 billion, کا قرض آج بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ World Bank کا ہے' Asian Development Bank کا ہے' Paris Club کا ہے پھر آپ نے public سے raise کئے ہیں تو یہ کہنا کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے' آپ نے کشکول کوئی نہیں توڑا' آپ نے اس کشکول کو جھولیوں میں تبدیل کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیئے گا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب! ضرور رکھوں گا لیکن میں آپ کے سامنے کوئی غلط بات نہیں کر رہا ہوں اور کوئی غیر ضروری بات نہیں کر رہا ہوں'ساری چیزیں میں facts and figures سے پیش کر رہا ہوں۔ جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک آپ کے اعداد و شمار credible نہ ہوں اور analysis sound economics کی بنیاد پر نہ ہو---GDP

میں ضرور اضافہ ہوا ہے، میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور یہ قابل قدر ہے ، میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ جو positive چیزوں کا انکار کرتے ہیں۔ میری نگاہ میں تین، چار چیزیں اس زمانے میں اچھی ہوئی ہیں گو میری نگاہ میں ان کا سارا credit پالیسیوں کو نہیں جاتا۔ External اور internal effects کا اس میں بڑا دخل ہے لیکن یہ صحیح ہے کہ GDP میں اضافہ ہوا ہے، یہ بھی صحیح ہے کہ foreign exchange کی آپ کی position بہتر ہے گو اسے آپ overplay نہ کریں ۔ اس لئے کہ پچھلے سال 48 weeks کی exports آپ کی ضرورت تھی، اس سال کم کر کے 32 weeks کی رہ گئی ہے تو ٹھیک ہے، وہ اچھی چیز ہے لیکن جو س کی اندر changes ہیں وہ بھی اپنے سامنے رکھیئے۔ بات جو صحیح نہیں ہے، وہ یہ ہے کہ fiscal discipline جو آپ کا سب سے اہم plan of stabilization تھا۔ Micro stabilization کو اگر میں عام الفاظ میں بیان کروں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نمبر ایک budgetary deficit کم ہونا چاہیے، نمبر ۔ 2 آپ کا external deficit کم ہونا چاہیے اور No. 3 inflation low ہونا چاہیے ۔ یہی Washington Consensus کے main targets ہیں لیکن مجھے دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ 2004-05 کے جو facts ہمارے سامنے آئے ہیں اور 2005-06 میں جو خطرات ہیں۔ اس میں وہ تینوں نہیں ہیں، آپ کا credit deficit 5 billion dollar پر پہنچ گیا ہے۔ آپ کا balance of payment deficit تقریباً 2 billion کو approach کر رہا ہے اور آپ کا fiscal deficit absolute terms میں بڑھا ہے اور relative terms میں میری نگاہ میں خطرات limits کے اندر ہیں تو اس بناء پر یہ credit نہیں جاتا ہے۔ میں اس سے آگے بڑھنا چاہتا ہوں کہ مسئلہ صرف یہ نہیں ہے۔ جناب والا! میں زیادہ cliche میں نہیں جایا کرتا ہوں لیکن مجھے اجازت دیں گے کہ میں آج یہاں پر کہوں کہ یہ اس ملک کی بدقسمتی ہے کہ اسے آج ایک full time Finance Minister میسر نہیں ہے، میں آپ کے نوجوان وزیر مملکت کی بہت قدر کرتا ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ملک کو full time Finance Minister کی ضرورت ہے لیکن یہ ایک tragedy ہے کہ نہ یہاں full time Finance Minister ہے، نہ full time Prime Minister ہے، نہ full time کا Chief of Staff ہے، نہ full time President. جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ shift

towards growth پچھلے ایک سال میں آیا ہے اور نگاہ میں welcome ہے۔ ہم پہلے اسیر تھے micro stabilization کے' اب ہم اس سے کچھ کچھ نکلے ہیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ یہ کا ہم نے صحیح سوچ بچار کے ساتھ اور جسے۔ہم economics میں کہتے ہیں کہ integrative policy making یعنی fiscal policy کہیں گئی اور multipurpose policy کہیں اور گئی ہے' ان میں صحیح synchronization بروقت نہیں ہوا' جو میری نگاہ میں inflationary spiral کا بڑا سبب ہے۔ اس وقت آپ کا core inflation 7% ' over all inflation over 9% اور اگر آپ سٹیٹ بنک کی year on year figures لیں تو وہ 11.1% ہے۔ یہ inflation unsustainable ہے۔ یہ جو version ہیں اس میں demand اور cost کچھ بھی ہو' جب تک ایک integrated policy نہیں ہو گی تو آپ کی ترقی کو inflation رکھا جائے گا اور عوام کے لئے جو مشکلات پیدا ہو رہی ہیں وہ بے پناہ ہیں۔

میں یہ بات کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ بجٹ میری نگاہ میں pro-car budget ہے' اس میں کار والوں کے لئے انہوں نے بہت دلچسپی لی ہے کہ کسی طرح 1800 CC سے زیادہ کی جو کاریں ہیں وہ کم قیمت میں یہاں آ سکیں۔ تو میں اس کو pro-car budget کہتا ہوں اور pro-fauj budget کہتا ہوں لیکن یہ pro-people یا pro-poor budget ہرگز نہیں ہے۔

جناب والا! میں تجویز پیش کروں گا کہ اس کو درست کرنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ CSO کے بارے میں پانچ چھ سال پہلے آپ نے وعدہ کیا تھا' اسے ایک autonomous ادارہ بنائیے' جس میں parlaimentary oversight کا دخل بھی ہو' professionals ہوں' حکومت اور فنانس منسٹری کی چیزیں اس میں نہ ہوں۔ اس طرح CSO صحیح صحیح اعداد و شمار دے سکے۔ اسٹیٹ بنک کی autonomy کے بعد اسٹیٹ بنک کی performance بہتر ہوئی اور statement کی reports کی quality بہتر ہوئی ہے۔ ہمیں ایک alternate بھی ملنا شروع ہوا ہے۔ میں ساتھ یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ alternate sources of information میں دلچسپی پیدا کرنا ضروری ہے لیکن اس سے زیادہ اہم چیز میری نگاہ میں یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی نظام ہونا چاہیے کہ economy survey ' Ministry of Finance تیار نہ کرے بلکہ کوئی ایسا ادارہ ہو جو independently policy analysis کر کے صحیح صورتحال قوم

کے سامنے رکھ سکے۔

جناب والا! اب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو اصل issues ہیں اور یہ وہ issues ہیں جنہیں میری نگاہ میں بجٹ میں sparely focus نہیں کیا اگر کیا ہے تو marginally کیا ہے۔ اس میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ کیا موجودہ rate of growth sustainable ہے، کاش ہوتا لیکن جو حقائق اور policies ہیں ان میں مجھے یہ sustainable نظر نہیں آتا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس وقت اس میں سب سے بڑا contribution argriculture کا ہے۔ جو respectively 4% اور actual 2% سے بڑھ کر ساڑھے سات فیصدی ہو گیا ہے لیکن کیا یہ چیز بہتر نہیں ہو سکتی، پھر اس میں weather کا کتنا دخل تھا، کیا ایسا ہی weather اگلے سال بھی آئے گا۔ اگر آپ agriculture کو analyse کریں تو صرف تین major crops ہیں جہاں یہ سب کچھ ہوا۔ miner crops, live stock and half of the agriculture field میں چلا جاتا ہے، وہاں یہ پوزیشن نہیں ہے اور اگر وہاں پر 2.3% یا 2.5% ہو گا تو پھر آپ یہ کیسے sustain کر سکیں گے لیکن میں ایک اور سوال اٹھاتا ہوں اور مجھے توقع ہے کہ حکومت میں جو professionals ہیں وہ اس پر غور کریں گے وہ یہ ہے کہ ایک ملک میں rate of growth کے بڑھنے کے لئے اگر rate of saving اور rate of investment نہ بڑھے تو یہ کیسے achieve ہو سکتا ہے اور کیسے sustain ہو سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ rate of saving پچھلے دو سال میں 3% of the GDP کم ہوا ہے۔ rate of investment 1.5% proportion of the GDP کم ہوا ہے، اور یہ اس level سے بہت کم ہے جو خود ماضی میں ہم نے gain کیا ہے اور اگر آپ باقی developed countries سے compare کریں تو وہ تمام ممالک جنہوں نے rate of growth کو sustain کیا ہے، ان کے ہاں rate of saving, rate of investment between 20% to 24% اور China میں صرف 30% ہے لیکن آپ 14% and 17% پر اس rate کو کیسے sustain کر سکتے ہیں، میں سمجھنے سے قاصر ہوں۔ ہاں ایک چیز ہو سکتی ہے کہ جسے ہم کہتے ہیں incremental catalog proportion اگر وہ بدل دیں لیکن سارے facts یہ بتاتے ہیں کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے اور وہی 1:2 technically اگر یہ ہے تو پھر اس کو sustain کرنے

کے لئے جب تک کہ rate of saving, tax, GDP ratio, 9% and 10% پر struckable
ہے اور خود اسٹیٹ بنک کی رپورٹ نے یہ بات کہی ہے کہ اگر یہ یہیں پر رہے گا تو اس کے بعد
ہم development کو sustain نہیں کر سکتے تو میں technically یہ بات کرتا ہوں کہ
موجودہ rate of growth sustainable نہیں ہے جب تک کہ آپ paradigm shift نہ
کریں اور بنیادی تبدیلی آپ کی پالیسی میں نہ آجائے۔

دوسری بات poverty کے بارے میں ہے۔ Poverty کا بہت گہرا تعلق income distribution سے ہے، روزگار کی creation سے ہے۔ fiscal policy and support scheme سے ہے، inflation سے ہے اور میں نے اس بجٹ میں ان چاروں میدانوں میں کوئی نیا initiative نہیں دیکھا۔ Tinkering with the problem اس طرح poverty reduction نہیں ہو سکتی۔ Poverty reduction کے لئے جہاں 6% سے زیادہ rate of growth sustain کرنا ضرورت ہے وہیں اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ income policy ہو۔ Poor support نظام ہو اور employment creation ہو۔ SME, SME کی بہت باتیں ہو رہی ہیں لیکن مجھے دکھ سے یہ بات کہنے دیجئے جناب چیئرمین! کہ ایس ایم ای کی تاریخ بھی آج متفقہ علیہ موجود نہیں۔ آرٹیکل ۲ میں کمپنیز ایکٹ کی جو آپ نے تعریف کی ہے SMEDA اور ابھی سٹیٹ بنک نے جو quotation rules issue کئے، تینوں کی تعریف مختلف ہے۔ کم از کم تعریف ہی reform کرلیجئے۔ اس کے لئے incentive provide کیجئے۔ ایک بڑا اچھا initiative یہ تھا کہ ایک طرف آپ اسے totally tax free for the next five to ten years رکھیں لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ جس طرح textile city آپ بنا رہے ہیں، جس طرح export processing zone بنتے ہیں، میری نگاہ میں یہ طریقے تھے کہ SME cities قائم کیجئے اور ان SME cities کے اندر سب سے اہم attraction یہ دیکھئے کہ Government lease پر زمین دے گی free for 25 years، اس شرط کے ساتھ کہ اگر دو سال کے اندر اندر آپ operational ہوتے ہیں تو ہم اس کو withdraw کرلیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ دو سال کے اندر SME centres شروع ہو جائیں گے۔ ان کا صرف اتنا کریڈٹ ہے۔ ابھی جو لاہور میں ایس ایم ای کی کانفرنس ہوئی ہے اس میں یہ بات ہمارے سامنے آئی ہے کہ 87% of

اس 14% ہے institutional اور جو نہیں institutional وہ ہے جو کا the credit SME
میں سے بھی half جو ہے وہ favour کی بجائے merit پر ہے' یہ بات ان کی official
report میں ہے ۔ ایس ایم ای کو اگر آپ نے آگے بڑھانا ہے تو وہ ضروری ہے۔میری نگاہ
میں agriculture and SME یہی دو چیزیں ہیں جن کی بنیاد پر آپ sustainable rate of
growth of poverty eradication حاصل کرسکتے ہیں لیکن اس کی کوئی policy موجود
نہیں ۔ پھر جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ regional disparity ہمیں کھا چکی ہے۔
مشرقی پاکستان مغربی پاکستان کی separation میں regional disparity کا بڑا ہاتھ تھا۔ خدا
کے لئے بروقت اس کا نوٹس لیجیئے۔ جو بھی backward ہیں ان کو boost کیجئے ' ان کو
economy فراہم کیجئیے۔ اس کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا۔ اس کی کوئی policy نہیں ہے۔
جناب والا ! پلاننگ کمیشن کے document, Medium Term Development
Framework کا آپ مطالعہ کیجئیے اس میں پلاننگ کمیشن یہ کہتا ہے کہ ۶۵۰ ارب روپے سالانہ
waste ہیں ۔ اس waste کو کنٹرول کرنے کے لئے آپ نے کیا کام کیا ہے ' کیا اقدام کیا
ہے ؛ آپ لوگوں پر جم بڑھا رہے ہیں اور انہی سے اور زیادہ لینے کی کوشش کر رہے ہیں ۔Tax
base سے نکل رہے ہیں۔ لیکن یہ جو کھلا کھلا waste ہے اس کے بارے میں آپ کا پلاننگ
کمیشن کہہ رہا ہے کہ ۶۵۰ ارب روپے سالانہ لیکن اس کے لئے کوئی پالیسی موجود نہیں ہے ۔

Foreign remittances, کے بارے میں آپ بہت بغلیں بجا رہے ہیں کہ ان پانچ
سال کے اندر پندرہ بلین آیا ہے' بلاشبہ آیا ہے لیکن آپ نے کیا پالیسی بنائی کہ یہ رقم
conspicuous consumption میں real estate speculation میں stock exchange
میں رقوم لے آئے گی اور اسے کس طریقے سے real investment میں لگایا جا سکتا ہے ۔ کوئی
پالیسی موجود نہیں ۔ آپ نے golden opportunity کو ضائع کیا ہے ۔ آپ begging
bowl لے کر پھر رہے ہیں باہر ' اور جو آپ کے گھر میں آ رہا ہے اس کو آپ استعمال نہیں
کر رہے ہیں بلکہ اس کے نقصانات رونما ہو رہے ہیں۔ اس کے نتیجے کے طور پر social
tension پیدا ہو رہی ہے۔ کوئی پالیسی اس کے لئے موجود نہیں ہے۔

پھر جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ privatization, مجھے معاف رکھا جائے

کہ میں یہ بات کہوں کہ privatization جس طرح ہمارے ملک میں ہو رہی ہے ' میں اس کے اوپر شدید بے اطمینانی کا اظہار کرتا ہوں ۔ پرائیویٹائزیشن کے میں حق میں ہوں ' لیکن وہ privatization اس طرح ہونی چاہیے کہ ملک میں private and public sector کی partnership ہو ----

(اس مرحلے پر پریذائیڈنگ آفیسر ڈاکٹر خالد رانجھا صاحب نے کرسی صدارت سنبھالی)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ۔ میں جناب رانجھا صاحب کو welcome کرتا ہوں اور یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ کی صدارت اپنی تقریر کے آخری مراحل میں مجھے نصیب ہو رہی ہے۔ میں کہہ رہا تھا کہ privatization کی پالیسی میری نگاہ میں بہت غور و فکر اور total review کا مطالبہ کر رہی ہے۔ جس طرح ہمارے ملک میں privatization ہوا ہے۔ خواہ موجودہ حکومت نے کیا ہے یا اس سے پہلے کی حکومتوں نے۔ میرا پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ ایک National well thought out اور National consensus کی بنیاد پر پالیسی نہیں بنائی گئی ہے بلکہ ہر حکومت نے اپنے ذوق کے مطابق اور شاید مفادات کے pressure میں یہ کام کیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے ' اس وقت وہ رپورٹ میرے پاس نہیں ہے لیکن حافظے سے کہہ رہا ہوں کہ Asian Development Bank نے پاکستان privatization کے اوپر ایک رپورٹ تیار کی ۔ اگر مجھے صحیح یاد ہے تو اس رپورٹ کا محاصل یہ ہے کہ اس وقت تک جتنی privatization ہوئی ہے اس میں سے 22% ایسی ہے جس میں performance improve اور ملک کی معیشت کا contribution بڑھ گیا ہے ۔ 44% performance خراب ہوئی ہے ۔ اور negative contribution ہے اس سے زیادہ اہم یہ ہے کہ باقی over 30% وہ close down انہوں نے زمینیں بیچ کر پیسہ بنا لیا ہے اور کوئی تبدیلی نہیں آئی ۔ میں کہتا ہوں کہ privatization policy کو review کرنا چاہیے ۔ پھر میں اس پر believe کرتا ہوں کہ اس ملک کی کچھ strategic deeds ہیں ان strategic deeds کو غیر ملکیوں کے ہاتھوں میں نہیں جانا چاہیے۔ مجھے خطرہ ہے کہ بھارت کے capitalists جو امریکہ میں ہیں ' جو انگلستان میں ہیں ' جو قطر میں بیٹھے ہوئے ہیں اس راستے سے وہ ہمارے ملک کی معیشت میں دراندازی کی فکر کر رہے ہیں۔ خدا

کے لئے اس کا خیال کھینے اور جو ہماری strategic چیزیں ہیں، جس میں، میں پی ٹی سی ایل کو بھی شامل کرتا ہوں، جس میں گیس اینڈ آئل کو شامل کرتا ہوں، جس میں سٹیل کو شامل کرتا ہوں۔ میں بھی کہنا چاہتا ہوں کہ privatization کے بارے میں پوری قوم کو اعتماد میں لینا اور ساتھ ہی یہ چیز بھی کہ long term policy بنائیں - میں پی ٹی سی ایل کی مثال دیتا ہوں۔ پی ٹی سی ایل کی privatization ہم چھ سال سے سن رہے ہیں۔ پچھلے سال تو یہ تھا کہ آج ہوا، کہ کل ہوا۔ ابھی بھی یہ کیفیت تھی لیکن ساتھ یہ اگر آپ بجٹ documents نکالیں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ بجٹ میں non-revenue income میں جو باون ارب دیئے گئے ہیں، ان باون ارب میں dividend income کا ایک بڑا حصہ ہے۔ اور وہ dividend income میں main contribution پی ٹی سی ایل کی ہے۔ جس کا پچھلے سال تیس ارب روپے منافع تھا اب dividend income اس کے علاوہ کہاں سے آئے گی۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک طرف آپ privatization کی بات کرتے ہیں۔ بجٹ میں provide کر رہے ہیں۔ ایک بڑا پرانا شعر ہے۔

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں

میرا خیال ہے کہ Privatization Commission اس معاملے میں کم از کم اسی پالیسی پر عمل در آمد کرے۔ جناب والا! میں ایک پوائنٹ اور کر کے اپنی بات کو ختم کروں گا۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر، ٹائم کچھ زیادہ نہیں ہو گیا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں اسی لئے ختم کر رہا ہوں۔ self reliance ہمارا ایک بڑا ہی بنیادی مسئلہ ہے اور self-reliance محض debt reduction کا نام نہیں۔ self-reliance نام ہے اس بات کا کہ آپ کی پوری economic policy آپ کی industry، آپ کی agricultural آپ کی services ایسی صورت میں ہوں کہ جس میں decision making کی priorities قوم خود طے کر سکے۔ وہ کسی external pressure, constraint کی بنیاد پر نہ ہو یہ self-reliance کی بنیاد پر ہو۔ اس self-reliance کی طرف کوئی پیشقدمی مجھے

نظر نہیں آرہی۔ ہماری dependence بڑھ رہی ہے' policy making. کے اندر بھی' finance کے معاملات کے اندر بھی ۔ جناب والا! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک آپ self reliance کی طرف نہیں آئیں گے اور اس کو basic policy objective بنا کر کے recast نہیں کرتے۔ میں جو باتیں کر رہا ہوں اس کا حاصل صرف اسی طرح ممکن ہے اور وہ یہ کہ حکومت اپنی معاشی پالیسی میں انقلابی تبدیلیاں لائے۔ میں paradigm shift کی بات کر رہا ہوں change within the paradigm کی بات نہیں کر رہا ورنہ اس وقت جو بجٹ آپ نے دیا ہے اگر ایک جملے میں اسے describe کر کے اپنی بات کو ختم کروں تو جناب والا وہ یہ ہے کہ It is the budget by the rich, of the rich, and for the rich. شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ جناب۔ اب میں گزارش کروں گا جناب الیاس احمد بلور صاحب سے there will be another two speakers اور اس کے بعد خواجہ صاحب آئیں گے ۔ I will suppose you share the time, do your self now.

Senator Ilyas Ahmed Bilor: I am sorry I can not be in a proper time because I will speak a little bit more with due respect to you. I am very grateful to you.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو

I congratulate Umer Ayub to announce a budget. A youngest ever State Minister for Finance who has announced budget in the history of Pakistan. I am proud of another fact that he belongs to PAKHTOONKHWA also. Whatever the budget is I will come to that onwards but I am proud that he is from PAKTOONKHWA as well.

جناب چیئرمین! اچھی بات کو بھی سامنے لانا چاہیے یہ ضروری بات ہے ۔ یوریا پر انہوں نے ڈیوٹی کم کی it is appreciable کیونکہ یوریا کی قیمتیں باہر بہت بڑھ گئی تھیں اور زمیندار کے لئے بڑا مشکل ہو گیا تھا ۔ جناب چیئرمین! انہوں نے پلاسٹک کی 55 items پر ڈیوٹی

کم کی وہ بھی ایک بہت اچھا اقدام ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ world میں تیل کی قیمتیں زیادہ ہونے کی وجہ سے پلاسٹک کی قیمتیں زیادہ ہو گئی تھیں ۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری واحد ایسی انڈسٹری ہے جس کو انہوں نے بہت ہی مراعات دی ہیں اور اس لئے بھی ضروری تھا کہ ہماری 70% exports اور economy ٹیکسٹائل پر ہے لیکن میں اپنے چھوٹے بھائی ' برخوردار سے ضرور کہوں گا کہ ٹیکسٹائل انڈسٹری میں dyes chemical اور dyes کے specially جو commercial importers ہیں ان کو GST میں آپ نے چھوڑ دیا ۔ undoubtedly soap, airconditioner, TV اس انڈسٹری کو بھی help ملی ۔ duty has been reduced on polyester fabric. It is a good perserve actually اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اور جن جن لوگوں کو relief ملا ہے میں بڑے ادب سے اس ایوان میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ سارے tycoons ہیں tycoons of the Pakistan economy جن کو یہ relief ملا ہے ۔ Medium business community کو کوئی relief نہیں ملا۔

جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ ہمارے وزیراعظم نے بھی بڑا کہا اور وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں بھی کہا کہ 9.5% inflation یہ بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ سٹیٹ بنک آف پاکستان نے جولائی ' اپریل کے سروے میں 11.1% کہا اور میں عمر ایوب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی تقریر میں inflation کے متعلق یہ کہا کہ higher g rowth rate has caused inflation, the fact is that the inflation is cost of pt ıshed and not demand pressure. This is a fact actually you have to go for the facts of inflation اور پھر سننے میں یہ آیا ہے کہ CPI کا ریٹ انڈکس بھی بدلا جا رہا ہے ۔ inflation actually it is above 11% یہ نیچے ہو ہی نہیں سکتا ۔ بدقسمتی سے budget deficit انہوں نے بتایا ہے 4.5% اپریل ' جولائی سروے میں State Bank 4.8 % of Pakistan نے بتایا ہے ۔ اب مجھے سمجھ نہیں آتی کہ سٹیٹ بنک آف پاکستان ٹھیک کہتا ہے یا یہ ٹھیک کہتے ہیں کیا یا تین مہینے میں یہ 3%: کم ہوا ہے ۔ میرے اپنے اندازے کے مطابق budget deficit 5 plus ہے 5.5% ہے ۔ current account deficit انہوں نے minus میں بتایا ہے ۔ پچھلے تین سال میں یہ minus میں نہیں تھا plus میں تھا surplus

میں تھا I don't know انہوں نے کیوں یہ جتایا ہے per capita یہ جا رہے ہیں 734 $
اب بدقسمتی سے میں بڑے افسوس سے یہ کہتا ہوں کہ ان کے جتنے بھی figures ہیں dollar
مجھے اس دن ٹی وی پر ایک نے پوچھا کہ اشفاق صاحب فرماتے ہیں کہ جو ہمارے figures ہیں
آپ کہتے ہیں غلط ہیں اور جو سٹیٹ بنک کے ہوتے ہیں وہ ہمارے خلاف جاتے ہیں آپ کہتے ہیں
ٹھیک ہیں ۔ میں نے کہا اشفاق صاحب تو اس وقت بھی میرے ساتھ ٹی وی پر آتے تھے جب
نوازشریف کی حکومت ہوتی تھی ' اس وقت بھی ٹی وی پر آتے تھے جب محترمہ بے نظیر کی
حکومت ہوتی تھی ۔ ابھی بھی ٹی وی پر آتے ہیں وہ figures غلط دیتے ہی ہیں تو تب ہم ان
کو کہتے ہیں غلط ہیں ۔ اگر ٹھیک ہوں تو ہم کہیں ۔ سٹیٹ بنک کوئی میرا ملا تو نہیں لگتا کہ میں
اس کے figures کو ٹھیک کہہ رہا ہوں ۔ لیکن وہ ایک autonomous body ہے ان کے
figures کو ہم تب صحیح کہہ رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر figures صحیح دے دیے جائیں
تو قوم کو دھوکہ نہیں دیا جائے گا اور یہ جو ہمارے socalled economists بیٹھے ہوئے ہیں یہ
کافی عرصے سے بیٹھے ہوئے ہیں ' یہ بوڑھے ہوگئے ہیں ان کو چھٹی کروا دیں' نئے
economists لائیں جو صحیح طریقے سے آپ کو صحیح figures دیں۔

جناب والا! GDP کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ 8.4% ہوگئی ہے ' واہ بھئی واہ' کیا
بات ہے ۔ اور ہم سنگاپور کے برابر جا رہے ہیں اور کہتے ہیں we are at par with Singapore
and second in Asia, after China 9.3 تو اس سلسلے میں میں تھوڑی سی عرض کرتا ہوں
کہ GDP growth rate percentage during six years, before 6 years of the
present Government اس حکومت کے آنے سے پہلے جو چھ سال تھے اس وقت
average GDP growth rate 4.25 تھا ' that was 4.25., before these six years
earlier 6 years کی average 4.25 تھا on the average year of GDP growth of the
present Government is 4.78 اب اس میں total increase جو ہوئی ہے average
yearwise میں کہہ رہا ہوں ' average yearwise is 0.088% اور ہم کیا ڈھنڈورا پیٹ رہے
ہیں and I am not saying this sir, this is the record, we can prove it by the
record. ۔ جی ڈی پی کا تو یہ ریکارڈ رہا ۔ اب میں یہ بات پوچھتا ہوں کہ اگر آپ GDP growth

rate 7.50 بھی کہہ دیتے تو وہ بھی اچھی بات تھی encouraging تھی۔ کوئی بری بات نہیں تھی۔ 8.4 % GDP growth rate trickle down کدھر ہوا ہے، کہاں trickle down ہوا ہے مجھے بتائیں غریب کو کیا ملا ہے۔ اگر آپ کا GDP growth rate تو trickle down کہیں بھی نہیں ہے اور trickle down کے بغیر GDP میں نہیں سمجھتا کہ اس کی کوئی value ہو۔ GDP is definitely related to the price index and related to the growth of unemployment.

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ اس بجٹ میں دس ہزار ٹریکٹر دیے گئے ہیں چار کمپنیوں کو، sir this is a very important thing and I request the Minister for State to please note it and all the members of the Treasury Benches should also understand that why these four companies have been given a gift of 15 crore rupees each, duty free 10 crore rupees دیے جا رہے ہیں اس لیے کہ وہ ٹریکٹر کی ایک ایک فیکٹری لگائیں۔ اب جناب والا! میں یہاں ایک بات ضرور کہنا چاہتا ہوں، ہمارے ڈار صاحب کل یہاں فرما گئے ہیں کہ پنجاب کے خلاف کیوں باتیں ہوتی ہیں۔ آج میں یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چار فیکٹریاں کہاں لگ رہی ہیں۔ ان چار فیکٹریوں میں ایک فیکٹری میرے صوبہ پختونخواہ میں لگنی چاہیے، ایک لاہور میں لگنی چاہیے، ایک سندھ میں ہونی چاہیے اور ایک بلوچستان میں ہونی چاہیے۔ کیوں؟ اگر ان کے پاس entrepreneur نہیں ہے تو ہم وہاں کے لوگ اکٹھے کر کے کردیں گے۔ جو 15 کروڑ روپے کے gift آپ دے رہے ہیں وہ ہمیں دو، ہم وہاں ایک فیکٹری لگالیں گے۔ یہ کون سا طریقہ ہے کہ آپ اپنے گھر میں بیٹھ کر بانٹو، ہم لوگ یہ allow نہیں کریں گے۔ ہم لوگ اس ایوان میں یہ دعوے سے کہتے ہیں کہ اگر یہ دس ہزار ٹریکٹر فری چار فیکٹریوں کو دیے گئے اور یہ چار صوبوں میں تقسیم نہ کیے گئے تو ہم اس ایوان میں آئیں گے اور واک آؤٹ کریں گے اور احتجاج کریں گے اور کالی پٹیاں باندھیں گے۔ کیوں؟ یہ پاکستان صرف لاہور کا ہے تخت لاہور کا پاکستان ہے، نہیں، یہ پاکستان سرائیکیوں کا بھی ہے، یہ پٹھانوں پختونوں کا بھی ہے، یہ پنجابیوں کا بھی ہے، یہ بلوچیوں اور سندھیوں کا بھی ہے۔ یہ کیوں پندرہ پندرہ کروڑ روپے مفت میں ان لوگوں کو دیے جا رہے ہیں۔ یہ تخت

لاہور کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ لوگوں نے صرف تخت لاہور کو پاکستان بنا رکھا ہے اور کیوں یہ duty free دیے جا رہے ہیں' Why? - ان کو پندرہ پندرہ کروڑ روپے تحفہ دیے جا رہے ہیں۔ وہ چار پارٹیاں ہیں۔ ہمیں پندرہ کروڑ روپے دیں ہم صوبہ سرحد میں فیکٹری لگاتے ہیں' بھوٹے ڈرائنگ آئیں گے' غریب ہیں آدمی اکٹھے کریں گے' بلوچستان والے اکٹھے کریں گے' آدمی لگائیں گے' ہمیں دو فیکٹریوں کی اجازت دیں ہم سرحد اور بلوچستان میں مل کر دو فیکٹریاں لگاتے ہیں۔ ایسی کون سی بات ہے کہ جس کو آپ کا جی چاہے اس کو دو' چار فیکٹریاں دے دیں۔ اس چیز کو نہیں مانیں گے

exchange rate کے بارے میں آپ کہتے ہیں کہ balance of payment بڑھ گئی ہے آپ سوچیے کہ صرف ڈیڑھ مہینے میں 57 روپے سے 61 روپے ڈالر چلا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری economic managing team اتنی اچھی team ہے کہ اگر ان میں عقل ہوتی تو جو ہمارے پاس ڈالر reserve میں پڑے ہوئے ہیں rate per Euro .08 ہے آدھے کے تو Euro خرید لیتے ناں۔ آج یورو کا rate ڈالر کے مقابلے میں 1.24 ہے۔ اگر آپ کے پاس 13 بلین ہے تو 6 بلین خرید لیتے۔ اس وقت آپ کے پاس 18 بلین reserve ہوتے۔ بڑی Economic team ہے جی واہ بھئی واہ' کیا بات ہے' خوبصورت بات ہے۔ Public debt کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ بھی negative ہے' increase ہو رہا ہے۔ میں کہتا ہوں increase ہو رہا ہے' میں آگے بھی جناب! پڑھوں گا۔

جناب! بات یہ ہے کہ نثار میمن صاحب نے کل بجٹ کی بڑی تعریف کی اور وہ بہت پڑھے لکھے ہیں۔ وہ میرے پڑھے لکھے دوست ہیں' بھائیوں کی طرح ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر چیز کو اس میں دیکھا گیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں' دیکھنے سے کوئی فائدہ تو نہیں ہوتا۔ یہ عمر ایوب صاحب میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ Last year کے بجٹ میں کیا affluent plants کے لیے announce نہیں کیا تھا Prime Minister of Pakistan نے جو Finance Minister بھی ہیں کہ industrial estate میں ایک affluent plant بنے گا اور ہم نے اس ہاؤس میں اس کی تعریف کی تھی' ریکارڈ کی ابھی بھی میرے پاس کاپی موجود ہے۔ میں عمر ایوب صاحب سے پوچھتا ہوں کہ ہمارے صوبے پختونخواہ میں تین industrial estate ہیں' ایک حطار'

دوسری بھرود، تیسری گدون میں، کس میں affluent plant لگایا ہے۔ ایک میں بھی نہیں لگا۔ پاکستان میں مجھے یہ بتا دیں کتنی industrial estates میں affluent plants لگے ہیں۔ یہ کہنے کی بات ہے۔ ہاتھی کے دانت ہیں، کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور ہیں۔ بجٹ میں لکھ دیا، تعریف کر دی وہاں کے دوستوں نے اور خاص طور پر نثار میمن صاحب نے کل کہا کہ دیکھیں جی! ہر چیز کو look after کیا گیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہر چیز کو look after کیا گیا، اگر ہر چیز کو look after کیا گیا ہوتا۔۔۔ جس طرح affluent plant کے متعلق last year environment میں کچھ نہیں کیا گیا۔ Environment میں جتنا پیسہ رکھا گیا یا خود کھا لیا گیا یا کچھ اور کیا۔ آج "دھواں" قیامت کا دھواں ہے ہمارے علاقوں میں۔ کیا ہو گا؟ Waste پانی جو آتا ہے اس کا کیا ہو گا؟ چلیں! کوئی بات نہیں۔ آخر میں ایک اور بات بھی عرض کروں۔ اب انہوں نے بجٹ میں لکھا ہے کہ large trading company be exempted from presumption tax بڑے افسوس کی بات ہے میں نے یہ اپنی proposal میں بھی کہا ہے، یہاں Minister of State بیٹھے ہوئے بھی ہیں، میں یہ کہتا ہوں کہ کیوں large trading company should be exempted from presumption tax, why? بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ they are bringing investment and flight of capital now.

Bringing investment تو کوئی ہمارے باپ دادا پر احسان نہیں کر رہا۔ جس وقت جنرل مشرف صاحب کی گورنمنٹ آئی تھی اس وقت investment تو یہاں سے بھاگ رہی تھی۔ یہ investment جو آپ کے پاس آ رہی ہے، وہ صرف اس لیے آ رہی ہے، سعودی عرب کی investment آپ کے پاس آ رہی ہے، آپ کے پاس دبئی والوں کی investment آ رہی ہے۔ آپ کے پاس دوسری investment آ رہی ہے۔ آپ کے پاس ڈالر آ رہے ہیں۔ ڈالر میں بھی جو آپ کے پاس remittance آتی ہے اس میں بھی پختونخواہ کا 40% share ہے۔ Remittance میں پختونخواہ کا 40% share آپ کے پاس آتا ہے۔ یہ جو ابھی رہا ہے، یہ تو آپ کو مجبوراً آ رہا ہے۔ اس لیے کہ 9/11 کے بعد آپ کے پاس آ رہا ہے، اور وہاں پر حالات نہیں ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ why this tycoon should be allowed from presumptive tax. Why this tycoon? یہ tycoons کا ملک ہے، آپ اس طرح gap نہ

بڑھائیں۔ اتنا بڑا gap نہ کریں جس سے پھر وہی وقت آ جائے جس طرح ایک دفعہ بھٹو صاحب کے دور میں آیا تھا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ GDP اس وقت کامیاب ہو گی جب آپ oil کی prices کم کریں گے۔ Oil کے prices کیسے کم کریں گے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ oil کی world pricesمیں زیادہ ہیں۔Oil کی prices اس لیے آپ کم کریں کہ اس کے لیے بہت راستے ہیں۔

Mr . Chairman , these companies , these multinational companies , oil companies who were getting 3% commission.

اس وقت crude oil کا rate 30 dollars تھا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : وقت کا خیال رکھیں۔

Senator Ilyas Ahmad Bilour: I am sorry, I have to speak. I am extremely sorry.

کیونکہ میں نے minimum آدھا گھنٹہ بولنا ہے۔ ایک گھنٹہ پروفیسر صاحب بولے ہیں اور آدھا گھنٹہ مہیم صاحب بولے ہیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن---

Senator Ilyas Ahmad Bilour: I have to speak for half an hour. Please, I humbly request you, sir.

مجھے بہت ساری چیزوں پر بات کرنا ہے۔ اگر میں نہیں بولوں گا تو technocrats کی طرف سے کون بولے گا۔ جناب والا! I am a technocrat.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ہم سب آپ کو سننا چاہتے ہیں۔ Please, do not take me wrong.

Senator Ilyas Ahmad Bilour: I am not speaking on any political matter. I am giving you the figures.

Mr. Presiding Officer: Please, do not take me wrong. We all want to hear you.

مجبوری خواجہ صاحب کی ہے اور صدیقی صاحب کی ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! خواجہ صاحب نماز کے بعد بول سکتے ہیں۔ اگر میں دس منٹ میں بھی اپنی تقریر ختم کروں تو پھر بھی ساڑھے بارہ بجے نماز ہو جانے گی۔ with due respect, خواجہ صاحب میرے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔ یہ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ جس وقت 30 dollar کا rate تھا، یہی oil companies 3% commission لیتی تھیں - اب 50 dollar rate ہے لیکن یہ 3% commission لیتی ہیں۔ ان کا پیٹ بہت بھر گیا ہے۔ اس لئے آپ ان کے پیٹ میں سے نکالیں اور پیسہ عوام کو دیں۔ تیل کا rate سستا کریں۔ تیل کا rate سستا ہونے سے سب چیزوں پر فرق پڑے گا۔ یہاں ہمارے وزیر صاحب نے ایک بڑی پیاری بات اپنی تقریر میں کی تھی کہ the nation is ready for all time sacrifices and they have been giving sacrifices. So, they will give further sacrifices. ہاں! یہ بات ٹھیک ہے کہ غریب آدمی تو ہمیشہ sacrifices دیتا رہا ہے اور وہ آج بھی sacrifices ہی دے رہا ہے یعنی جس rate پر آج وہ آٹا خرید رہا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اس ہاؤس میں ہمارے ہی صوبے کے ایک دوست نے کہا تھا کہ ہم گھاس کھائیں گے ۔ جناب والا! اس نے گھاس نہیں کھائی ہے بلکہ گھاس غریب عوام نے کھائی ہے، خودکشی غریب لوگوں نے کی۔

(اس موقع پر نماز جمعہ کی اذان کی آواز سنائی دی)

سینیٹر الیاس احمد بلور، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مسٹر چیئرمین! میں ایک دو چیزیں بتانا چاہتا ہوں کہ banking کو انہوں نے 43 سے 38% income tax propose کیا ہے ۔ اس کے اوپر ہم نے proposal بھی دی ہیں اور بجٹ کمیٹی میں discuss بھی ہو رہا ہے کہ banking کی financial health ماشاء اللہ بہت اچھی ہے اور اونے پونے داموں پر آپ

لوگوں نے بنکوں کو بیچا ہے۔ ان کا income tax کم نہ کیا جائے بلکہ private limited companies چھوٹی کمپنیز ہیں جو پاکستانیوں کی کمپنیز ہیں۔ جو عمر صاحب کی private limited ہے ہماری private limited ہے اور بھی یہاں بہت سے دوست ہیں ان کی چھوٹی چھوٹی private limited companies ہیں medium class private limited companies کو ان کے ٹیکس کو 30% reduce کیا جائے۔ یہ big magnets اور یہ 'Tycoons' کو خدا کا واسطہ ہے کتنا ریلیف دیں گے۔ یہ ریلیف دینا بند کیا جائے میں آپ سے پانچ دس منٹ اور لوں گا زیادہ نہیں---

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، پانچ منٹ لے لیں۔ دس منٹ نہ کریں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، نہیں جناب! نہیں ہو سکتا۔

The human development input by country people is considered with the lowest priority. We have given the lowest priority to the human development. Education has been given 16 billion rupees in the 1 trillion Budget

میں آپ نے دیا ہے this is 16% آپ نے ایجوکیشن کو دیا ہے اور ہمارے پرائم منسٹر صاحب نے ترکی میں یہ تقریر کی جو میں نے خود سنی تھی۔

The Prime Minister said in Turkey that no illiterate nation can compete in International Trade. His priority is that, no figures of allocation for the education. This is not allocation figures.

جناب health اور social sector کے لیے ہم نے جو فگرز رکھے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ underdeveloped country like Rowanda کے برابر بھی نہیں ہیں۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ the public sector losses سب سے بڑی بات یہ ہے کہ public sector companies کے losses میں 1 billion rupees cover کریں گے جس میں provided subsidy وہ 70 billion rupees Central Government دے گی۔

یہ میں نہیں کہہ رہا ان کی books کہہ رہی ہیں اور ان کی economy survey کہہ رہی ہے۔
اب میں یہ کہتا ہوں کہ یہاں wheat پر اگر Rs. 750 per quintal ہے تو سات روپے پچاس پیسے فی کلو گندم انڈیا میں کشمیر سے لیکر آسام تک ، امرتسر سے لیکر سارے انڈیا میں ، انڈیا ایک continent ہے۔ سات روپے پچاس پیسے وہاں گندم بک رہی ہے ۔ وہ گندم پر subsidy دے رہے ہیں ۔ آپ یہاں پر public sector کے جو ہاتھی بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو subsidy دیتے ہیں تو

why don't you give this subsidy to the poor people and reduce the rate of wheat. Let the Atta be cheaper.

جب آٹا سستا ہوگا تو سب کچھ ہوگا۔ آپ یہ ہاتھیوں کو کیوں 70 billion subsidy دے رہے ہیں۔ آپ کے ریکارڈ میں ہے آپ کے بجٹ میں ہے ۔ 70 billion rupees بہت بڑی رقم ہے۔ یہ آپ غریب آدمیوں کو آٹے میں دے دیں۔ سارے پاکستان میں آٹا سستا بکے گا۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

The priority on the debt reduction economic position of the country claim, present Government is also dependent, as documents show.....

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اب wind up کیجئے ۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، نہیں جی wind up ابھی نہیں کرتا۔ ابھی میں تھوڑی سی باتیں اور کرنا چاہتا ہوں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں، بات یہ ہے ، میں آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Stcok Exchange کا جو scam ہوا، جس کی مرضی ہے میرے ساتھ discuss کرے کیونکہ اس میں بہت دنیا involve ہے، وہ بہت غریب لوگ مرے ہیں اور مروائے گئے ہیں Stock Exchange میں۔ پرسوں بھی مروائے گئے تھے یہ افواہ پھیلا کے کہ Prime Minister صاحب نے استعفیٰ دے دیا اور پھر انہوں نے ٹیلیفون کیے تو stock exchange تین سو گرا اور تین سو چڑھا۔

جناب این ایف سی الحمدللہ، جب اے این پی نے شراکت کی تھی تو 1991ء میں ہم

نے کیا تھا' 1991ء میں ہم نے Water Accord کیا' NFC Award کیا۔ اللہ کے فضل سے ہمیں credit ہے کہ ہم نے حکومت کے ساتھ مل کے یہ کام کیا۔ 1991ء میں ہمیں 6 billion hydro-electricity پر profit دیا گیا۔ Let me tell you categorically اب میں ہاؤس کو کہتا ہوں' میں challenge کرتا ہوں اگر وہ مجھے ثابت کر دیں کہ میں غلط ہوں تو میں resign کر دوں گا۔ میں سال کے 16 billion units produce کر رہا ہوں اور میرے units کا rate کیا ہے Tarbela let me tell you. جو ہے وہ 16 paisas per unit produce کر رہا ہے۔ وارسک 10 paisas per unit کر رہا ہے' درگئی سات پیسہ فی یونٹ کر رہا ہے۔ 1991ء میں مجھے چھ بلین مل رہے تھے۔ آج بھی مجھے کہتے ہیں چھ بلین لو' کوئی خدا کا خوف کرو۔ اس وقت electricity selling price کیا تھی' آج electricity کی selling price کیا ہے۔ اس وقت آٹے کی price کیا تھی' آج آٹے کی price کیا ہے؛ اس وقت گھی کی price کیا تھی' آج کیا ہے؛ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ میمن صاحب فرماتے تھے' نہیں' prices ساری ایک تھیں۔ میں ثابت کروں گا facts and figures سے' Government کے facts and figures سے کہ دو روپے فی یونٹ profit بنتا ہے۔ مجھے 32 billion rupees ملنا چاہیے .per year

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اگر میرا hydro-profit نہیں دیا گیا تو This is totally wrong. جہاں تک کل بات ہوئی' اسحاق ڈار صاحب نے فرمایا پنجاب کی بات' تو پنجاب کے متعلق clear کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے سارے لوگ ہمارے بھائی ہیں۔ یہ پاکستان سب کا ہے۔ پنجاب کا بھی ہے' پختونوں کا بھی ہے' بلوچوں کا بھی ہے' سندھیوں کا بھی ہے لیکن جس طریقے سے ہمیں rule کیا جا رہا ہے' جب مشرقی پاکستان جل رہا تھا۔ ہم کہہ رہے تھے کہ ملک ٹوٹ رہا ہے اور پنجاب میں تخت لاہور خوشیاں منا رہا تھا کہ ہم سے جا رہا ہے' تخت لاہور خوشیاں منا رہا تھا کہ ہم سے جا رہا ہے' ہماری جان چھوٹ رہی ہے۔ روز سیلاب آتے ہیں' روز فلاں ہوتا ہے' روز یہ ہوتا ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں' کل ڈار صاحب بڑے ناراض تھے' وہ بڑے خفا تھے۔ مجھے بڑی خوشی ہوتی اگر میں ان کو یہ بتاتا کہ ڈار صاحب بات یہ ہے کہ اس ملک میں ہمیشہ آپ لوگوں نے حکمرانی کی ہے۔ ہمارے حقوق کو آپ لوگوں نے بہت رگڑا ہے۔ اس میں صرف میں نہیں ہوں' سرائیکی بھی ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ آج تخت لاہور کا غلام سرائیکی بھی ہے۔ سرائیکی

بھی اسی طرح غلام ہے جس طرح بلور غلام ہے، جس طرح خواجہ غلام ہے،جس طرح اور کوئی غلام ہے۔ اسی طرح بلور بھی غلام ہے۔ اس ملک میں ہم بڑی بات provincial autonomy کی پچاس سال سے کرتے آئے ہیں۔ ہمارے علماہمیں غدار کہتے تھے۔ ایک مسلمان کی بات کرو۔ بڑا اللہ کا کرم ہوا ہے کہ وہ حکومت میں آئے ہیں اور وہ بھی provincial autonomy کی بات کرتے ہیں۔ میں آج provincial autonomy کی بات نہیں کرتا، میں آج Economic independence کی بات کرتا ہوں۔ میرے صوبے کو economic independence دی جائے، میرے صوبے کے حقوق مجھے پورے دیئے جائیں۔ جب تک میرے صوبے کے حقوق نہیں دیئے جائیں گے میں نہیں جی سکتا۔ میں لاہور جاتا ہوں۔جب East Pakistan کا آدمی آتا تھا وہ کہتا تھا کہ میں اسلام آباد آتا ہوں تو مجھے یہاں پٹ سن کی بو آتی ہے ۔ میرا شہر پشاور پھولوں کا شہر تھا۔ جائیے اپنے بزرگوں سے پوچھئے، پھولوں کا شہر تھا۔ آج ڈھیروں کا شہر بنا ہوا ہے۔ کس وجہ سے بنا ہوا ہے۔ یہ اسلام آباد کی وجہ سے بنا ہوا ہے اور لاہور کی وجہ سے بنا ہوا ہے۔ ہمیں نہیں دیتے ہمارے PSDP کے پیسے، ہمیں نہیں دیتے ہمارا اپنا حق۔ ہم کہتے ہیں ہماری اپنی کمائی ہمیں دو، اپنے پر خرچ کرنے کے لیے۔ آج پشاور تباہی کا گڑھ بنا ہوا ہے، pollution اتنی زیادہ ہے، سڑکیں نہیں ہیں، کچھ نہیں ہے۔ لاہور میں جاؤ تو ایک ایک درخت کے نیچے پانچ پانچ سو واٹ کے بلب لگے ہوئے ہیں۔ ہم کیا کہیں گے پھر۔ مجھے یہ کہنے پر مجبور نہ کریں کہ میں یہ کہوں گا کہ لاہور میں میری بجلی کھائی جا رہی ہے اور مجھے بجلی کا پیسہ نہیں ملتا، جس طرح مشرقی پاکستان والے کہتے تھے کہ یہاں مجھے پٹ سن کی بو آرہی ہے۔ آپ لوگوں نے مشرقی پاکستان توڑا، بنگلہ دیش بنایا۔ جس کا جی چاہے میں بیٹھ کے اس کے ساتھ بحث کر سکتا ہوں۔ میں ثبوت دے سکتا ہوں کہ پنجاب کے دوستوں نے ، لاہور کے تخت لاہور نے مشرقی پاکستان توڑا اور یہ Establishment نے توڑا اور آج آپ ہم لوگوں کو کیوں توڑنا چاہتے ہیں۔ ہم تو آپ کے پاس رہنا چاہتے ہیں۔ ہمیں تو ہمارا حق چاہیے۔مجھے کھانے کے لیے دیں۔ قسم خدا کی کھا کے کہتا ہوں آپ کو کہ جائیے اپنے بزرگوں سے پوچھئے۔ آپ کو یاد نہیں ہوگا Peshawar پھولوں کا شہر مشہور تھا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، آپ please, wind up کریں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، آج پشاور کا حشر یہ ہے کہ وہ کچروں کا شہر ہے، ٹھیلوں کا شہر ہے۔ آپ ہمارے لوگوں پر رحم کھائیے، آج ہمارے حقوق نہیں دیں گے تو مجبوراً زور سے لینے پڑیں گے، یہ میں آپ کو بتا دوں۔ یہ نہیں چلے گا، کب تک چلے گا، sir, یہ نہیں چلے گا۔ آخر میں، میں ایک شعر پڑھ دیتا ہوں، آپ مجھے جلدی کرا رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، اب بھی جلدی کرا رہے ہیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، میری امیدوں کا حاصل میری کاوشوں کا صلہ

ایک گمنام اذیت کے سوا کچھ بھی نہیں،

اذیت، اذیت، اذیت۔

Thank you very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی thank you اب میں جناب اکبر خواجہ سے درخواست کروں گا کہ بڑے اختصار سے کام لیں کیونکہ آپ کا آدھا وقت وہ لے گئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ، میرا آدھا وقت نہیں لیا، آپ کا آدھا وقت لیا ہے۔

Thank you Mr. Chairman...

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، ایک منٹ۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، پچھلے جمعے بھی جب یہاں پونے ایک بجے وقفہ ہوا اور ہم پہنچے تو جماعت کھڑی تھی اور خطبے سے محروم ہونا پڑا تو گزشتہ جمعہ۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ فیصلہ کر لیں when to be assembled یہ بتائیں۔ خواجہ صاحب کی بات سن لیں، دس منٹ میں ختم کر دیتے ہیں۔ خواجہ صاحب! دس منٹ میں۔ اچھا when to meet, نماز کے بعد کب ملیں گے۔ نہیں آج you have been served lunch over here.

Senator Mian Raza Rabbani: We will meet then at 3' O clock sir.

ویسے تو پروفیسر صاحب! ایک بجے نماز ہوتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، رضا بھائی! lunch کا انتظام اس لئے کیا گیا ہے کہ شاید break نہ کی جائے اور اس کو ہم تین، چار بجے ختم کر دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، Sir, اب تو break کرنی پڑے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں۔ نہیں تین بجے تک break نہ کریں after lunch, we meet again over here. کیونکہ lunch has been arranged in the lobby here.

سینیٹر میاں رضا ربانی، تین بجے رکھ لیں by the time, they get through with the prayers.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ جو time کہتے ہیں come to a consensus اڑھائی بجے یا تین بجے۔

میاں رضا ربانی، اڑھائی بجے رکھ لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اڑھائی بجے رکھ لیتے ہیں۔ We meet at 2.30 today, thank you جی۔

(The House then adjourned for Jumma prayers)

(وقفہ کے بعد اجلاس زیر صدارت جناب چیئرمین (جناب محمد میاں سومرو) دوبارہ شروع ہوا)

جناب چیئرمین، السلام علیکم۔

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا، چیئرمین صاحب ہم ladies کا کورم پورا ہے۔

جناب چیئرمین، ماشاء اللہ اس سے اچھی اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ جی ڈاکٹر اکبر خواجہ صاحب۔

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank you, Mr. Chairman, on June 6th we have been presented with the huge stake of

pink and green papers. I think this is all over 2000 pages and more than ten pounds weight. We have only a few days to read with a view to ensure that this Government will survive. With this huge claim of E Government, we were expecting a timely dissemination of the national budget data in electronic format, at least with the CD containing data or a data disc, so we could have analysed but our simple request was rejected, not fulfilled, to hide the breakdown distribution on the budget data. Mr. Chairman, we don't know how credible these numbers are? Mr. Shaukat Aziz is the longest serving Finance Minister and his team had almost a free hand on all budgetary and economic issues but did they deliver the benefit to the common citizen of Pakistan? The answer is "No, they did not". In fact just two days after the budget was announced, they had to call the meeting of National Security Council to discuss the most important issue of inflation and poverty. Why after the budget was announced, why not before?

Mr. Chairman, budget is a statement of priorities. It sets a strategic policy direction for the activities of the Government. Once again regime has pledged new promises but we have to see that how this regime sets priorities when it comes to the poor people of Pakistan? In addition to providing basic necessities and raising standards of living, Government has many vital roles in society including assuring stability, peace, equity and justice. Mr. Chairman, I would like to closely look whether budgetary priorities are right, whether the economy is now good, are the claimed sustainability still remains a challenge and also to

see, whether the policy of the Government have brought any benefit to the poor?

Mr. Chairman, there are claims of GDP over 8% growth and per capita income of 738. It sounds good and I sincerely wish that such economic growth trend continues but the fact is that the cushion in economic growth is not the result of the Government policy. It is basically attributed to that covered factors that includes the scheduling, that includes generous lending and that includes remittances from expatriate Pakistanis.

So, in addition to the inflow of remittances of our expatriates the crucial turning point in our economy is the support and intervention of international community especially the United States.

Mr. Chairman, although, international community will not forgive our trippling more than 35 billion dollars foreign debts but still we got additional support from the Paris Club by rescheduling our 12 to 15 billion dollar loans for a new term of 38 years and the first 15 years is a grace period. So, basically the debts service has not been forgiven it has been deferred for 15 years for the future Government.

Mr. Chairman, regime is telling Pakistani people that we have broken the *Kashkol*, this is not true. The Government is still borrowing. Although the regime is shying away to give the details and in a recent press conference Prime Minister Shaukat Aziz's advisors could not give an answer on the total debts that was increased in the last four years. Mr. Chairman, we are really lucky that due to the weather condition and the

timely winter rains provisional agriculture estimates are very encouraging and there is a significant contribution of record bumper crops both in wheat and cotton. However, minor crops have still mix performance but the import of the wheat and other agricultural items are also in the pipeline.

Although current agricultural growth of 7% is a very positive step, we have left the agricultural sector mostly with the nature sometime going through droughts and sometime going with the excess of the water availability.

Mr. Chairman, this factor is especially important, given that almost two third of population relies on farming income. However, the Government has failed to tackle corruption problems and in fact, it is much needed in the land reforms.

Mr. Chairman, earlier claims of industrial growth of 15%, if we compare with the two preceding years is also in the decline mode.

Now, Mr. Chairman, I come to the investment issues. There is a claim that foreign direct investment has been increased. We have barely touched 1.2 billion dollars. It is not the main driver of our economy. I believe that the stimulating domestic investment appears the main way forward but it is dependent upon law and order situation and also the restoration of fiscal stability. Mr. Chairman, there is a concern that economic recovery will prove the shortened increase related to favourable international condition which we are now receiving.

Now, I come to the revenue, Mr. Chairman, if we see the revenue,

it has not increased at a percentage of GDP if you compare with the two preceding years - 2004 - 2005, the revenue remains at 13% of GDP as compared to the 14.3 and 15% of GDP in the preceding two years. Revenue administration is still weak and comprised with the widespread corruption. It's a surprise, Mr. Chairman, that there was in the media and the press and the Government announced in many press briefings that the Government has to withdraw capital value added tax as for the stock market, raised from 0.01 to 0.02% at the last minute to accommodate another richer class.

Mr. Chairman, it is regrettable that the regime did not want to bring the Real Estate transactions into the tax net. I don't know what was the reason behind but the Government would have collected billions of rupees but regime wants to protect the Real Estate maphia and people know well who have been the biggest beneficiary of the land scams in the major cities of Pakistan.

Mr. Chairman, last year, there was a development budget of 202 billion rupees but that did not bring any benefit to the poor. Once again regime has pledged over 272 billion rupees and there is additional provision of 34 billion basically to cover the WAPDA and NHA. It is a very encouraging sign. Mr. Chairman, but we have to see whether this budgetary allocation brings any impact on the common people.

Mr. Chairman, there is a provision of subsidies about 72 billion rupees. We were hoping that with the restructuring of WAPDA and KESC and other public enterprises there will be some cushions but still

72 billion subsidy is going and there is a very little provision for the poor.

Mr. Chairman, respective government units must be accountable for the inefficiencies of these institutions. There is another thing, every time the Government claims there will be no mini budget then they will come up with the supplementary grants and I was just looking at one figure that there was a provision of 10.7 million for the cars and when we saw the revised budget for this particular category it was raised to 1.07 billion, so ten times, this is not a confidential planning that you adjust your budget with 5 or 10% or 15%, it has been increased ten times we do understand that there must be some security concerns, I have no problem, you know, they can accommodate but it is not only in this catagory. Mr. Chairman, there are many other items that original data, original budget estimates that will be discussed in the National Assembly and in the Senate and also in the Standing Committees and then when we see the real results there is a mini budget and the revised estimates. This is not good Mr. Chairman, Now, I come to the Defence. Mr. Chairman, my party has been very very supportive to very strong defence, but at the same time if you see the practice of the budget's spendings in Defence in the last three or four years same thing is happening. There was a budget that was approved, there is a threshold, there is a guidline, there is a governance issue that at the end of year you come up with another estimate and then there is a request that we need a 15% increase in the revised estimate.

Mr. Chairman, this is not a good practice if you recall three years

back we withhold that there was a provision of Rs. 38 billion for the pension funds that was approved from military to civil expenditure, that's Ok. They came into the civilian para. Mr. Chairman, if you could kindly ask my colleagues to ...

Mr. Chairman: I request the indulgence of the House in hearing the honourable member.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: So, Mr. Chairman, this is a one line item, we do respect and value the contribution of our Armed Forces. At the same time Defence administration, if there is a data, we are not asking details about the capital expenditure but on the revenue side we need some detail what is going on with these additions. Mr. Chairman, there was another item of Rs. 500 million for National Commission for Human Development, I am very supportive as far as the charter and the mission of this critical institution is concerned but Mr. Chairman, if you recall, I raised this issue another organisation was to be established named as Pakistan Human Development Fund and the mission was to raise the funds independently and there will not be a burden on the National Budget, but now there is a demand of Rs. 500 million and that is a very big amount Mr. Chairman, and if you recall I demanded that Auditor General must audit Human Development Fund but we were told that they have appointed M/S Furgosan as independent and Auditor General did not have any access to audit the accounts.

Mr. Chairman, I demand that all the funds that have been

collected by this private NGO, Human Development Fund must be transferred to the National Commission for Human Development and this allocation of Rs.500 million should be sent either to Health or Education.

Mr. Chairman, there are so deficits but the administration still claims that deficits are coming down. Mr. Chairman, the picture is not rosy, I don't know what the notion of coming down is but here is the record, the deficits are not coming down, the trade deficits are quickly going up. If you see the third quarterly report of the State Bank of Pakistan which reports actual position of the first nine months, there is an account deficit of 7.6 billion and that also includes trade balance, almost 4 billion and also the service sector in the net investment income sector, there is a negetive role. So, technically there is a huge deficit. Now, this deficit is being off set by 6.3 billion mainly by remittances, by foreign currency accounts but still there is a balance of 1.33 billion which is negative. Last year it was surplus 2 billion. So where are we going? Are we back off today. Mr. Chairman, we are not back off today than last year. Fiscal deficit is also projected to increase 3% for the GDP this year. For next year it has been projected 3.8%. Although we have concerns about the numbers and one of my colleague yesterday, has already pointed out about the figures but even if we consider these numbers terrible there is a term the tax year, the picture will not be rosier, we are in a decline made.

Mr. Chairman, as far as inflation is concerned, much has already been said and I will just pin point a couple of items that inflation has not

been only doubled, it has been tripled and this inflation indicator is worse in the world. Mr. Chairman, if you recall a couple of months, not even couple of months, six weeks back there was a donors forum 'Pakistan Development Forum'. Donor community was here. This is the first time we are getting a real alert, cautioned from international financial community that we must correct sour monetary policies and if this inflation trend continues our donor induce growth or whatever you call short term recovery will not continue for a long time. So, Mr. Chairman, this is a very serious concern and I request and expect that our economic team will focus its energies to take care of this problem. It is very funny Mr. Chairman that Governor State Bank of Pakistan when he visited Washington recently earlier this year, he was still claiming that there is a five per cent inflation and we were telling him that your numbers are wrong and he did not believe us and finally now his own economic team is confirming that this rate is more than ten per cent. Although in some of the food items ,everybody knows, it has been more than doubled.

Mr. Chairman! this dangerous inflation trend will further effect country's worsening unemployment and the poverty concern. Despite the Government's claim of the economic growth and external assistance to the military regime in the past few years, joblessness and increasing poverty pose serious challenges to the country and unemployment has emerged as an extremely serious problem. We understand this sluggish investment democratic pressures, weak governance and poor government policy have immediate cause of chronic unemployment which has

increased to dangerous levels for a few years.

Mr. Chairman! it seems that much of the money that has been allocated for poverty reduction programme is being channeled through the Government cronies and it is not reaching for the poverty reduction programme. Mr. Chairman! after the scamp of the cooperative saving scandals and getting their loans by the State Bank of Pakistan, loan defaulters and the corrupt officials now they are targetting the poor safety nets Baitul Mal and Zakat funds. Mr. Chairman, poor of poorest is suffering a lot.

Interest rates for the industrialists and the rich people were substantially reduced but today the credit that we got from the World Bank and ADB for micro finance Khushali Bank even today is charging 21 % to the poor people, where are the safety nets, where are the claims that this government is doing a lot for the poor. It is untrue Mr. Chairman, I just gave you one example of Khushali Bank and I am on record, this morning in the Finance Committee I brought it to the attention of Secretary Finance as well.

Mr. Chairman, I come to the control of corruption. My concern is no matter how much money you allocate to the development funds, if there are no controls I think this money will go to the waste. So, my concern is as we enter the new budget year, Government at all levels need improved oversight and effective control procedures to enhance productivity and increase accountability because I believe that corruption is the biggest obstacle to the social development. So, to ensure the

better allocation of of resources and effective implementation, there is a need for improved controls over financial flows, greater transparency and better financial accountability. Mr. Chairman the extent of embezzlement of public funds at provincial and district levels is going unchecked. Some bureaucrats and *Nazims* are joining the billionaire's club and I demand that Auditor General must investigate allegations of the fraud and corruption under devolution umbrella. Mr. Chairman, this is regrettable that despite setting performance targets for all Cabinet members, our Prime Minister has failed for the last three years to have a consensus among provinces on the NFC Award. Sir, why there is a delay Mr. Chairman, there is 550 billion rupees in the divisible pool. 1%of this amount is about 5-1/2 billion rupees

ساڑھے پانچ ارب

So, Mr. Chairman when we delay, we are not giving the due share to the Provinces.

Mr. Chairman, there is another concern of the Provinces. Centre has been charging almost 18% from the Provinces, they want to borrow the money independently, I don't know what are the constraints but I believe this is unfair. So, current formula which is 37-1/2 % so, every per cent increases that is due to the Provinces, Centre's whole thing 5-1/2 billion rupess.

اگر 10% extra بنتا ہے تو ساڑھے پچپن یا چھپن بلین ہر سال سنٹر رکھتا ہے جو صوبوں کا due share ہے۔

Mr. Chairman, we need to have a close look on the Government

claims of good governance. We need to see whether our economic and social resources are being managed with accountability and transparency. Investors remain discouraged because of the widespread corruption in the judicial system. There have been transparency concerns in the privatization of a few banks, I am personally supportive to the privatization process but there is a need for reform. Mr. Chairman, we need to establish a clear criterion to ensure that governance concerns are reflected in the PSDP programme.

Mr. Chairman, in conclusion I would say that the bottom line is that common citizen is facing severe hardships in gaining access to the basic necessities because of crippling price hike. There is no economic recovery for the working poor and for those who are seeking jobs. So, they can feed and clothe their families. So, where is silver line Mr. Chairman? I feel that Governmnt must create additional fiscal space to reduce poverty and create jobs by improving public sector management. By raising the level of Government revenues, by decreasing the process of borrowing, by reducing its large expenditures, by limiting the public enterprise losses, by improving the governance and increasing efficiency in effectiveness and on the top Mr. Chairman by following rule of law, accountability, transparency and an anti-corruption agenda.

Mr. Chairman that we must create a stable, secure conducive political environment and the Government must stop and it must give an end to discrimination against the political opponents. I assure you if we empower our people and honour our values, we can build the Pakistan

that is educated, that is healthier, that is richer, that is secure and that is safer. I thank you for your attention Mr. Chairman.

سینیٹر پروفیسر محمد سعید صدیقی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman. I thank you very much for giving me opportunity to speak on the budget under discussion i.e. the budget 2005-06. Mr. Chairman, keeping in view the present economic and political situation in the country, I would say this budget is a balance budget and it is good and friendly for businessmen and industry as it provides a lot of incentives, concessions, reduction in taxes, duties for the industrial sector, agricultural sector and it provides additional funds for the development plans. I hope that with these concessions, the industry will grow, agriculutre will be promoted and there will be more opportunities for employment to our unemployed population and since the production cost is expected to come down, the prices of the industrial commodities as well as agricultural products will be reduced. So, in this way, it will help to reduce poverty, inflation and create more jobs and reduce unemployment.

Mr. Chairman, while we have given attention to the agriculture and industry, I think, there is need to give more incentives to agro-based industry, so that the population in the rural areas get the jobs in the places near their homes. It brings well being, prosperity to their life. So, I think it should be considered that machineries and raw material for agro-based industry be allowed to import at reduced custom duties and taxes. As we have seen that the budget provides at least 30% increase in

development programmes. The PSDP budget is 272 billion against 207 billion of last year. It is due to high GDP growth but it has been noticed that last year, all PSDP budget has not been utilized. I think, there is no use of a budget when we can not utilize. Government needs to ensure that the PSDP budget is fully utilized for the year to come, so that the benefits of this development come to the gross roots and common masses.

Mr. Chairman, there have been challenges like high inflation. two digit inflation about 11% increase in unemployment. 1/3 of population being under the poverty level and deteriorating standard of education and health services. In order to meet the challenges or combat with these challenges, I suggest the following measures:

1. To increase the Budget for education upto at least 4%. The Budget for health services upto 4%. Presently, the allocations are very near to 2% of GDP for education and very near to 1% for health so, I suggest this Budget be increased or rather be doubled so that we can have funds for our human resource development, vocational training, skill development for our youth and we have a healthy and literate and skilled youth for employment.

Mr. Chairman common man that is 98% population of this country from middle class and lower middle class is still waiting to see the benefit or to enjoy the benefit of the growth rate of 8.3% and 13 billiion dollars foreign exchange reserves. In order to make this possible that our 98% population enjoys the fruit or benefits of this economic

growth prosperity, I suggest that the subsidy on essential commodities...

Mr. Chairman: I think there is disturbance from the mobiles. Here and in the galleries also the mobiles should please be shut off.

Senator Muhammad Saeed Siddiqui: Mr. Chairman, the subsidy on the essential commodities be increased so that people get essential commodities like Atta, Ghee, Milk at low prices.

2. Duty Free Port of Vegetable, fruit and meat.

3. Removal of taxes and duties on utility bills.

It is expedient that everybody knows that we have to pay taxes and duties on our utility bills. If this burden is removed then it will help the poor, lower and middle calss people a lot and the money, the amount they pay with the bills or these taxes they can use this money elsewhere. So, there have been recommendations and proposals in this Budget for increase of wages, minimum wages from 2500 to 3000. I think it is still low and one cannot have a budget within 3,000 rupees for a small family of 5 members. So, I suggest that the minimum wages be increased upto 5000 rupees and minimum pension for industrial worker and private sector workers has been increased from 700 to 1000 and that 1000 will do no good to the poor retired people. So, I suggest that it be raised to Rs. 1500. Government has increased salaries of Government employees from 23 to 29% overall. That is 15% on their basic pay scales and other allowances have been increased. So, this increase totally goes from 23 to 29% but the retired government employees, pensioners have been

given only 10% increase. So, I think and I suggest that this increase be raised to at least to 20% instead of 10%. To help in generating more jobs and encourage people to have their self-employment, SME Sector has been helping but their procedure for getting loans is not easy. So, I suggest that SME loans be given to the common people and the procedure for this be made easy.

More incentives are required for the Cottage industries particularly in the rural areas. So, I would suggest that the equipment machinery and raw-material for the promotion of cottage industry be imported duty free with no tax tariffs. I also suggest that the prices of petroleum and CNG be reduced because these are the basic things which bring down the price increase. If the petroleum prices and CNG prices are brought down then I hope that it will help alleviate the miseries of the masses.

People were expecting particulary old age people, retired people, widows and orphans that this year the national saving profits will be increased. In the past couple of years the rate of profits on national savings schemes have been cut and they are far below the rate given by the commercial banks. So, I would suggest that these profits, that is the profits on national savings investment, be brought to the level of the commercial banks so that people as they trust in the government investment, they come and new investors are encouraged.

Right now the people with 100 thousand income are allowed tax free and with income 100 thousand and more they are subject to pay

income tax. So, I suggest that this slab be increased or raised to the level of 200 thousands that is anybody who is getting salary less than 200 thousands, his income be tax free and anybody who is getting annual income of 200 thousand and more is taxed at the prevailing rate.

So, Mr. Chairman, in this House people have been talking of national harmony, national unity and national integrity and this is only possible when our citizens of the country and all provinces of the country have a feeling that they are participating units of the country and it is only possible when a just NFC award has come into effect and in this NFC award apart from the consideration of population, the consideration of revenue generation, revenue income that is more, if any province earns, generates revenue for the Federation, more share the province should get. So, in NFC award based on population, revenue generation and collection, backwardness or less developed areas and special needs be announced as early as possible and the provinces be given autonomy so that they have control over their resources. they enjoy their resources and they have a due say in the matters of national interests. If a just NFC award is announced and the provinces are given autonomy then I think that these federating units will feel themselves participating and equal partners in the Federation. This will strengthen the country, the nation, the Federation and this will guarantee the internal harmony and tranquility. It has been admitted that our main problem this time is not from outside, it is from the inside and our internal problems are required to be addressed. Mr. Chairman, it is not fair that different parts of the

country have different electricity tariffs. So, I would recommend, I would suggest that electricity tariffs be made uniform throughout the country.

The agriculture reforms, land reforms are brought to effect so that small farmers feel that they get due share out of the hard work they do in producing food for us, for the nation. Right now, these poor farmers do not get due share because of big landlords who are holding thousands of acres of land. They are just like poor servants to them. They are still suffering although they are doing real hard work. So, by bringing these lands and the agriculture reforms in effect, the farmers *Kashtkar*, *Haries*, will feel that they have due share and ownership in the what we are working for. I also recommend that the income tax be imposed on the agriculture income of one million and the revenue generated in this way be spent on subsidy for the essential commodities. This will help to bring the prices down of special commodities and help to alliviate poverty and miseries of the poor people.

Karachi, you know, Karachi is the most populous, largest city, the biggest industrial and business centre of the country where people from all part of the country live in harmony and tranquility but the city is still suffering from infrastructure problems, water, electricity, roads, streets and all that kind of civic amenities. Since Karachi earns a lion share of the national income. It will be fair, if it is provided with more funds to help Karachi out of these problems. I suggest that more funds be allocated to generating plants, electricity generation plants for the city and at least desalination plants of 100 million gallons MGD, a need of

the Karachi. We have been hearing in the news and it is reported in a newspapers, television that there have been protest in various parts of the city for shortage of water. So, if we desalinate the sea water and make it drinkable.

Mr. Chairman: Please keep the time frame in mind.

Senator Prof. Muhammad Saeed Saddiqi: O.k. So, I request that funds be allocated for desalination plant, capacity at least 100 MGD and also funds be allocated for infrastructural improvement for the city and mass transit programme which is on BOT basis but the Federal Government has to put in some money, I would say seed money, to start with. So, I request that the money which Federal Government is supposed to give for the project of mass transits, be allocated in this budget, so, that the mass transit programme is launched and the work can be started on it.

Mr. Chairman, economic managers have been talking of broadening the base of income tax and they are making the measures for they want to bring more people in the tax net. Right now the self-assessment scheme has been proved successful but some people are still away from it because they are afraid of that 5% or 10% returns, selected by ballot draw and they might be repugnant people so they keep away. I suggest that this 5% selection or 5% out returns by ballot or draw, be abolished. We need to trust our people, if it is withdrawn, no return is selected for scrutiny and we trust our people, tax payers. I hope

that new tax payers will come into the net and we will broaden the tax base. This will also reduce or rather minimize, zero contact between the tax payers and the tax collectors.

So, I suggest this self-assessment scheme is good but 5% selection of returns for scrutiny is withdrawn. In the last but not the least, in this budget for more revenues, tax duty has been imposed @ of .01% on withdrawal of 25000 rupees by cheque from the banks. Mr. Chairman, this is strange, this looks strange to me because this will discourage documented economy. People will be discouraged to deposit their amounts and savings in the banks because when they will draw it they will have to pay tax on it. So, I recommend and suggest that this duty of 0.01% on withdrawal of 25000/- and more from the banks be reduced.

Mr. Chairman, I think that in the end I would say, despite high inflation rate, un-employment and poverty one third of the population are living below poverty level, the economic managers have tried their best to make this balanced budget and they have provided additional 35% budget for the developments despite 3.8% deficit and in the end I pray that may Allah give us opportunity to see the benefits and fruit of this development and growth in the economic and well being of the country. Thank you very much.

جناب چیئرمین، ابھی میرے پاس کافی ممبران کے نام ہیں جو نہیں بولے ہیں۔ وقت کی بھی قلت ہے۔ مہربانی کر کے میری درخواست ہے کہ ممبران وقت کی پابندی کریں۔

سید مراد علی شاہ۔

سینیٹر سید مراد علی شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت ساری باتیں ہو چکی ہیں اور میں ان کو repeat نہیں کروں گا۔ جو باتیں جناب رضا ربانی ' اسحاق ڈار صاحب اور پروفیسر خورشید صاحب نے کہی ہیں ہم سب ان کو endorse کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ معیشت کی بری حالت ہے ' گرانی اور بے روزگاری زیادہ ہوئی ہے۔ ایکسپورٹ اور امپورٹ میں پانچ ارب روپے کا deficit ہے اور غربت 50% تک پہنچ چکی ہے۔ بیرونی قرضہ دو کھرب روپے تک ہے۔ اندرونی ساڑھے چار ٹریلین ہے۔یہ تمام قرضے ہمارے چار سال کے بجٹ کے برابر ہیں اور پچاس لاکھ کھاتے جو بنک میں تھے وہ بند ہو چکے ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے اور میں استدعا کروں گا کہ بنکوں کا نظام مضاربہ اور مشارکہ پر چلایا جائےاور سپریم کورٹ نے جو حکم دیا ہے اس کے مطابق کام کیا جائے۔ وزراء اور پارلیمانی سیکریٹریوں نے اس سال ایک سو بیس ملین روپے کی کاریں خریدی ہیں۔ ایک سو اسی کروڑ روپے کی گاڑیاں خریدی گئی ہیں اور روپے کی قیمت گر رہی ہے۔ کراچی stock exchange ' میں صرف اشارے کروں گا ' کراچی stock exchange کا المیہ آپ کے سامنے ہے۔ پانچ برسوں میں بیرونی قرضہ ۲۵ سو ملین زیادہ ہوا ہے۔ اندرونی قرضہ چھ سو ارب روپے ہے۔ کرپشن سالانہ چھ سو ارب روپے ہے۔ یہاں ہمارے سامنے جو اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں ' جیسے خورشید صاحب نے کہا وہ تقریباً سب غلط اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں۔ افراط زر double digit میں ہو گئی ہے اور نجکاری جو ہو رہی ہے وہ شفاف نہیں ہے۔ یہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح باہر سے لوگوں کو لا رہے ہیں اور ultimately یہ خطرہ ہے کہ ملک ان کے حوالے کر دیا جائے گا اور اس کے اوپر کوئی قدغن نہیں ہے۔ اسی طرح حبیب بنک کو اونے پونے آغا خان کے پاس بیچ دیا تھا اور اب توانا پروگرام اس کے اوپر سٹینڈنگ کمیٹی کے اندر فیصلہ ہوا تھا کہ اس کو بند کرنا چاہیے۔ 570 ملین روپے اور ان کو دے دیئے گئے ہیں۔ اس طرح ان تمام چیزوں سے پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچتا ہے۔ بیرونی inflence یہاں پر زیادہ ہوتا ہے اور اس سے ہماری معیشت کو بھی اور ہماری معاشرت کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ ٹریکٹر کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ جو بھی دس ہزار ٹریکٹر import کرے گا ان دس ہزار ٹریکٹروں پر ڈیوٹی نہیں ہوگی۔ اس طرح جو ٹریکٹر

سندھ میں استعمال ہوتا ہے وہ زیادہ تر روسی ٹریکٹر ہے۔ اس کے لئے کوئی پروگرام نہیں ہے اور باقی ٹریکٹروں کو free import رکھا ہوا ہے۔ اسی طرح Jone Dare کا بورڈ لگا دیا گیا ہے اور اس بورڈ کے لئے بھی دس ہزار ٹریکٹر import کی اجازت دی گئی ہے۔ میں اس بارے میں نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے کون ہے ان کو ایک ارب روپے کا قوم کو ٹیکہ لگانے کا موقع ملے گا اور وہ چند لوگ ان ٹریکٹروں کی وجہ سے تقریباً ایک لاکھ فی ٹریکٹر بچتا ہے وہ ایک ارب روپے لے جائیں گے۔

این ایف سی ایوارڈ کا کئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے اس کی وجہ سے پاکستان کے وجود کو خطرہ ہے۔ بجلی کا منافع سرحد کو نہیں مل رہا جس سے ہماری جو بالکل جائز حد ہے۔ constitutional right ہے اس کے باوجود اس کو delay کیا جا رہا ہے۔ اور consequently اس میں جو مرکز گریز قوتیں ہیں ان کو فائدہ پہنچے گا اور اس سے پاکستان کمزور ہوگا۔ تقویت نہیں ہوگی اس لئے ہمارا استدعا ہے کہ بجلی کا منافع جلد از جلد دے دیا جائے۔ گرگوری میں جو گیس discover ہوئی ہے اس کو پہلے صوبہ سرحد اور اس کے اردگرد کے علاقے میں دیا جائے اس کو سیدھا پنجاب لایا جا رہا ہے۔ بائیس ارب روپے تمباکو سے ٹیکس آتا ہے۔ صوابی اور اس کے اردگرد کے علاقے سے بائیس ارب روپے گورنمنٹ کے خزانے کو جاتے ہیں۔ local علاقے میں اس کا کوئی خرچ نہیں ہے۔ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جارہی۔ وہاں تمباکو کا جتنا سسٹم ہے وہ ملٹی نیشنل کمپنیوں پر ہے اور ان کو منع کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہ openly کسانوں کی، مزدوروں کی exploitation کررہے ہیں۔ اس کے لئے ایکسپورٹ کا بہت بڑا میدان ہے، third world country سینٹرل ایشیاء میں اس کی بڑی ڈیمانڈ ہے اس کے لئے کوئی کام نہیں کیا گیا۔ زمیندار، کاشت کار ملٹی نیشنل کے رحم و کرم پر ہے۔ جو قیمت وہ مناسب سمجھتے ہیں اس طرح exploitation کرتے ہیں اور وہی کاشت کار کو دیتے ہیں۔ چونکہ ہمارے پاس زمینیں بہت کم کم ہیں اور اس کے اوپر تمام بچے اور سب لوگ کام کرتے ہیں لیکن ان کو معاوضہ بہت کم ملتا ہے۔ اسی طرح زراعت میں جو کھاد ہے۔ زرعی ادویات ہیں ان تمام کے اوپر جو ٹیکس ہے وہ نہیں ہے۔ اسی طرح ایک اور چیز ہمارے ہاں ہے وہ شیشم کا درخت ہے۔ شیشم کے درختوں کے اوپر ایک خاص قسم کے وائرس نے attack کیا ہوا ہے۔ جناب والا! آپ کے علم میں ہے کہ

شیشم کا درخت پچاس، ساٹھ سال میں کہیں پختہ ہوتا ہے اور اس وقت شیشم نہروں میں اور دوسرے تمام fields میں ختم ہو رہی ہے۔ محکمہ زراعت کی طرف سے اس پر کوئی توجہ نہیں ہے اس لئے گزارش ہے اس معاملے میں agricultural department کو یہ کہہ دیا جائے کہ وہ اس پر research کرے۔ اور اس کو بچائیں۔

سوئی گیس کے معاملے میں صوابی کو سوئی گیس نہیں دی گئی اس کے باوجود کہ ہم 22 ارب روپے سالانہ دیتے ہیں۔ سوئی گیس بڑے بڑے گاؤں میں جیسا یارحسین، نواں کلی، شیوا اور اسماعیلہ ہیں وہاں کوئی گیس نہیں دی گئی ۔وہاں پر اس کی بہت سخت ضرورت ہے ۔ ہم لوگ بھٹیوں میں ایندھن جلا رہے ہیں اس سے ماحولیات کا بہت نقصان ہو رہا ہے ۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ ان موضعات میں جلد از جلد سوئی گیس دی جائے ۔

جناب والا! WTO کے بارے میں یہ جو آنے والا ہے اس کے لئے ہمیں پہلے سے کوئی انتظام کرنا چاہیے WTO کے یورپین ممالک کسی طریقے سے اپنی production کو subsidise کرتے ہیں اور ہمارے لوگوں نے پہلے سے اس کی تیاری کرلی ہے ۔اس طرح جو ہماری زراعت کو نقصان پہنچے گا وہ tremendous نقصان ہوگا ۔اس لئے پہلے سے ہی اس کا کچھ مداوا کرنا چاہیے اور اس کے لئے تیاری کرنی چاہیے ۔ لواری tunnel بہت ضروری ہے۔ یہ ہمیں سنٹرل ایشیا سے ملاتی ہے۔ چترال کا تمام علاقہ جو strategically بڑا important ہے اس سے ہمیں ملاتی ہے۔ اس وقت آپ کا کوئی defence programme وہاں نہیں ہے۔ سب سے نزدیک ہمارا جو کنٹونمنٹ ہے وہ نوشہرہ میں ہے اور یہ تقریباً اڑھائی، تین سو کلومیٹر ہماری باؤنڈری سے دور ہے ۔ جب تک لواری tunnel نہیں بنے گی اس وقت تک یہ علاقہ محفوظ نہیں ہوگا ۔ پنجاب اور سندھ کو جو پانی آتا ہے وہ اس علاقے سے آتا ہے ۔ یہاں اگر کوئی گڑبڑ ہوئی، یہاں اگر کوئی مصیبت بنی تو یہ تمام علاقے بنجر ہو جائیں گے اس لئے لواری tunnel کا بنانا strategically اور defence point of view سے بہت ہی ضروری ہے ۔یہاں پر اب کہا جا رہا ہے کہ ایک اقلیتی فرقہ ہے اور اس کو اس کے بنانے پر اعتراض ہے حالانکہ یہ tunnel تمام کی تمام سنی علاقے میں ہے ۔ان کو کیا مسئلہ ہے اور وہ کیسے اس پر اعتراض کرتے ہیں ۔یہ ہماری بین الاقوامی ضرورت ہے اور جلد از جلد اس کو بنانا چاہیے ۔

جناب والا! ہماری خارجہ پالیسی بالکل ناکام ہو چکی ہے اور 9/11 کا جو واقعہ ہوا ہے وہ pre-planned تھا ۔اس نے ہونا تھا ۔ clash of civilization جو پہلے سے انہوں نے کیا ہوا تھا وہ یہاں پر انہوں نے کہہ دیا ۔ہمارے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں وہ بہت زیادہ ہوئی ہیں ۔ ARY جو ہمارا ایک پرائیویٹ چینل ہے اس پر repeatedly دو دفعہ یہ فلم دکھائی گئی کہ کس طرح ہمارے لوگوں کو وہاں گوانتاناموبے لے گئے ہیں ۔وہاں ان کے ساتھ جو کچھ کیا آپ ضرور وہ فلم دیکھ لیں اور اس شخص نے حلفاً یہ کہا ہے کہ جو ہمارے پاکستانی اہلکار تھے انہوں نے per person 4000 dollar مانگے اور جس شخص نے چار ہزار ڈالر دیئے اس کو چھوڑ دیا ' جن کے پاس نہیں تھے ان کو حوالے کیا ۔ وہاں ان پر جو گزری they are savages ان کے ساتھ وہاں جو سلوک کیا گیا ہے وہ انسانیت سے بہت نیچے گرا ہوا سلوک تھا ۔یہ ہماری خارجہ پالیسی کے failure کی وجہ سے ہے۔

جناب والا! اس کے بعد قرآن کی جو بے حرمتی ہوئی ہے یہ بہت بڑا واقعہ ہے it is bigger than 9/11 اس پر Morocco سے لے کر جکارتہ تک احتجاج ہوا ۔ اور یہ جو کہہ رہے ہیں کہ مدرسوں سے مصیبت بنتی ہے لیکن ہمارا مقابلہ اس وقت totally fanatics کے ساتھ ہے اور اس وقت انہوں نے crusade کا اعلان کیا ہوا ہے اور وہ کھلم کھلا اس کو ایک مذہبی جنگ قرار دے رہے ہیں ۔ وہ قرآن کی بے حرمتی کرتے ہیں اور ان کا اصل ٹارگٹ قرآن ہے ' قرآن کو ختم کرنا کیونکہ قرآن ہی وہ چیز ہے جو (فارسی) تمام انقلابات جو آتے ہیں یہ یہ کتاب لاتی ہے ۔ اس لئے وہ اس کتاب کے دشمن ہیں ۔

جناب والا! اتحاد میں ہم ان کے ساتھ کھڑے ہیں ۔ وہ امت مسلمہ کے خلاف اعلان کر چکے ہیں اور ہماری حکومت ان crusaders کے ساتھ ہے اپنے لوگوں کے ساتھ نہیں ہے ۔ ابھی یہاں ہمارے وزراء صاحبان نے کہا تھا کہ ابوفراج کو اس کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ دو سال پہلے صدر صاحب نے جو پلا دکھایا تھا وہ اب پورا کتا بن چکا ہے اور اس کی تصویر' cartoon میں بھی آئی تھی لیکن وہ پھر ان کے حوالے کیا گیا اور انہوں نے اپنا کام پورا کر لیا۔

ابھی ایڈوانی آئے تھے حالانکہ ہندوستان کا کشمیر پر جو stand ہے اس سے وہ ایک

انچ بھی نہیں ہٹا اور ہم کئی قلابازیاں کھا چکے ہیں اور ابھی ایڈوانی نے بڑی ہنسی خوشی سے اس چیز کو یہاں propogate کیا کہ قائد اعظم secular تھے اور two nation theory ختم ہو چکی ہے اور ہمارے لوگوں نے اس چیز کو digest کر لیا۔ دو قومی نظریے کو ختم کیا۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ یہ موجودہ بجٹ کسی حالت میں ایک آزاد ملک کا نہیں ہے اور یہاں اس وقت حالات ٹھیک ہوں گے جب civilian supremacy کو مانا جائے گا' اس وقت کیا پتا ہے کون تمام احکامات جاری کرتا ہے ' کون فیصلے کرتا ہے۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں بات چیت کر رہے ہیں' نہیں تو یہ وزراء ایسے بیان نہ دیتے کہ الٰہی کو حوالے نہیں کریں گے کیونکہ ان کے اختیار میں نہیں ہے۔ اس لیے ہم جتنے یہاں بیٹھے ہیں we are not sovereign, sovereignty belongs to someone else تو جب تک civilian superiority admit نہیں کی جاتی اس وقت تک اس ملک کا نہ بجٹ ٹھیک ہوگا' نہ law and order ٹھیک ہوگا اور نہ کوئی آسائش اور امن و امان ہوگا۔ Thank you very much sir.

جناب چیئرمین، رخسانہ زبیری صاحبہ۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - Thank you Mr. Chairman- میں یہاں اس معزز ایوان کی رکن اپنے صوبے کی خواتین کی نمائندہ حیثیت سے آئی ہوں تو سب سے پہلے میں آپ کی توجہ خواتین سے متعلق اس بجٹ میں کیا ہے ' اس طرف دلانا چاہوں گی۔

Public Sector Development Programme 2004-05 میں rural women کی advancement کے لیے 100 million rupees رکھے گئے تھے ' 30 million rupees issue ہوئے اور 30 million ہی انہوں نے خرچ کیے۔ 30% of the budgeted allocation. اس کے بعد vision and strategy planning میں پچاس فیصد رقم خرچ ہوئی جو allocate ہوئی تھی - اسی طرح CIDA follow up حالانکہ ہم international agencies کے ساتھ follow up کو اہمیت دیتے ہیں کیونکہ ہمیں soft image of Pakistan project کرنا وہاں ضروری ہے تو وہاں پر بھی ہم دیکھتے ہیں 40% خرچ ہوا ہے اور خرچ نہیں ہوا بلکہ اس

منسٹری کو ملا بھی اتنا ہی ہے کیونکہ میں نے منسٹری آف پٹرولیم سے یہ detail منگوائی تھی کہ آپ کا out come کیا ہے۔

پھر Planning and Monitoring Cell میں 65% خرچ ہوا اور Gender Reform Action Plan میں جس میں major رقم رکھی گئی تھی 385 million rupees کی اس میں سے پچاس ملین ملے لیکن red tapism کی وجہ سے وہ programme approve نہیں ہوا، کوئی بھی وجہ ہو، صرف ایک ملین خرچ ہوا اور بشکریہ Ministry of Women Development نے 49 million واپس Finance Ministry کو دے دیے۔

اب اس دفعہ کے بجٹ کو اگر آپ دیکھیں تو total scenario آپ دیکھیں تو 1.26 billion rupees کا بجٹ 2004-05 میں last year اور اس دفعہ یہ بجٹ 488 million کا رہ گیا ہے اور یہ پچھلے سال کے بجٹ سے 36% کم بنتا ہے تو یہ specific status ہے خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے۔

اسی طرح training of women councillors میں 2.3 million rupees تھے جبکہ بہت سخت training کی ضرورت تھی اس کا صرف 30% use ہوا اور اس سال حالانکہ بلدیاتی الیکشن ہونے والے ہیں لیکن اس کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہے - It is a nil budget.

جناب والا! ہماری منسٹری نے ہمیں ایک بڑا اچھا document دیا ہے جس پر میرے خیال میں millions of rupees اس پر خرچ ہوں گے اس میں کہا گیا ہے کہ جو 2000 میں پالیسی بنی تھی IT policy, Information Technology Policy اس میں خواتین کو ملازمتوں کے بہت زیادہ مواقع ملیں گے in addition to the male members.

جناب! ہمیں یہ نہیں بتایا گیا جو 2000 میں اتنی بڑی رقم IT میں مختص رہی for a couple of years تو اس کا out come کیا ہے۔ میرا خیال ہے بجٹ سے پہلے بہت بہتر ہو کہ اگر ہمارے پاس اس کا out come بھی آئے کہ پچھلے سال جو statement یہاں دی گئی تھی اس کا کیا بنا؟ what is the state of affairs خواتین کے جو مسئلے ہیں lip service ایک الگ بات ہے کہ 18%, 25% or 33%, Sir, can I request order in the House.

Mr. Chairman: I think, we should hear the honourable members.

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، شکریہ جناب! Women Rights Commission کے حال کا آپ کو پتا ہے کہ Women Rights Commission کی طرز پر چار اور Commission ہیں جو independent ہیں جس کے چیئرمین کا status full Minister کا ہے لیکن Women Rights Commission کے Chairperson کو دیکھنا پڑتا ہے Ministry of Development کی طرف for all resources. اب یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ سالوں سے جو Women Rights Commission بنے ہیں ان کا کیا بنا۔

جناب! یہ report of the Pakistan Commission on the Status of Women جس کی میری دوست انیسہ honourable Member Senate بھی member تھیں، یہ بیگم زریں سرفراز کا کہلاتا ہے، اس کی recommendations پر آج تک عمل نہیں ہوا۔

جناب! پھر report of the Commission of Enquiry for Women, Justice Nasir Aslam Zahid Sahib والی اس کی جو recommendations تھیں A to Z nothing has been implemented so far. Then Sir, Pakistan National Commission on Status of Women کے جتنے nominated members تھے ان کا ٹائم ختم ہو چکا ہے، Chairperson صاحبہ خود بھی فارغ ہو چکی ہیں، ان کی extension پتا نہیں ہوئی ہے یا ابھی تک نہیں ہوئی last time I met her, she was not, so this is the status of women کی importance اور اس کے اوپر بڑی اچھی اچھی کتابیں یہاں پر ہیں جیسے Year Book 2003, 2004 ہم دیکھتے ہیں کہ NGOs کے style کے اوپر یہ colourful brouchers آ جاتے ہیں جن میں گورنمنٹ assume the role of Counsellor or Advisor کہ جی ایسا ہونا چاہیے۔ گورنمنٹ سے جیسا ہونا چاہیے اس سے زیادہ شرم کی کوئی بات نہیں ہے۔ سارے International media میں جب problem identify کیا گیا پاکستانی خواتین کا تو وہ ان کی security کا تھا، وہ ان پر جاری تشدد کا تھا چاہے وہ family کی طرف

سے ہو، چاہے وہ کسی اور کی طرف سے ہو۔ آپ کو یاد ہو گا ڈاکٹر شازیہ کا نام ابھی ہمارے ذہن میں باقی ہے۔ تھوڑے ہی دن کی بات ہے جب ان کے کیس میں ایک ادارے کے ایک شخص کے اوپر الزام لگایا گیا اور ہمارے ملک کا قانون یہ کہتا ہے کہ جب الزام لگایا جائے تو اس کے اوپر تفتیش ہو، جب تک کہ وہ آدمی ثابت نہ ہو جائے کہ وہ اس کا part نہیں ہے لیکن جناب! ڈاکٹر شازیہ پاکستان سے گئی تو اس نے کہا کہ میں اپنا مقدمہ اللہ کے حوالے کرتی ہوں۔

جناب! یہ ایک بہت بے بس انسان کی ایک آواز تھی جس کا مطلب ہے کہ اس کو اس ملک کے قانون پر کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ اس ملک کی عدلیہ پر اس کو یقین نہیں کہ اس کو shelter ملے گا اور کب انصاف ملے گا۔ Sir, it is a very very dangerous situation for our country. Sir, having said that I would now come to another important sector and that is energy sector. جناب! ہمارے وزیر اعظم صاحب تھر سے بھی elect ہوئے ہیں جہاں سے انہوں نے election لڑا اور تھر میں دنیا کے سب سے بڑے coal ذخائر نکلے اور یہ وہی جگہ ہے جہاں کے 122 پولنگ اسٹیشنوں میں سے 65 پولنگ اسٹیشنوں میں 90 فیصد سے زیادہ ووٹ حاصل کیے۔ 90 % voters' turn out in those stations, is remarkable, now here in the world is record. جناب! اگر ہم دیکھتے ہیں اس بجٹ کو تو ان mines کو develop کرنے کے لیے یہاں کوئی allocation نہیں ہے، very small amount. Our party has made a proposal to increase that because we should increase the share of coal in our energy pipe to at least 50% because even USA and India are on 50% ratio. جناب! انڈیا میں تو انہوں نے Coal Ministry بھی بنائی ہوئی ہے جسے Prime Minister Sahib خود head کرتے ہیں کیوں کہ that is core area for them اور یہ employment generation کا علاقہ ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ IT sector میں ہزاروں employments generate ہوں گی تو یہ بات کچھ سمجھ نہیں آتی لیکن we all know mining sector جو ہے وہ labour intensive sector ہے اور اس میں بہت زیادہ employments generate ہوں گی if that sector is taken seriously جناب والا! میں پھر آپ کی توجہ Pakistan Economic

Survey کے first page کی طرف دلانا چاہتی ہوں، اس میں کہا گیا ہے کہ

"Overview of the economy fiscal deficit remaining on target despite Rs . 50 billion shortfall in revenue on account of lower collection of petroleum development levy"

جناب والا! Economic Survey میں 50 billion تھا اور بجٹ تقریر میں وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم 52 billion کی subsidy دے رہے ہیں۔ جناب والا! اگر آپ brief بجٹ میں دیکھیں تو budgeted revenue میں 47.5 billion کہا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ 10.872 billion کی recovery ہوئی ہے اور اس کا مطلب ہے کہ یہ 36 billion بنتے ہیں جو یہ بتا رہے ہیں، and that a petroleum development levy جس میں deficit ہے اور یہ concept کہ گورنمنٹ subsidy دے رہی ہے that is not true. It is basically petroleum development levy which Government is adjusting in the price.

میں چونکہ Oil Pricing Sub Committee کی ممبر ہوں۔ اس لئے

I had an opportunity to go in details and I am glade to inform you that we have worked there across the party line and we were working as a team and that was fruitful and we have all the support of the Chairman, Mr. Dilawar Abbas, I am very thankful for that.

جناب والا! جب 1999 میں پرویز مشرف کی یہ گورنمنٹ وجود میں آئی تو انہوں نے ایک حکم کے ذریعے اسے ایک Oil Commpanies Advisory Council کا درجہ دیا جو کہ پہلے demand and possession of the oil industry کو determine کرنے کے لئے تھی۔ وہ اب as a regulator بن گئی ہے and that is truth جو یہاں بار بار بات ہوئی ہے کہ سارے beneficiaries اس کے ممبر ہیں، چاہے یہ refineries سے ہوں یا oil marketing and pipe line companies سے ہوں۔ they are all members. اور ان سب کا interest, price بڑھنے سے وابستہ ہے۔ so that started from 1999 but they were intelligent people. They moved slowly and gradually. جون 2000 میں یہ ان کو imparity

price پر سے آئے کہ آپ کو جتنے کی products باہر سے ملتی ہیں، ہم آپ کو اتنے پیسے دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ formula ہے۔ آپ اس طرح calculate کیجئے۔ سب سے پہلے تو marine insurance میں 300% بڑھا دیا گیا۔ LC commission دے دیا گیا، handle charges دیئے۔ اس طرح آپ دیکھیں کہ warfare allow کیا گیا، ocean allowance allow کیا گیا تو اس طرح ان کو آپ نے price 1.1% کی increase at a stretch in just one go دی۔ اس کے بعد oil marketing companies کا اور distributors کا جو margin ہے، یہ پہلے volume پر fix ہوتا تھا اور گورنمنٹ negotiate کرکے fix کرتی تھی، وہ اب value پر ہو گیا، جس طرح پیسے بڑھتے جائیں گے، ویسے ہی ان کا بل بڑھتا جائے گا۔

جناب والا! 2002 کے بجٹ سے پہلے Ministry of Petroleum and Natural Resources نے ایک summary approve کروائی کہ refinery کو subsidy گورنمنٹ دیتی تھی اور PARCO کو جو 25% کی guarantee, rate of return تھا، وہ کم ہو جائے گا، اگر ہم یہ tax لوگوں پر لگا دیں اور یہ tax کس طرح لگایا؟ اس کے لئے 4 products لی گئیں اور اس پر ایک duty لگا دی گئی۔ ایک product ڈیزل ہے جو سب سے زیادہ استعمال ہوتا ہے، اس پر 11% duty لگائی گئی۔ 10% plus 1% surcharge اور دوسری kerosine oil ہے جو ایک عام گھر کا fuel ہے، اس پر duty 6% ہے۔ light diesel oil پر 6% اور Jet fuel پر بھی 6% ہے۔

جناب والا! یہ جتنی products ہیں، یہ ساری کی ساری پاکستان کی productions ہیں سوائے diesel oil, which is being imported 40% from out side اور diesel جو باہر سے آتا ہے، اس کی duty گورنمنٹ کو ملتی ہے اور باقی جتنا ہے، اس کی duty refinery کے پاس جاتی ہے یا oil marketing companies کے پاس جاتی ہیں۔ that became the first reason for inflated price.

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، اور یہ دی گئی on the pretext کہ refineries

جو ہیں کہا گیا تھا کہ revitalization and restructuring of a refinery کہ وہ product

کو improve کریں گی۔ جو آپ کو اتنا زیادہ الرجی اور ہائی سلفر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کو

improve کریں گی لیکن انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے investment کہیں اور لگائی اور یہ

پیسہ as a bonus, as a bounty from people of Pakistan یہ انہوں نے اپنے پاس

رکھا۔اصل میں یہ تین سال کے لیے تھا۔ اس دفعہ اس ڈیوٹی کو اس بجٹ سے نکالنے کی سفارش

آنی چاہیے تھی کیونکہ نمبر ۱ انہوں نے کوئی اس پہ قابل ذکر کام نہیں کیا ہے اس کی

improvement کے لیے اور یہی وجہ ہے کہ ان کا جو rate of earning, ہے per

share earning it is multiplied a few hundred per cent

جناب ! پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کا جو حل ہے اس بجٹ سے جو ڈیوٹی لگائی گئی ہے

that should be removed right away Then the pricing mechanism, pricing control should go to oil and gas regulatory authority because Government should be the Regulator.

یہ regulate کریں لیکن اس طرح کی Government should look after it تیسرا

sector 19 billion ہے جو freight ہے اور وہ کہتے ہیں کہ 19 billion وہ as actual

manage کرتے ہیں کوئی incentive نہیں ہے کہ وہ کم سے کم کریں۔ یہ freight اس

بنیاد پر وہ لگاتے ہیں کہ بلوچستان میں مہنگا بکے گا اور NWFP میں مہنگا بکے گا۔ اگر آپ دیکھیں

تو total volume کا hardly 10% Northern Areas, Azad Kashmir, Balochistan

میں جاتا ہے۔ اگر 10% کے اوپر زیادہ price لے لی جائے اور اس freight کو چھوڑ دیا

جائے تو it will be a good idea ۔ ان کو آپ کوئی اور benefit دے سکتے ہیں کوئی

direct subsidy دے سکتے ہیں تا کہ لوگوں کا بوجھ کم ہو سکے۔ اگر یہ measures ہم کریں

تو تقریباً ۱۲ سے لیکر ۱۸ فیصد تک آئل کی قیمتیں فوراً کم ہو سکتی ہیں اور ہونی چاہیئں ۔ جناب !

اب یہاں پر منسٹر آف فنانس نے یہ بھی کہا کہ ہندوستان سے ہماری قیمتیں کم ہیں ۔ ہماری

کمیٹی کو انہوں نے جو presentation دی اس سے بھی انہوں نے یہی کہا کہ ہماری prices

ہندوستان سے کم ہیں تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ ہمیں landed price دیجئے ۔ تاکہ ہم

compare کر سکیں کیونکہ انڈین گورنمنٹ کتنا ٹیکس لیتی ہے۔ کتنی ڈیوٹی چارج کرتی ہے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ We would like to know net landed price تو اب آپ دیکھیئے کہ منسٹر آف پٹرولیم آئے تھے اور انہوں نے یہاں پر کہا کہ ہم آپ کو سستا پٹرول دیں گے۔

جناب چیئرمین، ذرا وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، جی بالکل، میں نے پہلے دیکھ لیا تھا۔دوسری جو ایک اہم چیز ہے جس پر میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں وہ Pakisttan International Airlines کا مستقل مسئلہ ہے ۔subsidy بجٹ میں سے دی جا رہی ہے۔ پچھلے سال بھی انہیں پانچ بلین دیئے گئے تھے۔ equity inject کی جا رہی ہے اور وہاں پر یہ حال ہے کہ قوم کی million of dollar کی جو چیزیں ہیں وہ اونے پونے فروخت ہو رہی ہیں۔2002 میں انہوں نے کہہ دیا تھا کہ ہمارا پورا fleet بیکار ہو گیا ہے۔اس کو اب retire کر دیا جائے ۔ انہوں نے اس کے بعد lease پر جہاز لینے شروع کر دیئے، اور lease پر اتنے ہی پرانے جہاز لیے جتنے یہ ہیں اور ابھی ہماری ایک sub committee جس نے وہاں پر probe کیا۔اس کو چیئرمین صاحب نے کہا کہ میں لوگوں کی زندگی کا خطرہ نہیں لے سکتا ۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ لوگوں کی زندگی کا خطرہ 2002-2005 تک انہوں نے کیسے لے لیا ۔ پہلے ہمیں economy کے اوپر بتاتے رہے کہ یہ مہنگا ہے ان کو maintain کرنا یہ بڑے پرانے جہاز ہو گئے ہیں۔ہمارے پاس data موجود ہے کہ اتنے ہی پرانے جہاز کرایے پر لے رہے ہیں اور اس کے اوپر چارگنا زیادہ پیسے خرچ کر رہے ہیں اور اپنے جہاز جو hundred per cent paid ہیں ان کو اونے پونے فروخت کر رہے ہیں۔ جناب ایک اور چیز میں آپ سے شیئر کرنا چاہتی ہوں۔ آج ہی مجھے انفارمیشن ملی کہ صرف ایک انجن ایک جہاز کا یہ سنگاپور کی ایک سٹار کمپنی کو lease پر دے رہے ہیں۔ اس کا ایک ملین ڈالر سال کا یہ کرایہ لیں گے اور اس کے ساتھ maintenance contract الگ آئے گا ۔ جناب decisions are not based on technical ground but decisions are based on some other considerations. So, needs are to be seen. کیونکہ پھر ہمارے اس بجٹ میں سے پیسے

نکل کر چلے جاتے ہیں۔جو لوگوں کے علاج کے لیے' جو لوگوں کی تعلیم کے لیے ہوتے ہیں۔اب کہا یہ گیا ہے کہ equity گورنمنٹ بڑھانا چاہتی ہے تاکہ ائیر لائن انٹرنیشنل لیول پر آ جائے ۔ Are we following International procurement, International sales? ابھی یہاں پر نثار میمن صاحب موجود نہیں ہیں۔ میں نے انہیں congratulate کیا تھا کہ ہماری objection پر انہوں نے seriously effect لیا تو اس سے پاکستان کو 2.5 million dollars کا benefit ہوا کیونکہ جو پہلے quotations آئے تھے ۔اس سے 2.5 million dollars زیادہ کے quotations اس دفعہ آئے ہیں۔

جناب میں آپ کے توسط سے بہت ادب سے اس ہاؤس سے یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ وہ جنرل پرویز مشرف صاحب کو message دیں خدارا businessmen جو ہیں آپ اس کی presentation نہ دیا کریں کیونکہ PIA کا ایک business plan تھا جس کو انہوں نے approve کیا اور جب ہم نے drop کیا تو اس business plan پر ان کے اپنے بورڈ نے یہ کہا تھا کہ ہمیں economy feasibility چاہیے اور ہمیں marketing plan چاہیے and we kept on seeing that but we thought that Board of Directors is not taking care of their job, I mean they are not giving enough time. So, sir اب جو important ہے وہ یہ ہے کہ نہ ان کی projection نہ ان کا بجٹ کوئی بھی چیز tally نہیں کرتی اور business plan جو انہوں نے حکومت سے approve کرایا ہوا ہے' I have got figures and I can provide you. جب وہ TFC کے لیے جاتے ہیں تو approval کے لیے کچھ اور figures وہاں دیتے ہیں' بجٹ میں کچھ اور figures دیتے ہیں۔اور business plan کسی اور چیز کا approve کرایا ہوا ہے۔

اس کے علاوہ Sir میں ایک اور منٹ آپ کا لوں گی کہ defence کے بجٹ پر بات کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ Auditor General کی پچھلے سال کی رپورٹ ہے جس میں انہوں نے بہت سے سوال اٹھائے ہیں۔میں اس کو دیکھ رہی تھی تو دو تین کمپنیوں کا نام بار بار آ رہا تھاکیونکہ انہوں نے اعتراض کیا تھا۔ یہ بھی پاکستانیوں کا ایک ہے' آپ in camera session کر سکتے ہیں' جس طرح چاہیں کر سکتے ہیں but it needs to be debated, it needs

to be taken care of. Sir, before concluding I would like to bring to your

my notice کہ آج ہی بجلی کے نرخ بڑھانے کے بارے میں خبر آگئی ہے تو

recommendation would be کہ کم سے کم تین سو units per head وہ life line کا 50

300 units کا وہ پر لایا جائے۔ Thank you very much sir.

جناب چیئرمین، گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر مسز گلشن سعید، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب چیئرمین! وزیر اعظم شوکت عزیز اور ہمارے وزیر اعظم اور وزیر خزانہ عمر ایوب کو مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے انتہائی انسان دوست اور ایسا بجٹ پیش کیا ہے جس پر ہم ان پر فخر کر سکتے ہیں۔ اس میں ہر طبقے کو انہوں نے سہولیات بہم پہنچائی ہیں اور ہر طبقے کا خیال رکھا ہے، خاص طور پر غریبوں کا اور سرکاری ملازمین کا اور میں ان کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ اتنا اچھا stable بجٹ ہے - ابھی تک یہ تیسرا بجٹ ہے جو کہ ہماری حکومت نے پیش کیا ہے مگر یہ میرے خیال میں پہلے دو بجٹوں سے بھی بہتر ہے اور اس میں انہوں نے ہر طبقے کا خیال رکھا، عوام کا خیال رکھا، سرکاری ملازمین کا خیال کیا ہے۔ مگر بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اپوزیشن کے لوگوں کو بہت بہت مبارک ہو۔اس طرح مبارک ہو کہ انہوں نے اپنی روایات قائم رکھی ہیں۔ اپوزیشن کہ ہمارے ہر ممبر نے ہر بات پر بجٹ کی نفی کی ہے، تنقید کی ہے، برا بھلا کہا ہے اور انہوں نے اس طرح ظاہر کیا ہے کہ ہندسے بتا بتا کر شماریات کو زیر بحث لائے ہیں مگر انہوں نے ایک بات کو appreciate نہیں کیا ہے۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے۔

بجٹ کو دیکھتے ہوئے میں نے بھی suggestions دی ہیں، چند باتیں میں نے بھی نکالی ہیں مگر میں نے یہ نہیں کیا کہ میں کہوں کہ جی altogether, one to all ہر چیز غلط ہے، ہر چیز فراڈ ہے بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے یہ سب ہندسوں کا ہیر پھیر ہے۔ انہوں نے بجٹ کو اس طرح زیرو کیا ہے جیسے کہ یہاں پر بجٹ نہیں پیش کیا گیا۔ Printed budget ہے ہر چیز انہوں نے figrues کے ساتھ دی ہے۔ اس کو مذاق بنایا گیا ہے۔ انہوں نے اپنی روایات کو قائم رکھتے ہوئے ہمارے چند سینیٹرز نے وہی ڈرامہ رچایا ہے جو وہ ہر سال رچاتے ہیں کہ

انہوں نے کاپیاں پھینک دیں' انہوں نے walkout کیا' شور مچایا' محکوم ہونے کے طعنے دیئے کہ جی ہم محکوم ہیں اور ادھر حکومت ہو رہی ہے اور یہ بجٹ صرف fraud ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ انہیں اپنی اس کامیابی پر مبارکباد ضرور دینی چاہیے کہ روایات کو قائم رکھا ہے' انہوں نے یہ دیکھا کہ ملک ترقی کر رہا ہے تو ہم بھی اس میں شامل ہو جائیں جو اچھی بات ہے اس کو appreciate کیا جائے۔ ہر member نے اپنے طور پر ہر چیز پر تنقید کی ہے' انہوں نے اپنے ذہن کی اختراع سے ہر چیز بتائی ہے جو کہ ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ بلوچستان کا ایک مسئلہ تھا' پچھلے دنوں میں جو تھا جو ہماری چوہدری شجاعت صاحب نے اور مشاہد حسین اور ہمارے Leader of the House وسیم سجاد صاحب نے مل کر اس مسئلے کو politically اتنا اچھی طرح حل کیا۔ بلوچستان کے leaders کی طرف سے جتنی سفارشات آئیں' انہوں نے ان کو مانا اور انہوں نے ان پر تکمیل کرانی شروع کر دی ہے پھر بھی ہر دفعہ جب یہ اٹھتے ہیں تو یہ پنجاب کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ جناب والا! میں آپ سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ آج آخری دن ہے' میں نے lobby میں بھی بیٹھ کر یہ بات کی اور آپ کے سامنے اور سب members کے سامنے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آج بعد اگر کسی نے پنجاب کو گالی دی تو پھر میں بھی غیر پارلیمانی لفظ ان کے لئے استعمال کروں گی۔ ان کو بتا دیا جائے کہ پنجاب کا کیا حصہ ہے' کس چیز میں یہ چاہتے ہیں کہ ان کو prove کریں' کس بات پر' House سے باہر آ کے prove کریں کہ کس بات پر ہر member کھڑا ہو کر برا بھلا کہنا شروع ہو جاتا ہے۔ ہماری برداشت کی بھی ایک حد ہے جو کہ ختم ہو چکی ہے اور جو member ہوتا ہے' ان کے---

جناب چیئرمین، Interrupt نہ کریں' بات کر لینے دیں۔

سینیٹر گلشن سعید، آپ صبح دو گھنٹے بول چکے ہیں' آپ آرام سے بیٹھ جائیں۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: اس کی بات کریں' ہر ایک کا لفظ نہ کہیں۔

جناب چیئرمین، ہر ایک جو بول رہا ہے' ان کا یہ مقصد ہے۔

سینیٹر گلشن سعید، جناب چیئرمین! آپ نے تقریریں سنی ہیں، کچھ آپ نے نہیں سنی مگر آپ کے تقریروں کا record آجائے گا، آپ دیکھ لیجیئے گا کہ ہر بندے نے یہی کوشش کی ہے کہ پنجاب کھا گیا ہے، President مشرف صاحب پنجاب کے حق میں ہیں۔ ایک آدمی ترقی پسند ہے، وہ سارے ملک کی ترقی چاہتا ہے، وہ ہمارا President ہے، اگر ان میں اتنی عقل نہیں ہے، اتنی سمجھ نہیں ہے تو ان کا قصور ہے، ہمارا تو قصور نہیں ہے۔ یہ President صاحب کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور ساتھ پنجاب کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ میں نے اب بتا دیا ہے کہ اگر جناب والا! آپ نے ہمیشہ کہا کہ آپ بیٹھ جائیں تو بیٹھ جاتی ہوں، میں چپ کر جاتی ہوں۔ ان کی تقریروں میں بھی پنجاب کو برا بھلا کہنے کا کیا مطلب ہے، ایک Federal Budget آیا اس میں پنجاب کا کیا حصہ ہے، پنجاب اس طرح کیوں گالی دی جاتی ہے۔ مجھے بہت سخت افسوس ہے اور میں سمجھتی تھی کہ یہ ایوان Federation کی نشانی ہے اور ہم آپس میں---ہم ان سے محبت کرتے ہوئے نہیں تھکتے اور وہ نفرت کرتے ہوئے نہیں تھکتے، یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ NWFP سے جو اٹھتا ہے یا بلوچستان سے یہی کہتے ہیں کہ پنجاب کھا گیا، پنجاب کھا گیا، پنجاب نے ہمارا پانی بند کر دیا، پنجاب کو سارے funds دے دیئے۔ آپ پنجاب میں جا کر لوگوں کی حالت تو دیکھیں، اتنی ہی غریب ہیں جتنے percent پورے پاکستان کی آبادی غریب ہے، اتنی پنجاب کے لوگوں کی آبادی غریب ہے، یہ یہ کیوں realize نہیں کرتے۔ اسحاق ڈار صاحب تشریف لے آئے ہیں جب یہ وزیر خزانہ تھے تو کیا ان پر تنقید نہیں ہوتی تھی، بہت ہوتی تھی، اس وقت کی Opposition ان کو کھڑا نہیں ہونے دیتی تھی۔ مجھے وہ سارا وقت یاد ہے جب انہوں نے لوگوں کے assets کھا لئے تھے، مجھے وہ بھی وقت یاد ہے، لوگوں کا foreign exchange کھا لیا تھا، وہ بھی یاد ہے، اس وقت قوم کچھ نہیں کہتی تھی، اس وقت قوم کوئی بات نہیں کرتی تھی---

(اس موقع جناب وزیر اعظم صاحب ایوان میں تشریف لائے)

سینیٹر گلشن سعید، جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ --- ہمارے معزز اور محترم وزیر اعظم صاحب تشریف لائے ہیں۔ جناب والا! اتنا شاندار بجٹ پیش کرنے پر انہیں مبارکباد

پیش کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ عمر ایوب کو بھی مبارک ہو اور ہم خوش ہیں کہ اتنا اچھا بجٹ پیش کیا۔ تیسرا بجٹ ہے اور میرا خیال ہے کہ پہلے budgets سے بھی بہتر ہے' اس میں اتنے ترقیاتی funds دیئے گئے' ہم ان پر فخر کرتے ہیں۔ جناب والا! میں بات کر رہی تھی کہ پنجاب کے حوالے سے ہمیں بہت--- آپ ان کا خود کردار check کریں' بلوچستان کے مسائل حل ہو گئے ہیں' اس وقت سب سے زیادہ ترقی گوادر میں' بلوچستان میں دوسرے ملکوں سے ملنے کے لئے شاہراہیں بن رہی ہیں' ترقی ہو رہی ہے لیکن ہر روز ان کے دو لیڈر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ یہی کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ NWFP میں جو حکومت ہے اس کا کردار آپ نے دیکھا کہ انہوں نے نیشنل سیکورٹی کونسل میں شرکت نہیں کی مگر وہ ہر چیز پر حق چاہتے ہیں کہ ہمیں دیا جائے لیکن اپنی price نہیں پہچانتے کہ ہم ممبر ہیں' ہم وہاں جائیں اور بات کریں۔ انہوں نے وہاں شرکت نہیں کی جس کا ہم سب کو افسوس ہے۔

جناب والا! ہماری قوم میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جس دن ہمارا بجٹ پیش ہونا تھا اس دن وزیر اعظم صاحب کے بارے میں افواہیں اڑائیں' صرف اس لئے کہ stock exchange کا بیڑا غرق ہو جائے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جن کو قومی حمیت' عزت و غیرت کا کوئی خیال نہیں ہے۔ اتنے بڑے ایوان میں بجائے کسی prosperity کی بات کرنے کے' ترقی کی بات کرنے کے' بہتری کی بات کرنے کے' یہ یہی باتیں کرتے ہیں کہ جی ہرصوبے کو گالی دو' ہرصوبے کو بُرا بھلا کہوں۔ اس وقت جو حکومت میں بڑی شخصیات ہیں ان کو بُرا کہو۔ آج صبح ایک ممبر نے ہمارے وزیر صاحب کے بارے میں کہہ دیا کہ وہ کرپشن کرتے ہیں۔ بڑی افسوسناک صورتحال ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان باتوں سے انہیں پرہیز کرنا چاہیے اور مثبت اقدام اپنانے چاہئیں۔ ساری دنیا ترقی کر رہی صرف پاکستان ترقی نہیں کر رہا اس sense میں کہ انہوں نے اپنی criticism کی روایات نہیں چھوڑنی' اچھی چیز کو بھی بُرا کہنا ہے اور prove کرنا ہے۔ جناب والا! میں نے اپوزیشن کی طرف سے تعریف کا لفظ نہیں سنا' انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ اچھا بجٹ ہے' کیوں نہیں کہا؟ بجٹ میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کو آپ appreciate کر سکتے ہیں' اتنا زیادہ ترقیاتی فنڈ ہے' ہمارا Agriculture ہے' آپ کو معلوم ہے اس پر سارا ملک depend کرتا ہے' کھاد کی قیمت ختم کر دی گئی ہے' لوگوں کو Tractors دیئے جا رہے ہیں'

زمینیں دی جا رہی ہیں۔ انہوں نے اس پر کوئی بات ہی نہیں کرنی۔ حکومت نے ہمیں جو سہولتیں دی ہیں اس پر انہوں نے کوئی بات نہیں کرنی' انہوں نے یہی بات کرنی ہے کہ جی یہاں پر خرابی ہے' اس شعبہ میں بھی خرابی ہے' یہاں تک کہ ذاتیات پر اترے ہوئے ہیں۔ میں نے آج تک بجٹ تقریر میں کسی کو ذاتی طور پر بُرا بھلا کہتے نہیں سنا۔ یہاں یہ بھی ہوا ہے جو کہ بہت غلط روایت ہے۔ میں ان سے ایک مرتبہ پھر request کرتی ہوں کہ یہ اپنا طریقہ بدلیں اور یہ اس ایوان کے اتنی ہی عزت دار ممبر ہیں جتنی کہ میں ہوں۔ یہ ضرور اپوزیشن میں بیٹھے ہیں مگر ان کو اپنا طریقہ کار تھوڑا بدلنا چاہیے۔ میں نے ان کی کسی ایک تقریر میں بھی بجٹ کی تعریف نہیں سنی' جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔

جناب والا! انہوں نے defence budget پر اتنا بُرا بھلا کہا' انہیں نہیں معلوم ہم کن حالات سے گزر رہے ہیں' ہمیں کس قدر internal and external خطرات ہیں' defence کے بارے میں ہر چیز بیان نہیں کی جا سکتی' کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کے بارے میں آپ نہیں بتا سکتے کہ ہم کس چیز پر خرچ کر رہے ہیں۔ انہیں یہ بات سمجھ جانی چاہیے۔ فوج نے سکھر بیراج بنایا' وہ ٹوٹا ہوا پل تھا جو انہوں نے اتنا بہترین بنایا ہے' یہ ہماری فوج ہی ہے جو ہر طرح کے کام کرتی ہے۔ ہر موقع پر' کوئی طوفان ہو' سیلاب آ جائے فوج ہی مدد کرتی ہے۔ کیا یہ اپوزیشن کے members وہاں پر جاتے ہیں؟ بلوچستان میں اتنا طوفان آیا میں نے نہیں دیکھا کہ وہاں پر کوئی اپوزیشن ممبر پہنچا ہو' ہم لوگ وہاں پر گئے۔ یہاں ایوان میں بیٹھ کر باتیں کر کے گھر چلا جانا بہت آسان ہے' وہ یہ کر کے چلے جاتے ہیں' مجھے اس چیز کا بہت افسوس ہے۔ انہوں نے ذاتی باتیں کی ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ قوم کی بہتری کے لئے بات کرنی چاہیے۔

جناب والا! اب میں بجٹ پر بات کرتی ہوں کہ بجٹ میں ہماری جو growth ہے وہ 8.4% ہے اس پر ہم اپنی حکومت کو مبارک پیش کرتے ہیں کہ ہم نے یہ ترقی اس sense میں کی ہے کہ ملک میں بہت زیادہ سرمایہ آ رہا ہے اور بہت سے ایسے projects ہیں جس سے لوگوں کو نوکریاں ملیں گی اور لوگ خوشحال ہوں گے۔ ہمارا مسئلہ ہی مہنگائی' غربت اور human resource ہے۔ میں سمجھتی ہوں ان چیزوں سے ملک میں بہتری آئے گی۔ میں یہاں پر ایک شعر پیش کرنا چاہتی ہوں کہ

پتا پتا، بوٹا بوٹا، حال ہمارا جانے ہے

جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

ساری دنیا تعریف کرتی ہے کہ پاکستان ترقی کر رہا ہے، پاکستان میں اچھی growth ہو رہی ہے، investment آ رہی ہے مگر انہوں نے کوئی تعریف نہیں کی، میرے خیال میں انہیں بھی تھوڑا اس چیز پر سوچنا چاہیے۔ باہر سے overseas کے ذریعے جتنی رقم آتی ہے وہ آپ نے دیکھی ہے کہ کتنے billions میں ہو گئی ہے اس کی وجہ سے ہمارے بنکوں میں بہت زیادہ reserves ہیں۔ ہم پہلے defaulter ہونے جا رہے تھے۔ اس سال ہمارے assets اور بڑھ گئے ہیں جس سے مجھے زیادہ خوشی ہے۔

Agriculture کے لئے انہوں نے جو سستی فرٹیلائیزر اور ٹریکٹروں کی فراہمی کی ہے جناب والا! وہ بھی ایک قابل تحسین اقدام ہے ۔ کاشتکاری کی سہولت کے لئے جتنے نالے اور کھالیں صاف کروائیں اور پلانٹ بنوائے ہیں میرا خیال ہے کالا باغ ڈیم پر ابھی تک چاروں صوبوں کی کوئی رائے قائم نہیں ہوئی ہے، اس لئے اس کا اعلان نہیں کیا گیا۔ مگر جتنے دوسرے dams ہیں جناب والا! جن کا نام یہاں پر لیا گیا ہے منگلا ڈیم ، گومل ڈیم اور کرم تنگی وغیرہ جتنے ڈیم ہیں اگر ان میں ترقی ہو رہی ہے اور منگلا ڈیم کو upgrade کیا گیا ہے، میرا خیال ہے یہ بہت ہی قابل تحسین اقدام agriculture کے حوالے سے ہے۔ سکھر بیراج کو بنایا گیا ہے ۔ وہ میرا خیال ہے پانی کے حساب سے کاشتکاری کے لحاظ سے بہت بہتر ہے ۔

جناب چیئرمین! یہ بجٹ عام پاکستانی کو خوشحال کرنے کے لئے بنایا گیا ہے اور اس میں 7.5 billion روپے سے صاف پانی ، بجلی اور پکی سڑکوں کی سہولیات لوگوں کو دی جائیں گی ۔ اس کے علاوہ لوگوں کو خود کفالت کے لئے قرضے دیئے جائیں گے۔

گاؤں سے مارکیٹ جانے کے لئے انہوں نے ساری سڑکیں بنانی شروع کر دی ہیں۔ پہلے بھی تھیں لیکن اب double fund دے دیئے ہیں۔ یہی ایک قابل تحسین بات ہے کہ لوگ اپنا مال منڈیوں تک نہیں لے جا سکتے تھے جو اب لے کر جا سکیں گے۔

ہاؤس بلڈنگ فنانس نے غریب اور بیواؤں کے لئے ایک لاکھ کی جو معافی دی ہے یہ بھی قابل تحسین اقدام ہے۔

تعلیم کے سیکٹر میں جتنی تیزی آج آئی ہے پہلے نہیں تھی۔ جناب والا! ڈبل، ڈبل shifts لگ رہی ہیں۔ وزیر تعلیم ہمارے تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے رات کی فری جماعتیں شروع کر دی ہیں۔ جتنے لوگ ہیں وہ زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کرسکتے ہیں۔ اس سیکٹر میں پنجاب میں تو اتنا زیادہ ہوگیا ہے کہ لوگوں کو دو سو روپیہ فی بچہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو سکول بھیجیں۔ پہلے لوگ کتابوں اور یونیفارم کی وجہ سے بچوں کو سکول نہیں بھیجتے تھے۔ اس لئے ان کو وہاں پر incentive دیا گیا ہے کہ آپ لوگ آئیں۔

جناب والا! ریلوے میں پہلے بہت زیادہ نقصان ہوتا تھا۔ اب وہ ایک منافع بخش ادارہ بن گیا ہے اور پاکستان کو منافع مل رہا ہے -----

جناب چیئرمین، وقت کا ذرا خیال رکھیں۔

سینیٹر گلشن سعید، اچھا جی۔ جناب والا! یہ اس طرح کی growth اور ترقی پاکستان میں ہو رہی ہے، ایک ایسا سنہرا خواب ہم دیکھ رہے ہیں جس کی تعبیر نظر آنی شروع ہو گئی ہے۔ اگر ہم ان policies پر آگے چلتے رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان بہت زیادہ ترقی کرے گا۔ بلوچستان کی جو ترقی گوادر کے حوالے سے ہے، این ایچ اے نے جتنی سڑکیں وغیرہ بنائی ہیں وہ بھی ایک قابل تحسین اقدام ہے جس کو appreciate کرنا چاہیے۔

جناب والا! Construction sector میں لوگوں کو ستر ہزار سے زیادہ نوکریاں دی گئی ہیں۔ ٹیکسٹائل کی انڈسٹری لگانے کے لئے کراچی میں انہوں نے بہت زیادہ زمین لوگوں کو دی ہے۔ incentive دیئے ہیں، free زمین دے رہے ہیں۔ پنجاب اور کراچی میں بھی دے رہے ہیں تاکہ لوگ آئیں، پیسہ لگائیں اور ٹیکسٹائل لگائیں۔ میرا خیال ہے اس طرح کی production سے پاکستان کی ترقی ہوگی جو کسی اور چیز سے نہیں ہو سکتی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ جتنے اقدام کئے گئے ہیں انڈسٹری سیکٹر میں، اس سے اچھا اور کوئی قدم نہیں ہے۔ باقی ان لوگوں نے بہت این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے تنقید کی ہے۔ اس کا آپ کو اور ان سب کو پتا ہے کہ وہ تو حل ہونا ہی ہے۔ وہ ہوگا تو آگے کام چلے گا اس پر بار بار تنقید کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں ایک دفعہ پھر اپنی حکومت کو، آپ کو اور وزیر

اعظم صاحب اور وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے ایک stable اور انسان دوست بجٹ پیش کیا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، قاری محمد عبداللہ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، نہیں، کوئی personal explanation نہیں دینی۔ نہیں، نہیں personal بات ہی نہیں تھی ۔ تشریف رکھیں ۔ ڈاکٹر عزیز اللہ سانکزئی ۔ مہیم خان صاحب تشریف رکھیں ۔ تشریف رکھیں۔ جی سانکزئی صاحب ۔

سینیٹر عزیز اللہ سانکزئی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے floor دیا آج بخت بھی ہمارا ساتھ دے رہا ہے وزیراعظم بھی تشریف لائے ہیں۔ان کی خدمت میں ایک شعر ہے۔

غضب کیا تیری یاد نے مجھے آ ستایا نماز میں
میرے وہ سجدے بھی قضا ہوئے جو ادا کئے تھے نماز میں

(آوازیں ۔ مکرر، مکرر)۔

سینیٹر عزیز اللہ سانکزئی، میرا خیال ہے وقت چلا جائے گا۔

غضب کیا تیری یاد نے مجھے آ ستایا نماز میں
میرے وہ سجدے بھی قضا ہوئے جو ادا کئے تھے نماز میں

جناب والا! میں مشکور ہوں وزیراعظم صاحب کا بڑا انتظار ہم کر رہے تھے اور یقیناً وہ مصروف بھی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارا دل کہتا تھا۔ سینیٹ بڑا خوش بخت ایوان ہے جس سے ہمارا سابق سینیٹر وزیر اعظم بنا بیٹھا ہے اور ہمیں بھی امید رکھنی چاہیے۔ امید یہ ہے لیکن کافی سرکاری وزیر اعظم اور بھی ہونگے۔ ہماری باری تو انشاء اللہ نہیں آئے گی۔ جناب والا! جیسے کہ یہ بجٹ پر بحث تھی کافی میرے دوستوں نے کہا کہ اس سے بہتر بجٹ اور کوئی نہیں ہے۔ کافی میرے ساتھیوں نے کہا کہ اس سے برا دنیا میں پیدا نہیں ہوا ہے۔ جہاں تک میری ذاتی رائے ہے اگر اچھا ہے تو اس کو اور زیادہ اچھا ہونا چاہیے۔ اگر یہ برا ہے تو اس کو نہیں ہونا

چاہیے۔ تجارت پر، پٹرول پر، ڈیزل پر، وزارت خارجہ، داخلہ پر مختلف پارٹیوں کے مختلف سینیٹروں نے بولا چونکہ زراعت ایک بہت وسیع موضوع بھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو زراعت کرتا ہے، بذات خود فیلڈ میں رہتا ہے اس کو تجربہ ہے۔ وزیراعظم صاحب جب ہمارے وزیرخزانہ تھے انہوں نے بجٹ پیش کیا تھا۔ وہاں بھی انہوں نے بڑی مہارت دکھائی تھی میں نے اس وقت بھی ان کو داد دی تھی۔ میں اب بھی ان کو داد دیتا ہوں کہ واقعی انہوں نے بجٹ بنایا ہے لیکن زراعت پر ہاتھ ذرا گراں رکھا ہے۔ میں آپ کے توسط سے ان سے گزارش کروں گا کہ زراعت پر اور ہاتھ ہلکا کیجئے۔ امید ہے یہ اسی فیصد لوگ، یہ ریڑھ کی ہڈی، آپ کو اتنا تعاون دے گی، پاکستان میں اتنا غلہ پیدا کرے گی۔ پاکستان میں اتنے پیاز پیدا کرے گی، پاکستان میں اتنے ٹماٹر پیدا کریں گے کہ ہندوستان کو آپ کو دینے پڑیں گے، نہ کہ آپ ان سے لے رہے ہیں۔

جناب والا! میری گزارش صرف یہ ہے کہ اس وقت مجھے تو دو پاکستان نظر آرہے ہیں۔ جو میں سمجھ سکا ہوں، ایک دیہاتی آدمی، صحرائی آدمی، جب میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے کوئی سہولت نہیں ہے تو میرے لئے اگر کسی کا گھر ائیرکنڈیشنڈ بنا دیا جائے تو بھی مجھے سہولت نہیں ہے۔ غریب آدمی کو سہولت ملنی چاہیے اور فیلڈ میں ظاہر ہونا چاہیے میں ضرور اس کی حمایت کروں گا اور انشاء اللہ اسی ایوان میں کھل کر بولوں گا۔ یہاں وزیر صاحب نے جو بجٹ تقریر کی تھی صفحہ نمبر 4 چار سیریل نمبر 11 میں انہوں نے کہا کہ زراعت کا شعبہ بہت مشکلات کا شکار ہے لیکن حکومت نے کسانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے گندم اور کپاس کی قیمتوں میں اضافہ کیا۔ بیج اور کھاد کی فراہمی کو بہتر بنانے کے لئے فیصلہ کن اقدامات کئے۔ جناب چیئرمین! تھوڑی سی زمین میری بھی ہے۔ میں بھی زراعت کرتا ہوں، جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں کہ چالیس کلوگرام کا ایک من ہوتا ہے آپ نے اس پر بیس سے پچاس روپے اضافہ کیا ہے۔ بیس روپے اگر گندم کی قیمت میں اضافہ کیا گیا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے آٹھ آنے ایک کلو پر اضافہ کیا ہے جب کہ آپ نے آٹھ آنے ختم کر دیئے ہیں پاکستان میں۔ ایک، پانچ اور دس پیسے کا کوئی وجود نہیں ہے۔ مجھے آپ منافع دے رہے ہیں آنے میں۔ یوریا جو 2001-2002 میں تین سو روپے بوری تھی آج وہ پانچ سو روپے کے قریب ہوگئی ہے۔ آپ نے اس کی قیمت ایک کلو پر چھ سے لے کر ساڑھے چھ روپے بڑھا دی ہے۔

جناب والا! اس طرف تھوڑی توجہ دیجئیے ورنہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ چھوٹے زمیندار گنا کاشت نہیں کر رہے ہیں۔ میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں اور وہ وقت آنے گا جب یہاں گندم کاشت نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ جب زمیندار کو سراسر نقصان ہوگا تو دنیا میں کون سا آدمی ہے جو بار بار نقصان برداشت کرے۔ اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی کریں اور اس طرف توجہ دیں۔ کاٹن کی طرف آتے ہیں۔ پنجاب میں سب سے زیادہ کاٹن ہوتی ہے اس کے بعد سندھ میں ہوتی ہے اور بلوچستان میں بھی ہوتی ہے ۔ جناب والا! عام سی pesticide یا دوا جو اسپرے کی جاتی ہے 2001-2002 میں پولیٹرین سی عام سی دوا ہے جو عام کیڑے کے لئے استعمال ہوتی ہے اس کی قیمت تھی تین سو روپے۔ اب اس کی قیمت ہے آٹھ سو سے نو سو تک۔ اب بتائیے آپ نے کاٹن کی قیمت بڑھائی پچاس روپے فی من اور اس کے من پر خرچہ ساڑھے سات سو روپے ہے' اگلے سال جب زمیندار نے پھٹی بیچی تو اسے خسارہ ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھ پایا ہوں' میں اس ایوان کے توسط سے زمینداروں کو دعوت دیتا ہوں وہ مجھے سمجھائیں کہ انہوں نے کیا منافع کمایا ہے۔ہمیں ابھی تک سمجھ نہیں آئی کہ ان سروے رپورٹوں میں منافع ہی منافع کون دکھاتا ہے ؟ میرے موٹے ذہن کو ابھی تک سمجھ نہیں آ رہی۔ میں بھی زمینداری کرتا ہوں' میرا بھی تعلق زمین سے ہے۔ جناب ! یہ سروے سراسر فرشتے کرتے ہیں اور وہ فرشتے زیرو لگانے میں ماہر ہوتے ہیں۔ اگر دس ہے تو ایک صفر اور بڑھا دیتے ہیں اور اگر بیس ہے تو ایک صفر اور بڑھا دیتے ہیں' تین سو فیصد تک بڑھا دیتے ہیں۔

عزت مآب! کسی کامریڈ کے متعلق مشہور تھا کہ اس کے صدر صاحب نے اعلان کر دیا کہ دس ہزار فلیٹ بنا دیئے جائیں۔ اعلان ہوگیا۔ دو سال گزر گئے کسی چھوٹے کامریڈ کا وہاں سے گزر ہوا۔ اسے خیال آیا کہ دس ہزار فلیٹ مجھے دیکھنے چاہئیں ۔ بڑے لوگوں کے مسئلے مسائل حل ہوئے ہوں گے۔ جب وہ وہاں پہنچا تو زمین تھی۔ واپس آکر اس نے اپنے کامریڈ سے کہا کہ جناب ! آپ نے اعلان کیا تھا لیکن وہاں تو میں نے ایک فلیٹ بھی نہیں دیکھا اور نہ ہی کوئی دیوار دیکھی ہے۔ اس نے کہا اچھا ! معلوم ہوتا ہے تم سیر سپاٹے کر رہے ہو۔ تم صرف ٹی وی دیکھا کرو اور اخبارین پڑھا کرو بس !یہی تمہارا کام ہے۔

عزت مآب ! حقیقت حال ہونی چاہیے اگر ہمیں نقصان ہو رہا ہے تو وہ بھی بتانا چاہیے

اور واقعی اگر ہم فائدے میں جا رہے ہیں تو بھی بتانا چاہیے۔ یہاں بجٹ میں اگر ہمیں یہ نوید بہار دی جائے کہ زراعت کے ہم نے سات سے نو ارب کر دیئے ہیں تو جناب ! جب تک میرے پاس کوئی چیز نہیں پہنچے گی تو میں کیسے مانوں گا؟ یہاں کہا گیا کہ آپ پنجاب کے خلاف بولتے ہیں۔ قطعی نہیں ، پنجاب ہمارا بڑا بھائی ہے اور بڑا بھائی دست شفقت رکھتا ہے ۔ مجھے امید یہ ہے کہ پنجاب ہمیشہ سے قربانی دے رہا ہے ،اب بھی دے گا۔

وزیر اعظم صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ ستاون سال سے پورے پنجاب میں یا اکثریت پنجاب میں، اکثریت صوبہ سرحد میں، اکثریت سندھ میں گیس پہنچ چکی ہے، آج اعلان کر دیں کہ تینوں صوبوں کی گیس بند، پنجاب کے لیے بھی گیس بند، بلوچستان کو گیس دی جائے گی ۔ میں تب مانوں گا۔

جناب میں آپ کے توسط سے گزارش کرتا ہوں میرے گھر، میرے گاؤں، میرے ایریا میں گیس نہیں ہے ، کیا میرا حق ہے یا نہیں ہے، میں بھی پاکستانی ہوں، میں بھی بلوچستانی ہوں۔ ویسے by the way وزیر اعظم صاحب نے چھ مہینے پہلے سے وعدہ کر رکھا ہے مجھے امید ہے وہ اپنا وعدہ نبھائیں گے۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اور feasibility ان کے پاس ہے وہ ضرور بلوچستان کو گیس کی فراہمی کے لیے آج ایوان میں اعلان کریں گے ۔ یہ بھی ایک تاریخی بات ہو گی۔

جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ حقیقت حال ، حقیقت ہے۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو کبھی نہیں آتی کاغذ کے پھولوں سے۔

جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ میرے خیال میں دو پاکستان ہیں ایک میرا پاکستان ہے ایک تیرا پاکستان ہے اور میں اس پر گزارش کروں گا اور میں اپنا بقایا وقت وزیر اعظم صاحب کے لیے دوں گا تا کہ وہ کچھ اعلان کریں غریب صوبے بلوچستان کے لیے۔

یہ تیرا پاکستان ہے اور یہ میرا پاکستان ہے
ہیں تیرے سارے کھیت سرسبز اور میرا صوبہ ویران ہے

یہ تیرا پاکستان ہے اور یہ میرا پاکستان ہے۔
تیرے روشن یہ پلازے بلندی سے بلند تر' بابر غوری کی خدمت میں ہے
بابر غوری میں سب کچھ ہے غور کے سوا کھاتے پیتے ہیں ہمیشہ اور قسط وار
تیرے روشن پلازے بلندی سے بلند تر۔ میرا گھر جیسے قبرستان ہے ..
یہ تیرا پاکستان ہے اور یہ میرا پاکستان ہے۔
چمک رہی ہیں چار لکیریں تیرے موٹر وے کی
میرا رستہ کچا ہے دھول ہے اور میدان ہے۔
یہ تیرا پاکستان ہے اور یہ میرا پاکستان ہے۔
منرل واٹر پیتا ہے تو اور تیری اولاد ہمیشہ گدلا پانی میری پہچان ہے
یہ تیرا پاکستان ہے اور یہ میرا پاکستان ہے۔
روشن ہے قمقموں سے تیرا گھر۔

میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لے رہا کیونکہ ابھی بلوچستان میں بجلی نہیں ہے جس میں میرا ضلع بولان کا گاؤں بھی شامل ہے اور انشاء اللہ میں کوشش کررہا ہوں کہ وزیراعظم بجلی بھی دیں گے اور گیس کا تو ضرور ہی اعلان کریں گے۔

روشن ہے قمقموں سے تیرا گھر، میری جھونپڑی تاریکی کا ایوان ہے
یہ تیرا پاکستان ہے اور یہ میرا پاکستان ہے

میں کیا گزارش کروں وزیراعظم صاحب تشریف رکھتے ہیں مجھے امید ہے کہ اپنی توجہ مبذول فرمائیں گے اور بلوچستان کے متعلق عملی، جعلی نہیں، احکامات کا ایوان میں اعلان کریں گے۔ چیئرمین صاحب! آپ کا شکریہ، وزیر اعظم صاحب کا بھی شکریہ، کافی انتظار کے بعد ہاؤس میں ان کی زیارت ہوئی ہے۔ Thank you بڑی بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین۔ مسٹر انور بیگ۔

Senator Muhammad Enver Baig: Thank you Mr. Chairman. First of all I beg to mention about the preparation of this budget. I have

have to state with deep regret that----

(Interruption)

Mr. Chairman: Can we have order in the House please and hear the honourable member.

Senator Muhammad Enver Baig: Thank you very much Mr. Chairman, first of all I beg to mention about the preparation of this budget. I have to state with deep regret that .. Sir, there is a lot of noise in the House.

Mr. Chairman: Can we have order in the House please and hear the honourable Member?

Senator Muhammad Enver Baig: Thank Mr. Chairman. Sir, I was mentioning about the preparation of this budget It is normally done by Institution of that country and the elected people of any country as a matter of fact but unfortunately in our country today, .this budget has been prepared by there individuals who are non elected and I would like to take the names of those three individuals; Mr. Suleman Shah, Mr. Ashfaq Ahmed and Dr. Akram Shaikh. These were the three people at work in preparing this budget for this poor nation and unfortunately the elected energetic young Finance Minister was not at all in this process. Mr. Chairman....

Mr. Chairman: Please hear the honourable Member.

Senator Muhammad Enver Baig: First of all I would like to touch upon the NFC Award which most of my colleagues have mentioned

in their speeches. Here is a newspaper dated 5th of June 2004 where the Prime Minister had said that the budget is going to be prepared on the old formula and sir, it is exactly 12 months that this Government has totally failed and miserably failed in preparing and bringing the four provinces on one platform on the NFC. I am honestly surprised Mr. Chairman that this NFC award is a very very important document for all the provinces specially for the poor provinces of the federating units i.e., Balochistan, Sindh and NWFP and I am surprised that the NFC Award is not in place and just six days before presenting the budget the Prime Minister is on tour to Turkey who is also the Finance Minister fortunately and Mr. Musharraf immediately left ------

Mr. Chairman: I think Baig Sahib has a very valid point let's here him with concentration.

Senator Muhammad Enver Baig: And sir, Mr. Musharraf immediately upon the arrival of Mr. Shaukat Aziz left for the Gulf countries. Sir, we know that all these three countries are very friendly to Pakistan and they have always been a support to us but sir, it is important to note that we have serious domestic problems as far as the NFC is concerned and I am sure that the President and the Prime Minister should have met day and night and get this award implemented in the budget of 2005-06 but unfortunately, I would like to congratulate the Prime Minister for not giving this award to this nation. I would also like to congratulate the Prime Minister that in this country more than 65% of

this population do not get clean drinking water and during this year from January to May 2005, five hundred and forty three people have committed economic suicide and when I say economic suicide sir, there are many instances in these 543 in back days when people killed the entire family and they killed themselves.

Now coming to the creation of new jobs. Despite tall claims of this Government no new jobs have been visibly created. On the other hand they are having massive retrenchments in Pakistan International Airline, they are planning to retrench about 6 thousand people. Again the PTCL is being privatized, a profit giving company and again they were trying to retrench the workers. Sir, let me be abundantly clear that the Chairman of the PTCL and the Chairman of PIA should be told in very clear terms that any retrenchment of workers from these organisations will be taken very very seriously as far as Pakistan People's Party is concerned and, no matter where they are, after 5 years or 10 years, they will be brought into the people's court and they will be tried. We will under no circumstances, see any retrenchment of any worker from any Government Institution and Semi-Government organization.

Sir, they may have tall claims that they are doing a lot for poverty, as you know that this Government is importing 50 bullet proof cars for their choicest ministers who feel that their life is in danger and they can not face the people of Pakistan. Sir, it is a matter of shame and disgrace that the ministers do not feel secure even in their homeland. On the top of that the Prime Minister and the President are importing two

aircratfs for themselves, at twenty five million dollars per piece. Sir, this country does not need private aircrafts. What we need is job, what we need is heath care and what we need is clean drinking water. I think, it is time that the Government of the day should understand what is the requirement of the people of Pakistan. We do not need bullet proof cars and do not need these luxury aircrafts for these honourable VIPs, so-called VIPs and sir, these aircrafts are being purchased by taking loan from the Pakistan's Bank. They have applied for loans and I believe that the loans have been approved by a certain bank for purchase of these aircrafts.

Then sir, who do you expect to believe the figures given by this Government in the budget. Sir, you know that in last couple of months, there was an *umra* scandal by the three Prime Ministers, who served under Mr. Musharraf. The expenses came from the Foreign Office giving every detail of their tours which amounted to about 45 million rupees. Next day the Foreign Office comes out with the claim that these figures are wrong. And sir, I have filed a privilege motion against the honourable Minister for Foreign Affairs by giving wrong information. Sir, then again last week, the former Foreign Secretary was on a trip abroad. When the honourable member enquired about the expenses incurred, they gave us the figures and then again after two days, the Foreign Office says that these figures are wrong. So, the entire system is based on fraud and fake figures. How do you expect me to believe the figures which they have given in this budget? So, sir I think, this Government is just taking the

poor people for a ride giving all false figures which have no consequence as far as the interest of the people of Pakistan is concerned.

Sir, coming to the Defence Budget, there is an increase of 15%. O. K., there can be an increase of 30%. There is no problem. They are Armed Forces but on the other hand, you say that we are having very cordial relations with Indian's and they are probably going into an agreement of gas pipe line. When the relationship is so cordial with India and we are a nuclear power country, we have a deterrent in our hand, what is the need of increase of this 15%? Why can not this increase of 15% be diverted to the poor people of Pakistan in shape of health care, in shape of education and clean drinking water? And then sir, on the top of everything, I have mentioned it even last year that the pension fund of the Armed Forces personnels which was all the years, eversince Pakistan was created, worked from the defence budget 34 billion rupees have been diverted from the public fund. O.K. they are our people, they are our Armed Forces, they are our brothers but they have a certain Budget which they had to fulfil the requirements from that allotted money. Why is spent public money on those areas and secondly, I would like the honourable Defence Minister to confirm or deny that the Batmen of the Army Officers which apparently is about 40000 and all are being paid from the Civilian Budget. Sir, then in that case don't have Civilian Budget or a Defence Budget. Just have one single Defence Budget and let the people of Pakistan die of starvation, die of health care and give more education to them. Sir, it is absolutely a mockery of figures. in the

Education sector out of the total spending they are spending 2.9% on education and 1.2% on health care. Still we are a fast growing country. We are about 115 million people. We have got no hospitals. We have got no schools. People are dying because they are taking dirty water and the kind of 'Ayyashis' we are doing, sir, the honourable Prime Minister comes from a multi-national background and I am sure he is fully aware of the expenses to be cut. If they have to cut any expenses I think it is better they slash down the number of Ministers hey have in the Federal Cabinet, I am surprised when he chairs the Cabinet meetings. He has got a battery of 64 people sitting in front of him. I fail to understand how can the honourable Prime Minister digest the kind of expenses involved on each Minister. Can he not run his Cabinet by 20 or 24 Ministers? Can he not divert those funds to the poor people of Pakistan? No, because this is all based on fraud. They want to support. They want to give them perks because if they don't get perks they will go away. They have got another Parliamentary Secretaries and the whole amount in the National Assembly comes to about 100 to 134 people who are having Government cars, perks and everything. I think this is total waste of government money and poor men's money. Coming back to the Budget the three names I mentioned the people who prepared Mr. Salman Shah, Mr. Ashfaq Ahmed and Dr. Akram Sheikh.

Sir, when a Budget is prepared you get in touch with labour unions, farmers unions and more importantly you get in touch with the business communities of this country. The Federation, Chamber of

Commerce, Karachi Chamber, the Lahore Chamber, the Sialkot Chamber, the Faisalabad Chamber, the Peshawar Chamber, the Quetta Chamber sir, there were no meetings held at all. They were just merely turned to get the suggestions and there were absolutely no discussions across the table and they have made this Budget in the cold atmosphere in the backdrop of the Margalla Hills, not knowing what is happening in Golimar, not knowing what is happening in Korangi, not knowing what is happening in Lal Kurti, Rawalpindi. Sir, they are unaware of these facts.

Sir, I think the Government of the day has to take these things very very serious. I would like to throw some light on this import of 10, 000 tractors. Sir, what I like to know from the honourable Minister firstly, what yardsticks have been applied for selecting for leverage. Sir, these people have got nothing on ground. They have just got a piece of land, no matter. God knows whose. They have got a lot and they are allowed to import 2500 tractors each tax free who are these people? I would like the honourable Minister concerned to please furnish to this House the names of Directors and the share holders of those four favourites. You have a local industry in Pakistan. They are manufacturing tractors. What is the need to get these four companies import without any assembling plant being installed? They import the tractors. They sell and they run away. What is safeguard? Why is the Government giving them permission? What kind of back ups they have in shape of spare parts? What is going to happen to the local industry, the local vendors, the

people working in those tractor factories in Pakistan who are already there?

Sir, this is all nothing but the total false. They are just trying to favour their favourite people and this is how they are just making money. Private sector and the people of Pakistan aught to know what this present Government is upto?

Sir, another area which I would like to touch upon is our journalists, Wage Board Award. Sir, there are people of press sitting in these chairs. People are sitting in the National Assembly in the press gallery and Sir, I know that these people, 75% of these press Journalists come in wagons and buses in this heat. Only 15% have motorcycles and 5% have got old cars. Sir,

ان کے بھی بچے ہیں، ان کے بھی ماں باپ ہیں

and they need a support. Supreme Court has awarded and rejected the plea of the owners. They went in a review, it has again rejected but till today this Government has failed, miserably failed, Mr. Chairman, to get this Wage Board Award implemented.

حکومت کے خلاف ایک اخبار کوئی خبر نکالتی ہے

and the Government does like it and they close their advertisements. Can the Government not tell these owners of these newspapers that if you don't implement this Wage Board Award, you will get no Government advertisements. Sir,

جتنے مالکان ہیں

They are fifty rich people and most of them today are going into

electronic media and some of them have already gone into it and sir a T.V station or a channel, it needs a lot of money

جہاں تک غریبوں کو پیسہ دینے کا تعلق آتا ہے

They go to the quarrels. Sir, I think this Government has to work and they have to ensure that this Wage Board Award is implemented for the journalists of Pakistan because they are the people who cover us, they cover you, they cover all the politicians in this country and this is the treatment our press journalists get, that their wage board is not being implemented.

جناب چیئرمین،وقت کاخیال رکھیئے۔

Senator Muhammad Enver Baig: Yes sir, I will wind up soon I would like to give you some commodity prices. This is immediately after the last budget when I was making a speech there and the prices of today. Aata, last year it was 235 for 20 kg and today is 255, sugar was 20 rupees last year and today is 28, milk was 25 last year and today is 29 per kg, Daal Mong was 30 last year, it is 40 today, Masoor was 40 last year, it is 50 today, Dal Mash was 44 last year and it is 48 today. Onion 70 last years for five kg and today it is 100. Potatoes was 85 last year for five kg. and today is 140. Red chillis 120 per kg. last year, it is 160 today and tomatoes were 16 last year and today is 24.

Sir, what have they done in the last one year to control these prices of daily items for a common man.

آپ نے salary increase کی ہے for the Government employees, very good

but sir again what is 15% of the basic, it is nothing but what happens to the other 40 million workers who are working in this counry. How does the Government give them the increase. Sir, this is all a fraud, they are far away from reality, they have to sit in places like Karachi, Lahore to اسلام آباد میں بیٹھ کر جب Budget document بنا draft this Budget document. it is nothing but false ہے

Sir, I have a questionaire and I am not an economist, I have a questionaire for the honourable Minister for Finance.

میں آپ کو پڑھ کے quickly بتا دیتا ہوں and I would like to give a copy of this to you sir, so that is passed on to the honourable Minister as he is not sitting here at this moment of time. Will the honourable Minister inform the Senate how much PSDP allotted for year 2005 has been actually spent to date. 2006 میں

they have increased to 35% then the honourable Minister for State, inform the Senate, how much actually has been budgeted under the PSDP for year 2006. The speech talks of 272 billion but the Budget document shows an operational short fall of 10 billion budgeted for year 2006: Sir, could the honourable Minister also inform us total number of beneficiaries both civil and military who will gain from the salary raise announced, what percentage of the total employed labour force of Pakistan, does the announced relief cover. The accumulative benefits given to the Government employees plus Armed Forces since 2001. Sir, another important thing which I will like to mention with the number of honourable members......

(اس موقع پر ایوان میں اذان عصر کی آواز سنائی دی)

Senator Muhammad Enver Baig: Mr Chairman, I was mentioning about...

Mr. Chairman; Please try to conclude.

Senator Muhammad Enver Baig: Yes, sir, I will just take a couple of minutes. Sir, we would like to know from the honourable Minister why real estate transaction amounting to billions of rupees every year have not been taxed? Whose interests are being protected at the expense of tax payers, likewise the condition to provide NTN at the time of registration was not made compulsary as in the case of purchase of cars. Why?

The next is. Could the Minister Please also inform the Senate what demand No. 138 is under schedule 1 of the demand for grant of appropriation for expenditure, met from the Federal consolidated fund for financial year 05-06, page 28 of the Annual Budget amounting to rupees 19.43 billion and only describe as other development expenditure?

جناب یہ اتنی بڑی figure ہے - and it is absolutely not transparent that this fund is going to be allotted.

We would also like to know from the honourable Minister that how much cash has been deposited by the NAB into the Treasury out of the tall claims of recovery of 85 billion and then disappeared in the budget documents, we don't see this figure anywhere in the budget document.

Finally sir, the Federal Budget of 05-06 a substantial relief has been given to the plastic sector by a reduction of custom duty on 55 plastic goods items. Could the honourable Minister inform the Senate, who are the major beneficiaries of this measure or are going to be, which are covered, which companies or the major users and importers of this item? I like to request the honourable Minister for Finance that there is one company, I would like if he could please give us the name of the Directors and the Shareholders and the name of that company is NOVA SIMPAC.

Finally sir, before I conclude, I think Mr Musharraf should understand one thing very very clearly that politics is not the cup of tea of a military man, they have a job to do and the politicians have a job to do, and the politicians are answerable to the People of Pakistan. Sir, in the interest of this country, in the interest of the poor people of Pakistan I would strongly urge Mr. Musharraf should go back to barracks, hand over power to the duly elected people of Pakistan and then those elected people run this country. No matter who they are, whether in us or whether in the PML(Q) or any other political party. Sir, let me tell you that until the two main stream political parties leadership are not in this country, Mohtarma Benezir Bhatto and Mian Muhammad Nawaz Sharif, I think there is a big political vacuum and I personally feel that this country is going into deep deep political crisis. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Now, we will adjourn the House for Asar Prayer

and reconvene at *Insha Allah* 5.45 p.m.

(اس موقع پر اجلاس نماز عصر کے لئے شام 5.45 تک ملتوی کر دیا گیا)

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین جناب محمد میاں سومرو شروع ہوئی)

جناب چیئرمین، نعیم حسین چٹھہ۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے وقت عنایت فرمایا ہے۔ پاکستان کے سالانہ میزانیہ 06-2005 پر کئی دنوں سے بحث ہو رہی ہے۔ بلا شک و شبہ اس میں کسی قسم کا کوئی ٹیکس کسی جگہ پر نہیں لگایا گیا ہے بلکہ پہلے سے عائد شدہ ٹیکسوں میں بھی کافی relief دیا گیا ہے' آسانیاں پیدا کی گئی ہیں۔ Under the circumstances ہماری موجودہ سنبھلتی ہوئی اور ابھرتی ہوئی معیشت میں یہ ایک بہت اچھا بجٹ ہے۔ ہر سیکٹر کی ضرورت کے مطابق اور حتی المقدور نہایت انصاف اور خلوص کے ساتھ اسے تیار کیا گیا۔ سارے طبقوں کو relief دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ چھوٹے طبقوں کی تنخواہ اور پنشن میں اضافہ کیا گیا ہے ۔ گو اس سے زیادہ بھی اضافہ ہو سکتا تھا لیکن جہاں تک ممکن ہوا' اس میں اضافہ کیا گیا ہے۔ صحت' تعلیم' telecom زراعت قصہ مختصر کہ ہر شعبے میں ضرورت کے مطابق سہولتیں دی گئی ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ پر کوئی سنجیدہ قسم کا اعتراض نہیں کیا ہے۔ ارکان اپوزیشن کی کافی اچھی تقاریر سننے کو ملی ہیں۔ان میں انہوں نے کسی کلیدی خامی کی نشاندہی نہیں کی ہے۔ اس لحاظ سے بجٹ یقیناً بہترین ہے۔ انہوں نے اپنی تقاریر میں اعدادو شمار اور دیگر خیالات سے ثابت کیا ہے کہ they are beating about the bushes اور اس بجٹ سے صرف نظر کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی خاص بات اس بجٹ پر تنقید کرنے کے لئے نہیں تھی۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات کے مطابق اس بجٹ کو معتدل' متوازن اور best budget کہا جا سکتا ہے۔ تو اس لحاظ سے میں جناب صدر مشرف صاحب اور وزیر اعظم شوکت عزیز اور خاص طور پر عمر ایوب جنھوں نے نہایت محنت سے اسے deliver کیا ان کی

اور ان کی efficiency یقیناً excellent تھی تو میں سب کو مستحق مبارکباد eloquency
سمجھتا ہوں۔ جناب والا! دیکھنا یہ ہے کہ یہ under the circumstances بجٹ اچھا تھا تو اس
کی وجوہات کیا ہیں۔ میری نظر میں یہ شوکت عزیز صاحب یا ان کی ہدایت کے مطابق یہ بجٹ
چھٹا بجٹ ہے۔ اس بجٹ میں چھٹا بجٹ ہونے کی وجہ سے ان کی پالیسی کا تسلسل اور کامیاب
قسم کی حکمت عملی اس کا ایک کلیدی مقصد اور ماخذ ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے ثابت
ہوا جو consistency اور continuity, sustainability and durability جبکہ اس دور
سے پہلے اس چیز کا فقدان رہا ہے ہر دو ڈھائی سال بعد جب منسٹری بدلتی، حکومت بدل جاتی تو
اس میں جو نئی حکومت آتی اس کا سارا زور پچھلی حکومت کی ساری پالیسیوں کو nullify کرنے
پر لگا دیتے تو یہی ایک قوموں کی زندگی میں سب سے زیادہ المناک پہلو ہے کہ پچھلا سارا کچھ ڈھا
کر نئی scratch سے شروع کرتے ہیں تو یہ ایک بہت بڑا تکلیف دہ معاملہ ہے۔ اس سلسلے میں
میری تجویز ہے کہ اگر اس consistency سے اور اس continuity سے واقعی فائدہ ہے اور
دوسرے ملکوں نے بھی اس سے فائدہ حاصل کیا۔ مثلاً چین نے ہم سے بعد میں آزادی حاصل
کی، کوریا، بنگلہ دیش، انڈیا تو ان کی ساری economy صرف اس لیے اچھی ہے کہ وہ تسلسل
کے ساتھ اپنی پہلی حکومتوں کی پالیسیوں کو آگے بڑھاتے رہے ہیں۔ اگر ہماری پالیسیوں میں
کوئی نقص ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ساری نیشنل سیاسی پارٹیوں کو بلا کر ایک
consensus develop کرکے ایک خاکہ، ایک پروگرام اور آئندہ کے مسائل کو سامنے رکھتے
ہوئے ہمیں ایک متفقہ فارمولا طے کر لینا چاہیے کہ سیاسی طور پر کوئی آئے یا جائے لیکن نیشنل
لیول پر اس کو کوئی discontinuity نہ ہو اور اس پر کوئی اعتراض نہ ہو اور ملک کا کوئی
نقصان نہ ہو حال ہی میں کل ہی قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمن صاحب نے نیشنل اسمبلی
میں اپنی opening budget debate میں یہ بھی کہا ہے کہ ہم جب اقتدار میں آئیں گے تو
یہ privitisation کا عمل یہ فضول قسم کی چیزیں ہیں۔ یہ بڑے sensitive ادارے ہیں جو
بیچے جا رہے ہیں۔ ہم ان سب کو واپس لے کر واپس قبضہ کرلیں گے۔ یعنی وہ سارا کچھ پہلا نفی
ہو گیا اور ان کی اس threat سے یا اس قسم کی باتوں سے یقیناً پاکستان کی ترقی اور پاکستان کا
مستقبل متاثر ہوتا ہے تو انہی غلطیوں سے اور انہی وجوہات کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ ساری

پارٹیوں کو بلا کر ایک consensus develop کرنا اور ایک خاکہ مرتب اور ایک آئندہ کا پروگرام مرتب کرنا اشد ضروری ہے۔ جناب والا! میں بجٹ کے اقتصادی اور ترقیاتی حصے کو اور اس کی آمدنی اور خرچ کے پیچیدہ قسم کے اعداد و شمار کا ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ فاضل دوستوں نے بہت ذکر کیا۔ تو میں اس میں آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میں صرف چند ایک عوامی مسائل کی نشاندہی پر اکتفا کروں گا۔ آج کل ہر بندے نے تقریباً تذکرہ کیا ہے کہ NFC Award کا ہونا آئینی ضرورت تھی اور اس کا نہ ہونا unconstitutional ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کا یہ ایک ڈیموکریٹک رویہ ہے کہ وہ پورا سال ہر ممکن کوشش کرتے رہے کہ سارے صوبوں میں ایک consensus کر کے ان کو مفاہمانہ اور مصالحانہ طریقے پر لا کر ایک متفقہ فارمولا دیا جائے لیکن بہت سارے ممبران نے بہت سارے صوبوں نے بلاجواز اور بہت لالچ آمیز مطالبات کر کے جو کہ مناسب نہیں تھے ان کے اپنے رویے پر rigidity رہی لچک پیدا نہیں کی جس کی وجہ سے وہ consensus develop نہیں ہو سکی اور اس کو تقویت ہمارے چھوٹے صوبوں کی چھوٹی پارٹیوں کے نمائندوں نے بھی دی جو اکثر زہر آلود پراپیگنڈے سے پاکستان کی بنیادوں ہی کو کمزور کر رہے ہیں بلکہ یہاں تک کہ آزادی تحریر اور تقریر کو misuse کر رہے ہیں۔ اس کے لیے بڑا ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کے تدارک کے لیے بھی ہمیں کچھ نہ کچھ پالیسی وضع کرنی چاہیے تاکہ نظریاتی اساس پر یا جغرافیائی اساس پر ہر بندہ without authority یہ کہتا ہے کہ جی Federation کو توڑ دیں گے، East Pakistan کیسے ہوا حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ خدا نخواستہ اگر پاکستان نہ بنتا خاکم بدہن تو سارے نمائندے بشمول میرے شاید اس قابل نہ ہوتے کہ ہم ان ایوانوں میں آ سکتے یا ہم اتنی آزادی کے ساتھ اپنی عزت اور اپنی اہمیت کی نگرانی کر سکتے۔

جناب والا! سوائے اس کے کہ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ناشکری ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے لیکن آج اپنے اس Upper House کی membership کے لیے اور ممبر ہونے کے معیار کو قائم رکھنے کے لیے ہمیں پاکستانیت اور پاکستان کے مفاد کی نگرانی اور اپنے ذاتی مفادات کو پس پشت ڈال کر سارے پاکستان کی بہتری اور بہتر مستقبل کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں ہمیں اس لحاظ سے اس موضوع پر بھی کچھ نہ کچھ حکمت

عملی وضع کرنی ہوگی بلکہ یہاں تک ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح اور کسی حد تک اسلام بھی آج کل طعن و تشنیع کا ٹارگٹ بنا ہوا ہے۔ یہ سب اپنے حق کو misuse کرتے ہیں اور کئی مغلظات بولتے ہیں لیکن حکومت وقت ان کی نگرانی کے لیےکوئی خاطر خواہ قدم نہیں اٹھاتی بلکہ ہر روز، ہر دفعہ، ہر بندہ ایک دوسرے سے زیادہ race میں لگا ہوا ہے۔ کوئی کاپیاں پھاڑ دیتا ہے، کوئی پاکستان کو گالیاں دیتا ہے، کوئی Federation کو تباہ کرنے کی دھمکی دیتا ہے۔ اس کے لیے بھی ہمیں کوئی حکمت عملی وضع کرنی چاہیے۔

جناب والا! ایک اور مسئلہ عام طور پر پیش آتا ہے کہ حکومتی دفاتر میں بہت ساری پیچیدگیاں ہیں اور لوگوں کے مسائل حل کرنے میں بڑے lengthy process and procedures ہیں۔ یہ وفاقی سیکریٹیریٹ یا Provincial Secretariat سے ہٹ کر جہاں پبلک کا رابطہ ہوتا ہے وہ ضلع level یا تحصیل level ہے وہاں کی انتظامیہ بہت سست اور بہت نالائق قسم کی اور nepotism اور اپنے vested interests کے مطابق کام کرتی ہیں۔ وہاں over-staffing بھی ہے بلکہ وہ سارے کام اتنے delay کرتے ہیں کہ وہاں رشوت کے بغیر کام نہیں ہوتا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب پاکستان کی تخلیق اور پاکستان کی منزل کی نفی کرتا ہے۔ جمہوریت ہماری ضرورت ہے اور جمہوریت سب سے بنیادی عنصر اور اس کی روح میرے خیال میں یہ ہے کہ اس میں عوام کی عزت ہو، عوام کے لیے آسانی ہو اور عوام کے لیے سہولت ہو لیکن جو ہمارا دفتری نظام ہے وہ اس بات کی نفی کرتا ہے۔ دفتری نظام میں زیادہ پیچیدگیاں ہونے کی وجہ overstaffing بھی ہے اور یہ economy پر ناجائز burden بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس procedure کو simplify کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کی عزت ہو سکے اور لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا ہو جائیں۔

جناب والا! آج ہر بندہ ذکر کرتا ہے بلکہ صدر مملکت کو میں نے ایک دو دفعہ برملا کہتے سنا بلکہ انہوں نے پارلیمنٹ میں اپنی پچھلی speech میں بھی یہ ذکر کیا کہ ہمارے پاس بہت سارے وسائل ہیں، بڑا ہی اچھا ملک اللہ تعالٰی نے ہمیں عطا کیا ہے لیکن پھر بھی مہنگائی اور بے روزگاری اور غربت کے مسئلے اتنے شدید ہیں کہ ہر بندہ بڑا مجبور اور بے بسی feel کرتا ہے۔ صدر

صاحب کا ایک اور بھی فرمان ہے کہ دہشت گردی بہت ہے۔ گھر بیٹھے یا بازار یا کسی عبات گاہ میں بے قصور بندے قتل ہو جاتے ہیں اور شہید ہو جاتے ہیں تو یہ حکومت کی ذمہ داری بھی ہے لیکن انسانیت سوز فعل بھی ہے لیکن جیسے صدر صاحب فرماتے ہیں کہ دہشت گردی کا حل اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ ظلم اور زیادتی جہاں پر ہوتی ہے جب تک اس کی root causes اور ground realities کے مطابق ہم اسے address نہ کریں--- یعنی کشمیر اور فلسطین میں اگر معصوم جوان لڑکے اور لڑکیاں بم باندھ کر قربان ہوتے ہیں تو ان کے پیچھے کچھ تو محرکات ہیں کہ وہاں ظلم اور زیادتی اس حد تک ہے کہ ان کے لئے اور کوئی طریقہ نہیں ہے تو وہ اس طرح کرتے ہیں۔ اسی analogy کو withdraw کرتے ہوئے، ہم نے بے روزگاری، غربت اور مہنگائی کو اگر address کرنا ہے تو پھر جناب والا! ہم نے وسائل بھی پیدا کرنے ہیں۔ پھر ہم نے پیداوار کو بڑھانا ہے اور قوت خرید کو بڑھانا ہے۔ اس کے طریقے کیا ہیں' اس کے لئے supply اور demand کے اصول پر کار فرما ہوں۔ اللہ کریم نے بہت کرم کیا اور اس نے ہمیں ایک مرد مومن عطا کیا جس نے اپنی بےلوث اور مخلصانہ کوششوں سے اپنی نیک نیتی سے اور نہ بکنے والے اور نہ جھکنے والے کردار کے ساتھ اس نے اتنی بڑی سلطنت برطانیہ کی اور مکار ہندو ذہنیت کو شکست دیتے ہوئے پاکستان حاصل کیا لیکن اس کی تعمیر و ترقی اور اس کی بقاء کے لئے محنت ہم نے کرنی ہے۔ جناب والا! اگر ہم نے اپنے عوام الناس کو پاکستان کی حفاظت کے لئے تیار کرنا ہے اور ان کی بہتری، ترقی اور خوشحالی کے لئے کچھ کرنا ہے اور پاکستان کے بہتر مستقبل کو تعمیر کرنا ہے تو زندہ رہنے کے لئے جو بنیادی ضروریات ہیں' وہ روٹی، کپڑا اور مکان ہیں۔ جناب والا! اللہ کریم نے ہمیں ایک بہت بڑا' بڑا زرخیز زرعی ملک دے رکھا ہے اور یہ بنیادی ضرورتیں اس سے پیدا ہوتی ہیں اور ہم خودکفیل ہیں اور اتنی اچھی اور محنتی قوم ہیں کہ ہمیں سارا کچھ دیا جا رہا ہے۔ حکومت نے اس شعبے میں بھی بڑے قابل تعریف اقدامات اٹھائے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑے ہیں۔ اجناس کی قیمتوں کو معقول رکھنے کے لئے--- inputs بہت مہنگی ہیں۔ جناب والا! اکثر budget making لوگ یہ کہتے ہیں کہ ستر فیصدی آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور اتنے لاکھ ٹن wheat پیدا ہوئی ہے' اتنے لاکھ بیلیں کاٹن کی پیدا ہوئی ہیں اور ان کی یہ قیمت بنتی ہے اور ساری قیمت دیہاتوں

میں جاتی ہے۔ اس لئے دیہاتوں میں جو غربت ہے، وہ ہم address کرتے ہیں اور اس غربت کو اس معقول رقم سے ختم ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے کہ وہ ایک منجی، چاول، گنا wheat اور کپاس بہت بڑی فصلیں ہیں جس کی وجہ سے ہمارے ملک کے growth rate اور اس کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ یہ تو ٹھیک ہے کہ یہ سارا کچھ بک کر جو پیسہ ہے، رقم ہے، قیمت دیہات میں جاتی ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ دوسرے ہاتھ سے ہماری اس وصولی سے پہلے وہ ہم سے واپس لے چکے ہوتے ہیں۔ آپ زمیندار ہیں، rice پانچ مہینے کی فصل ہے، چھ مہینے کی، ایک مہینہ پہلے پانی رکھنا پڑتا ہے اور اس کھیت میں کسی وقت پانی کو خشک نہیں ہونا چاہیے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے چھ مہینے کھیتوں میں پانی رکھنا ہے، پنجاب میں تو خاص کر نہری پانی کوئی نہیں ہے۔ facts and figures بتاتی ہیں کہ پاکستان میں کل electric کے ٹیوب ویلز 79928 ہیں، ڈیزل کے 347760 ہیں، ان 79000 میں سے 62600 صرف پنجاب میں ہیں اور 337186 ڈیزل کے ٹیوب ویلز ہیں۔ ان کا خرچہ بجلی کے units کتنے مہنگے ہیں اور ٹیوب ویل کتنا کھاتا ہے۔ اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے چھ مہینے پانی رکھنا ہے اور ایک مہینے میں کم از کم کھیت کی پانچ، چھ مرتبہ watering کرنی ہے تو اس میں پنجاب میں ایک چھوٹے سے چھوٹے ٹیوب ویل کا ایک گھنٹے کا پانی کا خرچہ سو سے سوا سو، ڈیڑھ سو روپیہ ہے۔ بلوچستان میں اڑھائی سو روپے فی گھنٹہ ہے تو دو تین گھنٹوں میں ایک ہفتے میں دو دفعہ water دیا جائے، مہینے میں کم از کم پانچ، چھ دفعہ دیا جائے اور چھ مہینے میں دیا جائے تو اگر اس کی قیمت لگائیں تو یہ آٹھ ہزار کے قریب per acre صرف watering کا خرچہ ہے۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ، pesticide ہے، fertilizer ہے، ڈیزل اور، ٹریکٹر کی blowing ہے وہ ساروں سے علیحدہ ہے اگر 2000 ایکڑ میں بیج بھی جائے تو جناب والا وہ زمیندار یا کاشتکار جو دیہاتوں میں رہتے ہیں اسے کیسے خوشحالی حاصل ہو سکتی ہے، اس کے بچے کیسے

تعلیم حاصل کر سکتے ہیں، وہ کیسے کتابیں خریدیں گے، وہ کس طرح مہنگی دوائیاں لیں گے اور کس طرح وہ دوسری ضروریات زندگی حاصل کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ 70% آبادی دیہاتوں کی رہنے والی غریب رکھیں گے، 30% جو شہروں میں رہتی ہے اس میں بھی 5%، 10% جو بہت elite class ہے جس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں، وہ بہت امیر ہیں، میڈیا کر 15% ہیں، 5% یا 10% غریب لوگ ہیں۔ اس لحاظ سے اگر شہروں کی خوشحالی کو سامنے رکھیں اور ان دیہاتوں کو نظرانداز کر دیں تو اس طرح آپ پاکستان کو خوشحال یا ترقی یافتہ ملک نہیں کہہ سکتے۔ میری گزارش یہ ہے کہ شہروں کے جو 5% یا 10% غریب لوگ ان کو میں نہیں سمجھتا کہ آٹا 400 یا 500 روپے من دینا چاہیے بلکہ انہیں food stamp یا راشن کارڈ دیں اور انہیں بیشک یوٹیلٹی سٹور سے 400 روپے کی بجائے 200 روپے من آٹا دیں، انہیں 28 یا 30 روپے کلو suger کی بجائے 15 روپے کلو دیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو اجناس کی قیمتیں ہیں وہ برابر پر رکھیں اور باقی جو شہری آبادی ہے ان کے لئے اگر ہر family میں دو من آٹا ماہانہ خرچہ ہے تو اس کے لئے سو دوسو روپے کا اضافی خرچہ معانی نہیں رکھتا۔

میں سمجھتا ہوں کہ دیہاتی آبادی کو بہتر کرنے کے لئے اور شہری آبادی کی protection کے لئے اس قسم کی حکمت عملی واضح کرنی ہو گی۔ اس کی قیمت کو ٹھیک رکھنا اس لئے ضروری ہے خاص کر دیہات جو منسلک ہیں 'زمیندار'' Carpenter 'لوہار اور جو دوسرے لوگ ہیں ان کی آمدنی بھی مہینے میں 50 یا 40 من فی خاندان سالانہ ہے۔ اگر اسے آپ 12 ہزار میں لے لیں تو اس کے بچے اس سالانہ خرچ میں نہیں جی سکتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس قسم کی حکمت عملی پر عمل کرتے ہوئے دونوں لحاظ سے دیکھنا ہو گا۔

جناب والا! اس سارے وا ویلے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں جو غربت، بیروزگاری اور مہنگائی کا سبب ہے وہ صرف مہنگی بجلی ہے۔ اگر آپ کے پاس وسائل ہیں اور اللہ کریم نے آپ کو ہر چیز دے رکھی ہے تو آپ اس سے کیوں غفلت کر رہے ہیں، آپ کیوں ہائیڈل پاور نہیں دیتے جو کہ آج بھی ایک روپے سے کم پیسوں میں وصول ہوتی ہے تو آپ پانچ چھ روپے یونٹ بیچ رہے ہیں تو کون سی قوم اس کی متحمل ہو سکتی ہے۔ آپ جو اس غفلت کا ارتکاب کر رہے ہیں اس سے قوم کے مستقبل کو تاریک کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خواہ کوئی بھی

national interest ہو اور اگر اس میں resistance ہو اور کوئی مخالفت بھی کرے تو ذاتی مفاد کے لئے اس میں national interest ضروری ہے تو پھر اس میں کوئی مفاہمت اور مصلحت نہیں ہونی چاہیے کیونکہ ملک کی بقاء کی ضرورت ہے' اس کے بہتر مستقبل کے لئے ' غربت کو مٹانے کے لئے' مہنگائی کے لئے قوت خرید پیدا کرنے کے لئے ازحد ضروری ہے کہ آپ بجلی سستی کریں۔ آپ سستی کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری تھی جس کو کہ وہ صرفِ نظر کر رہی ہے اور یہ آگے جا کر کسی بڑے انقلاب کا' کسی بڑے حادثے کا پیش خیمہ ہوسکتی ہے۔ کچھ بھی ہو ہمیں ہر چیز چھوڑ کر کالا باغ اور بھاشا ڈیم پر کام کرنا چاہیے تاکہ پانچ یا سات سال میں وہ مکمل ہوتا ہے تو اس وقت قوم کو زندہ رہنے کے لئے کچھ امید پیدا ہو جائے گی۔ ہمیں لوگوں کو accommodate کرنے کے لئے اس قسم کی غفلت و سستی نہیں کرنی چاہیے۔

میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ میں اس کا رکھنا بھی ضروری تھا اور آئندہ اس پر عمل درآمد بھی کرنا چاہیے۔ جب تک غربت اور مہنگائی کو حل نہیں کریں گے تو یہ غریب لوگ جو جان فدا کرنے کے لئے تیار ہیں' کسی صورت پاکستان کے وفادار نہیں ہوسکتے' جس کا اپنا گھر ہی لٹ جائے اس ملک کی یا کسی اور کی کیا ضرورت۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ بہت اچھا ہے۔ یہ یقیناً قابل تعریف ہے اور اس لحاظ سے جو اگر تھوڑی بہت ٹھیک ہے کہ تنخواہ اس میں تھوڑی بڑھی ہے لیکن وہ اپنی economy کے مطابق ہے ۔ لیکن اس میں ہر مکتبہ فکر' شعبہ اور سیکٹر کو انہوں نے address کیا ہے ۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ نہایت balanced ' اچھا اور مستحق مبارکباد ہے۔ بجٹ بنانے والے اور جو میں نے suggestions دی ہیں ان میں خاص طور پر جب تک انرجی ' ڈیزل اور بجلی کو سستا نہیں کیا جائے گا اس ملک کا future ' اس کی خوشحالی اور غربت دور نہیں ہوسکتی ۔ خوشحالی نہیں آسکتی اس کے لئے بنیادی نسخہ یہ ہے کہ بجلی ہائیڈل پر لایا جائے اور اس کے لئے کسی رو رعایت ' کسی صوبہ ' کسی خاندان اور کسی کی عزت کا نہیں صرف پاکستان کے مفاد کو سامنے رکھا جائے اور فوری طور پر اس پر عمل کیا جائے ۔ پاکستان کی بقاء اور بہتر مستقبل کی ضمانت فراہم کی جائے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین، مسٹر اسلم بلیدی' امان اللہ کنرانی ' سردار مہتاب احمد ' سید سجاد بخاری۔

Senator Syed Sajjad Hussain Bokhari: Thank you Mr. Chairman, forgiving me this

بجٹ کے حوالے سے بہت سارے دوستوں کی باتیں ہو چکیں - میں کوشش کروں گا کہ بہت مختصر رہوں کیونکہ چیزوں کو repeat کرنے سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہے - حکومت کے ارکان جو ہیں انہوں نے بجٹ کے حوالے سے بہت خوش آئند باتیں کرنے کی کوشش کی - اپوزیشن نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے اس میں جو خامیاں اور کمزوریاں رہ گئیں ان کا ذکر کیا - لیکن اصل مسئلہ جو ہے وہ ہے credibility کا ہے کہ حکومت نےجو بجٹ پیش کیا ہے ' جو ہمارے سامنے چیزیں ' وعدے وعید اور اعداد و شمار آئے ہیں کیا وہ صحیح بھی ہیں یا غلط ہیں ؟ چونکہ اس حوالے سے حکومت کی credibility بہت خراب ہے - ہم نے گزشتہ برسوں میں بھی دیکھا بہت سارے وعدے ہوئے جن پر پھر عمل نہیں ہوا اور بہت ساری خوش آئند باتیں کہی گئیں لیکن اس کے نتائج عوام کی رائے اور منشا کے بالکل خلاف ہوئے - الفاظ کی جادوگری اور اعداد و شمار کے گورکھ دھندوں سے عوام کو مطمئن نہیں کیا جا سکتا - غربت اور مہنگائی آسمان پر پہنچی ہے - اس پر کسی کی کوئی دوسری رائے نہیں ہے - خواہ وہ حکومتی ارکان ہوں یا اپوزیشن کے لوگ ہوں - ہم اپنے آپ کو claim کرتے ہیں کہ عوام کے نمائندے ہیں- اس ایوان سے اگر باہر جاکر پبلک میں جائیں تو آپ کو more than 75% لوگ یہی کہیں گے کہ اس بجٹ میں عوام کے لئے کچھ نہیں ہے - جس قدر مہنگائی ہے اس کے مقابلے میں جو مراعات دینے کا اعلان کیا گیا ہے خاص طور پر تنخواہ بڑھانے کی بات کی گئی ہے- وہ بہت کم ہے- لوگ بڑے عرصے سے اس امید اور توقع سے تھے کہ حکومت ان کے دکھوں کا کچھ مداوا کرے گی اور ایک طویل انتظار کے بعد جو صورتحال سامنے آئی وہ انتہائی مایوس کن ہے - یہ بات تو چلیں پھر بھی سرکاری ملازمین کے حوالے سے 15% increment ہوئی ہے - اس کا ذکر کیا جا سکتا ہے لیکن میں ان لوگوں کی بات کروں گا کہ جن کی کوئی ملازمت اور روزگار نہیں ہے - ان کو کیا relief

ملا ہے ؟ کیا حکومت نے کوئی روزگار فراہم کرنے کے اقدامات کئے ہیں ؟ کیا ایسی بات بھی کی ہے اور جیسے کہا جا رہا ہے کہ یہ خواص کا بجٹ ہے یہ عوام کا بجٹ نہیں ہے ۔ کل یہاں ہماری ایک بہن نے بات کی تھی کہ اس بجٹ میں اگر یہ بات کہی بھی گئی ہے کہ ملازمتوں کے مواقع نکلیں گے تو وہ بھی ان خواص کے ذریعے سے نکلیں گے ۔ فیکٹریز لگیں گی پھر لوگوں کو، مزدوروں کو وہاں روزگار ملے گا۔ directly غریب مزدور طبقے کے لئے اس بجٹ میں کچھ نہیں ہے ۔ یہ بات جیسے میں نے عرض کیا کہ اس ایوان کے اندر بھی ہوئی ہے اور اگر ایوان سے باہر چلے جائیں تو پاکستان کے ہر شہری کی زبان پر یہی بات ہے کہ یہ بجٹ عوام کے لئے ہرگز نہیں ہے یہ elite class budget ہے چونکہ عوام کا تاثر یہ ہے، چونکہ یہ بجٹ بنایا ہی اس کلاس نے ہے جس کا عوام سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر انہوں نے بجٹ بنایا بھی ایسا ہے جس کا عوام سے کوئی تعلق نہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر عوام کے مسائل کو سامنے رکھ کر، ہماری ایک بہن نے یہ بات کہی تھی کہ یہ Interpretation کی بات ہے کہ کون سی چیز کس کو کیسی لگتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ بجٹ اچھا ہے۔ میں یہ بات کہوں گا کہ majority کی بات کو دیکھنا چاہیے، جب آپ کو ایک چیز اچھی لگ رہی ہے اور اس سائیڈ پر اچھی نہیں لگ رہی تو پھر آپ دیکھیں کہ majority کیا کہتی ہے۔ اس ملک کے عوام کی majority اس بجٹ کو ناپسند کر رہی ہے۔ اس پر ان کو reservations ہیں اور کھل کر اس کا اظہار ہوا ہے۔ آپ کا تو فلسفہ یہ ہے کہ majority کی تو کوئی بات نہیں ہے۔ ایک گروپ نے ہر لحاظ سے قبضہ کیا ہوا ہے، اس گروپ کی بات اچھی ہے۔ وہ جو کہے گا وہ اچھی ہے لیکن چونکہ ہم عوا م کے نمائندے ہیں، ہمیں عوام کی بات بھی کرنی چاہیے ان کے دکھوں کا مداوا کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ کم از کم ان کے زخموں پر نمک تو نہ چھڑکیں کہ ہم نے آپ کو دودھ کی نہریں چلا کر دکھا دی ہیں اور یہ بجٹ اتنا متوازن ہے اور اس بجٹ میں یہ ہے وہ ہے۔ آپ اپنی مجبوریاں ضرور بتائیں اگر مجبوریاں ہیں تو اس میں کیا قباحت ہے یہ بتانے کی کہ حکومت یہ relief نہیں دے سکی۔ لیکن آپ اس کے برعکس یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اس بجٹ میں سب کچھ دے دیا ہے، یہ بڑی حیران کن بات ہے۔ مہنگائی کے حوالے سے جو میں نے بات کی ہے اور جو انہوں نے کہا کہ اس پاکستان کے اندر ہماری economy کی پوزیشن بہتر ہوئی ہے لیکن آپ

اپنے سٹیٹ بنک کی رپورٹ دیکھیں۔ وہ اس کے خلاف بات کر رہی ہے۔ اگر آپ لوگوں کو کچھ relief دے رہے ہیں تو ساتھ یہ بھی دیکھیں کہ inflation کی کیا صورت حال ہے۔ یہ جو quarterly report 2004-05سٹیٹ بنک کی ہے اس میں تو انہوں نے کہا کہ پاکستان افراط زر کی گرفت میں ہے جو کہ اس ملک کی economy کے لئے ایک بہت چیلنج ہے اس کے حوالے سے تو اس بجٹ میں ذکر تک نہیں کیا گیا کہ inflation کی صورتحال کیا ہے۔

میں یہ عرض کروں گا کہ چیزوں کو اس طرح سے زبانی جمع خرچ سے حل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ کو عوام کے ساتھ کوئی دلچسپی ہے تو آپ صحیح معنوں میں ان کی خدمت کریں۔ جیسے ہمارے دوستوں نے بہت ساری باتیں کیں کہ حکومت کے پاس وہ مواقع موجود تھے کہ وہ عوام کو ریلیف دے سکتے تھے۔ ایک خاص طبقہ کو ٹیکس net work میں لاتے جیسے real estate سب دنیا کو پتہ ہے یہ اخبارات میں open آتی رہی ہیں کہ لوگوں نے کروڑوں نہیں اربوں روپے کمائے، ایک دن میں ایک لاکھ، دوسرے دن میں پچاس لاکھ تک چیزیں چلی گئیں۔ لوگوں نے اس ملک کو لوٹا درمیان میں جو بھی لوگ investor کی شکل میں سامنے آئے۔ عوام کو تو اس میں سے کچھ نہیں ملا۔ ایک خاص طبقے نے وہ پیسہ کمایا اور لوگ یہ expect کر رہے تھے کہ ان لوگوں کو ٹیکس میں لایا جائے اور ان سے جو آمدنی ہوگی وہ شاید غریب کو relief دینے کے کام آسکے گی۔ ان کی روزمرہ کی ضروریات میں subsidise کیا جائے گا لیکن ایسا unfortunately کچھ نہیں ہوا۔

اس بجٹ میں یہ بہت دعوے کئے گئے کہ ترقیاتی سکیموں کے لئے بہت بڑی رقم مختص کر دی گئی ہے لیکن میں حیران ہوں اس بات سے کہ اگر یہ گورنمنٹ کا دعویٰ صحیح ہے تو پھر جو ترقیاتی سکیموں کے لئے ممبران پارلیمنٹ کو ایک کروڑ روپے کے فنڈز کا اعلان کیا گیا تھا وہ کم کر کے پچاس لاکھ کیوں کر دیئے گئے ہیں۔ وہ 50% کیوں کر دیئے گئے ہیں۔ اگر حکومت کی صورتحال اقتصادی حوالے سے اچھی ہے تو پھر ممبران پارلیمنٹ کے جو فنڈز ہیں وہ بھی تو after allترقیاتی سکیمیں دے رہے تھے۔ کوئی cash payment تو کسی ممبر پارلیمنٹ کو حکومت نے ترقیاتی اسکیموں کے لئے کبھی نہیں دی۔ ان علاقوں کے لئے جہاں سے وہ منتخب ہو کر آئے ہیں یہ ترقیاتی سکیمیں وہیں پر لگتی تھیں۔ انہوں نے تو نشاندہی کرنی تھی کہ یہ

roads بنا دیں، یہ بجلی لگا دیں، یا گیس کے لئے تو وہ جو فنڈز کی کمی۔ ہم تو یہ expect کر رہے تھے کہ اگر گورنمنٹ کے اقتصادی معاملات اچھے ہو گئے تو ممبران پارلیمنٹ کو بھی اس میں شامل کیا جائے گا اور fund کو اور زیادہ بڑھایا جائے گا لیکن یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ وہ جو فنڈ بڑھنے چاہیے تھے وہ کم ہو کر آدھے رہ گئے ہیں۔

اسی طرح سے ایک اور بات بڑی دلچسپ ہے۔ گزشتہ پانچ برس سے ہم یہ سن رہے ہیں جب سے شوکت عزیز وزیر خزانہ بنے، اب تو وہ پرائم منسٹر ہوگئے، وہ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ Pakistan is ready to take off economically اب ہمیں نہیں پتا کہ وہ take off کب ہوگا یہ رن وے اتنا لمبا ہو گیا ہے کہ ہمارا کوئی جہاز اس طرف اڑ ہی نہیں رہا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کی باتیں repeatedly کہ جا رہی ہیں کم از کم اس میں تھوڑی سی improvement کریں۔ کم از کم کوئی فقرہ ہی بدل لیں اپنی تقریر کا۔ لیکن کیا کریں کہ یہی چیزیں جو ہیں وہ تو نہیں ہو رہی ہیں اس طرح سے جس طرح سے کہی جا رہی ہیں اور جس طرح سے عوام کو وہ ریلیف دینے کے لئے ضروری ہیں وہ اقدامات ہرگز نہیں کیے جاتے۔ اسی طریقے سے یہ باتیں ہوتی رہتی ہیں کہ پاکستان اب قرض لینے والا ملک نہیں رہا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ نیشنل اسمبلی میں ایک حکومتی نمائندے نے یہ بیان دیا ہے کہ گزشتہ چار برسوں کے دوران پاکستان نے دس ارب تیس کروڑ روپے کا قرضہ لیا ہے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ یہ حکومت کی credibility کا مسئلہ ہے کہ ان کی کون سی بات پر ہم اعتبار کریں۔ ایک طرف ایک بات کہی جاتی اور دوسری طرف دوسری بات فوراً ہی سامنے آجاتی ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ عوام کے ساتھ چونکہ ان کا تعلق نہیں ہے اس لئے یہ باتیں اپنے طور پر جو ان کے خیال میں ہیں جو زبان پر آتی ہیں کہہ دیتے ہیں اور کل اگر اس کے الٹ بات بھی کرنی پڑی تب بھی ان کوئی مسئلہ نہیں کیوں کہ وہ accountable نہیں ہے کسی حوالے سے۔

جناب والا! ایک اور بڑی حیران کن بات ہے NFC Award کے حوالے سے اس میں وزیراعظم جیسی ذمہ دار شخصیت نے یہ بیان دے دیا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا جیسے ہی اس کا اعلان ہو گا بجٹ میں اس کو adjust کرلیا جائے گا۔ بات یہ ہے کہ اگر آپ نے بعد میں adjust کرنا ہے تو ان ایوان میں لوگوں کی تقاریر بجٹ کے اوپر اور ان کی تجاویز اور اتنا

پیسہ حکومت کا برباد کیا جا رہا ہے۔ اگر کل NFC Award آ جاتا ہے اور یہ سارے اعداد و شمار الٹ پلٹ ہو جاتے ہیں تو ان ساری چیزوں کا کون ذمہ دار ہے؟ کیا فائدہ ہے۔ کیوں وقت ضائع کر رہے ہیں یہاں کھڑے ہو کر اور باتیں کر رہے ہیں اور تجاویز دے رہے ہیں چونکہ ہمیں تو پتا ہی نہیں کہ کل کیا NFC Award آنے والا ہے اور پھر اس کی بنیاد پر تمام صوبوں کے معاملات، تمام ملکی معاملات ہوں گے یہ بہت بڑی بات ہے جو کہ انہوں نے بہت light سے الفاظ میں کہہ دی ہے۔ اتنی بڑی سیٹ کے اوپر اور اتنی بڑی ذمہ داری کی بات کو اس طرح بچگانہ انداز میں آپ کریں گے تو پھر اس ملک کے معاملات کے اوپر کیا توقعات رکھی جاسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی چیزوں سے ہمارے حکمرانوں کو پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب والا! اسی طریقہ سے ایک بات نجکاری کے حوالے سے ہوئی تھی۔ اسحاق ڈار صاحب نے ایک بات کہی تھی میں بھی اس بات پر تشویش کا اظہار کرنا چاہوں گا کہ یہ طے تھا کہ نجکاری کے حوالے سے جو بھی پیسہ ملے گا اس کو غربت میں کمی لانے کے لئے اور پھر پاکستان کے جو قرضے ہیں ان کی ادائیگی پر استعمال کریں گے۔ یہ طے شدہ ایک فارمولہ ہے لیکن بدقسمتی سے حکومت نے ------ اس بجٹ میں ہی اس کا ذکر ہے ڈار صاحب نے بڑی تفصیلات سے وہ سب کچھ بتایا تھا کہ حکومت اس کو دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کر رہی ہے وہ سارا پیسہ ----- جناب چیئرمین! یہ تو ایسی مجرمانہ حرکت ہے آپ اس ملک کے اثاثے بیچ کر اپنی عیاشیوں کے اوپر اس کو ضائع کر رہے ہیں۔ کل وہ اثاثے بھی نہیں رہیں گے اور وہ پیسہ بھی ہمارے پاس نہیں رہے گا۔ تو ہماری آنے والی نسلیں جو ہیں ان کے لئے کیا مستقبل ہم چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ میں ان ہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ خدا حافظ۔

جناب چیئرمین، لیاقت بنگزئی نہیں ہیں۔ رحمت اللہ کاکڑ۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ این ایف سی کے بغیر قوم کو بجٹ مبارک ہو۔ سب سے بڑی خوشخبری آج کے اخباروں کی head lines کہ بیوٹی پارلرز، شادی ہال اور سرخی پوڈر پر ٹیکس ختم۔ نئی خوشخبری۔ وطن عزیز میں وزراء کی فوج ظفر موج

کے لئے مرسڈیز گاڑیوں کی import مبارک ہو یہ اس ملک کا بنیادی مسئلہ تھا۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، جناب والا! یہ بالکل غلط ہے کہ وزراء کے لیے مرسڈیز گاڑیاں آ رہی ہیں۔ یہ گاڑیاں صرف foreign dignitaries and heads of states کے لیے آ رہی ہیں اور کسی کے نیے مرسڈیز گاڑیاں نہیں آ رہیں۔ یہ بات واضح ہونی چاہیئے کیونکہ یہ چیز بار بار تقریروں اور پریس میں آ رہی ہے۔ میرے خیال میں یہ واضح ہونا چاہیے کہ کوئی مرسڈیز گاڑی کسی وزیر کے لیے نہیں آ رہی ہے foreign dignitaries جو پاکستان میں آتے ہیں ان کا تحفظ، security ہمارا فرض ہے اور میرے خیال میں Head of State and Head of Government کے لیے۔ اور وزیر کے لیے، کسی کے لیے گاڑی نہیں آ رہی۔

(Interruption)

Mr. Chairman: I think, Mr Enver Baig Sahib, you should not use the word (xxxx). You should agree.

(Interruption)

Senator Wasim Sajjad: Sir, he should not use unparliamentary language. He should be asked to show courtesy. I have spoken with full responsibility I stand by what I am saying. It is a responsible statement.

(Interruption)

جناب چیئرمین۔ تشریف رکھیے۔

Senator Wasim Sajjad: Sir, he should be asked to hold his tongue. He should not speak unparliamentary language. Who is he to say

کہ جی (xxx)۔ کیا بات کرتے ہیں۔ میں نے ایک بات responsible government کے behalf پر

(Interruption)

جناب چیئرمین۔ بیگ صاحب! تشریف رکھیے۔

\+ [(xxx) Words expunged by the orders of Mr. Chairman.]

Senator Wasim Sajjad: Sir, he used the language which was unacceptable. I never use that language. He used language which is unacceptable. I will not accept it.

Mr. Chairman: That language is expunged. Now, there should be no interference. Mr. Kakar, please continue with your speech.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب چیئرمین! آج بنگلہ دیش کا بجٹ بھی پیش ہوا ہے۔ وہاں غربت کے خاتمے کے لیے 54% رقم رکھی گئی ہے جس کا ہمارے ہاں تصور بھی ممکن نہیں۔ زرعی قرضوں کے لیے آج بنگلہ دیش نے بجٹ میں اعلان کیا ہے کہ 2% interest ہوگا، ہمارے ہاں، جس طرح میرے بھائی نے صحیح فرمایا، خوشحالی بنک 18 to 20% interest لے رہا ہے۔

فوج کے بجٹ کے بارے میں ساتھیوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ یہ ہماری اپنی فوج ہے۔ اس میں ہمارے اپنے بیٹے، بھائی ہیں، ان کی requirements ہماری اپنی requirements ہیں۔ Treasury Benches نے تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ پاکستان ان کا ہے اور اپوزیشن والے اس سے فارغ ہیں۔ جتنا حق اس ملک پر جو شخص claim کرتا ہے اپوزیشن اس سے زیادہ claim کرتی ہے۔ اس ملک کے ساتھ sincerity میں اپوزیشن الحمدللہ ان سے دو قدم آگے ہے۔ کرپشن کا ریکارڈ دیکھ لیجیے۔ جو کچھ ان کے ہاتھ آیا ہے ہم ببانگ دہل اس کا مطالبہ کرتے ہیں کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان اس کا آڈٹ کرے۔ اگر اس میں irregularity, illegality or abusement پائی جاتی ہے تو چاہے جتنا بھی بااثر شخص ہو اس کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔

ہمیں فوج کے بجٹ پر اعتراض نہیں ہے لیکن وہ پارلیمنٹ میں لایا جائے۔ اگر اس میں کمی ہے تو اس کو دور کیا جائے اور بڑھایا جائے۔ اگر غیرضروری اخراجات ہیں تو ان کو parameters کے اندر لایا جائے۔ ویسے بھی انڈیا اور افغانستان سے نفرت اب محبت میں بدل چکی ہے ہم ایک دوسرے کے وارے نیارے ہو رہے ہیں۔ چین، سنٹرل ایشئین سٹیٹس، ایران

اور مڈل ایسٹ سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے اس لیے میری تجویز یہ ہے کہ اگر کوئی secret وجہ نہ ہو ، جو کہ کیمرہ سیشن میں بھی بتائی جا سکتی ہے۔ تو اس بجٹ کو کاٹ کر غربت کے خاتمے کے لیے استعمال کیا جائے۔ ڈیفنس کے جتنے پلاٹس ہیں ، کوٹہ سسٹم ختم کرکے اس کو open auction کے ذریعے وطن عزیز کے تمام لوگوں میں تقسیم کیا جائے۔

بجٹ میں Central Excise Act ختم کیا گیا ہے۔ اس کا نام اب Federal Excise Act ہو گا' اس سے کیا فرق پڑے گا یہ ہمارے دوست بتا سکیں گے۔

کاروں پر 100% duty ختم کی گئی ہے لیکن موٹر سائیکل والا اب بھی پوری ڈیوٹی دے گا اس لیے کہ مرسڈیز کا نام لیتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے ' کار والے سے موٹر سائیکل والے کی حیثیت زیادہ ہے اس لیے وہ ڈیوٹی دے۔ موٹر سائیکلوں کو duty free item قرار دیا جائے۔

چھوٹے ٹرکوں کے ٹائروں پر duty کم کی ہے لیکن بڑے ٹرکوں پر duty as it is رہے گی۔ ہماری تجویز ہے کہ بڑے ٹرکوں کے ٹائروں پر اگر ڈیوٹی ختم نہیں ہو سکتی تو اس کو 50% کم کیا جائے۔ Ship breaking in the sea جو کہ اس ملک کا پھلتا پھولتا کاروبار تھا اس پر ڈیوٹی لگائی گئی' اس میں break آیا۔ اب ان پر تجویز شدہ 1% withholding tax اس کو بھی ختم کیا جائے تاکہ روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوں۔ 10 ہزار tractors چار کمپنیوں کی monopoly ہو گی وہ import کر سکیں گے۔

میرے بھائی ڈاکٹر عزیز اللہ سنکزئی نے کہا کہ ہم بھی چھوٹے موٹے زمیندار ہیں۔ ہر شخص کو tractor duty free import کرنے کی اجازت دی جائے۔ بے شک special procedural پابندیاں لگائی جا سکتی ہیں۔ وطن عزیز میں اگر زراعت کو فروغ دینی ہے تو کھاد سستی اور بجلی free دی جائے۔ Technical aspect پر تو پروفیسر خورشید صاحب اور دوسرے زعماء اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ ہم ان ہی کو endorse کرتے ہیں۔

میرے بھائی نے مولانا فضل الرحمن پر الزام لگایا یہ حقیقت ہے کہ شاید ان کو نہیں سمجھ سکے ہیں کہ ہم privatization کی policy کے خلاف ہیں اور اگر ہم اقتدار میں آئے تو یہ واپس کریں گے۔ Privatization کی پالیسی میں transparency پر لوگوں کو پہلے بھی اعتراض تھا' اب بھی ہے۔ MCB ٹکے سیر بکا۔ حبیب بنک کی جو بولی لگی ہے' جس کو بھی گئی

ہے، ٹکے سیر بکی ہے۔ اب تلوار PTCL پر لٹک رہی ہے جو کہ واحد اس ملک کا profit earning ادارہ ہے۔ جس میں جتنی چیزیں privatize ہو رہی ہیں یہ ہمارے national assets ہیں، میں کم از کم دو صوبوں کی بات تو اس حد تک کروں گا کہ Frontier اور بلوچستان میں، ایک میں ہماری پوری حکومت ہے سرحد میں، بلوچستان میں ہم coalition partner ہیں لیکن مجھے معلومات نہیں کہ ہم کو اعتماد میں لیا گیا ہو۔

پروفیسر خورشید صاحب نے بجا فرمایا کہ budget of the rich, by the rich, for the rich. غریب شخص اب بھی پوچھتا ہے کہ اس بجٹ میں آٹے، دال، چینی، گھی اور بسوں کے کرایے میں کمی ہوئی ہے یا نہیں۔ میرے بچے کو free تعلیم ملے گی یا نہیں۔ Free انصاف کا دروازہ میرے لیے کھلا ہے یا مجھے بھی 20 لاکھ روپے میں وکیل کرنا پڑے گا، security اس کو چاہیے۔ ہر شخص اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہے کہ جب وہ گھر میں سوتا ہے، پہلے تو کنڈی لگا کر سوتا تھا، اب وہ دو چار تالے لگا کر سوتا ہے پھر بھی safe نہیں ہے۔

حکومت سے ایک سیدھا سادہ سوال ہے کہ oil prices کو آپ نے regularity authority کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے جن کے ہاں جس بے رحمانہ طریقے سے prices shoot up ہو رہی ہیں اس سے حکومت بری الذمہ نہیں ہوسکتی ۔ عوام کے خدشات بجا ہیں کہ کراچی Stock Exchange میں اربوں کھربوں روپے ڈوب گئے اور حکومت اور ہمارے Finance کے کرتے دھرتے یہ تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے۔ Private Finance Companies کے جو پیسے ڈوب گئے تھے، آج تک وہ مسئلہ حل نہیں ہوا۔ Properties scandles اب مہینوں کی بات ہے۔

Banking Sector میں نئے بجٹ میں جو taxes کی بات کی گئی ہے یا GDP کے حوالے سے جو growth rate کی بات ہو رہی ہے جو taxes banking کے موجودسسٹم پر لگائے جا رہے ہیں، اس سے اب پھر account holders جو ہیں وہ shaky position میں آ گئے ہیں۔ اب پھر ان کو وہ اپنے ڈالر اور پاؤنڈ یاد آ رہے ہیں کہ کہیں وہ حشر تو ہمارے ساتھ نہیں ہونا ہے۔ اب پچیس ہزار کے withdrawal پر .01% پھر ان کو دینا پڑے گا۔

Economy کی بہتری کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ وطن عزیز اس وقت بھی

35 billion dollars غیر ملکی قرضے کے نیچے ڈوبا ہوا ہے۔

Monetary policy پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ اگر وفاقی شرعی عدالت ہونے کے باوجود اسلامی جمہوریہ پاکستان نے سود ختم نہیں کرنا ہے تو اس کا interest تو کم از کم نچلے level پر لے آئیں تا کہ کوئی سکھ کا سانس لے سکے۔

جناب والا! food items more than double rate پر ہیں۔ سبزی آج اس rate پر ہے جس rate پر کبھی گوشت ہوا کرتا تھا۔ local bodies کے funds میں اربوں روپے کے گھپلے ہوئے ہیں۔ میں اس بات کو پھر کہتا ہوں کہ وہاں اربوں روپے کے گھپلے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ Auditor General of Pakistan کے ذریعے اس کا audit کروایا جائے۔

جناب والا! مرکز اور صوبوں میں لین دین پر interest rate more than 18% ہے۔ اس وجہ سے صوبے باہر کے ملکوں کے بنکوں سے 3% interest پر قرضے لے رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! بحیثیت ایک banker کے آپ سے زیادہ کون جانتا ہو گا کہ اس rate پر جب باہر سے قرضے لے رہے ہیں اور ان کی penetration ہو رہی ہے تو کیا خدانخواستہ ہمارا انجام پھر East India Company والا نہیں ہو گا؟ ڈاکٹر عزیز اللہ گیس چاہتا ہے ۔ اس کے ضلع کے ساتھ ہی گیس نکلتی ہے۔ 55 سال اس نے پہلے انتظار کیا ہے۔ آپ اسے صبر کی تلقین کیجئے یا اسے کہیں کہ پچپن سال اور انتظار کرے، ورنہ اس پالیسی کا اعلان کیا جائے کہ جہاں جہاں سے تیل، گیس اور mineral نکلتے ہیں، مقامی سطح پر ان کی حوصلہ افزائی کے لئے اگر free نہیں تو rebate prices پر، priority basis پر انہیں یہ چیزیں فراہم کی جائیں۔

Tele communication کے شعبے میں بڑی ترقی ہوئی ہے۔ بجٹ میں proposed کہا گیا ہے کہ telephone calling cards, wireless phones پر پندرہ فیصد ٹیکس لگایا جائے گا، میری گزارش ہے کہ اس ٹیکس کو واپس لیا جائے۔ افراط زر اور بے روزگاری پر قابو پانے کے لئے مراعات یافتہ طبقے پر مزید ٹیکس لگانے چاہئیں اور متوسط لوگوں کو رعایت دی جائے۔ میں نے دو سال پہلے گزارش کی تھی کہ make up کے سامان پر 500% duty لگائی جائے کیونکہ یہ ہماری ضرورت نہیں ہے۔ آٹا سستا کیا جائے ۔تیل سستا کیا جائے اور ریل کے

کرایوں کو سستا کیا جائے۔

جناب والا! صحت کے شعبے میں hepatitis B اور TB کی vaccine نہ ہونے کی وجہ سے لوگ hepatitis B کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ اس کے لئے national level پر ایک national programme کا اعلان کیا جائے۔ پچھلے ہفتے یہاں پر وزیر صحت تشریف فرما تھے۔ اس مسئلہ پر وہ hands up ہو گئے تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ hepatitis B کی vaccination male ممبر کے لئے under proposal ہے اور indefinite period میں تیار ہوگا۔ اس کے بعد وہ پھر hands up ہوئے کہ جی! یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے، ہم یہ نہیں لگا سکتے۔

جناب والا! اس وقت پینے کے لئے صاف پانی ایک دیرینہ خواب ہے۔ پندرہ بیس دن پہلے Less-Developed Areas کی کمیٹی کی ایک meeting کراچی میں ہوئی تھی جسے بادینی صاحب Chair کر رہے تھے اور وہاں سیکرٹری irrigation, Additional Chief Sectetary, Sindh تھے۔ سیکرٹری irrigation نے فرمایا کہ پچھلے دس سالوں سے حیدرآباد کے عوام contaminated water پی رہے ہیں کیونکہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں، لہذا یہ پیتے رہیں۔ تاہم انہوں نے ایک logic یہ پیش کی کہ اس میں دریائی پانی شامل ہو رہا ہے۔ اس لئے یہ ذرا dilute ہے اور اس کے side effect dilute ہی رہیں گے۔

جناب والا! دنیا کے کسی ملک میں یہ تصور نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیئے گا۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب والا! میں ایک دو منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ اگر VIPs کے لئے نئے جہازوں کے import کی بات صحیح ہے تو جس طرح وسیم سجاد صاحب mercedes کی بابت clarify کیا ہے، وہ اسے بھی clarify کر دیں تو ہم ممنون ہوں گے۔ یہ ایک غریب ملک ہے، غریب قوم ہے۔ اس لئے ہمارے لیڈروں کو بھی انہی PIAs کے جہازوں میں گزارا کرنا چاہیے اور یہ نئے جہازوں کا order cancel کرنا چاہیے۔

جناب والا! defence کے پلاٹوں کے بارے میں، میں نے عرض کی ہے کہ open auction میں الاٹ کئے جائیں اور کوٹہ سسٹم ختم کیا جائے۔ تمام تعلیمی اداروں کے دروازے

free of cost ہر ایک کے لئے کھلے ہونے چاہئیں۔ social security کے بارے میں بجٹ خاموش تماشائی ہے۔ وطن عزیز میں بے گھر لوگوں کے لئے کیا تجویز کیا گیا ہے، اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

جناب والا! میرے بھائی چٹھہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اپوزیشن بجٹ کی تعریف نہیں کرتی ہے۔اس سلسلے میں، میں اتنا ہی عرض کروں گا کہ یہ کام ہم نے Treasury Benches کے بھائیوں کے ذمہ لگایا ہوا ہے۔ تنقید برائے تنقید میں اصلاح کا پہلو ضرور ہے ورنہ سرکار ہمیشہ بے لگام ہوا کرتی ہے۔ چٹھہ صاحب کی ایک بات کی داد بھی دیتا ہوں اور تعریف بھی کرتا ہوں کہ ہمارے ہاں nepotism اور corruption عروج پر ہے۔ اب ذمہ داری کون قبول کرے گا۔ فیصلہ خود فرمائیں۔مجھے جنرل صاحب کی سخاوت کا اعتراف ہے کہ وہ چھوٹے صوبوں کی پسماندگی دور کرنے کا عزم رکھتے ہیں لیکن اسے کاش اگر انہیں ایسا کرنے دیا جائے لیکن صوبائی خودمختاری اور آئین کی مکمل بحالی جیسے اہم مسائل ابھی تصفیہ طلب ہیں۔جناب چیئرمین! انہی الفاظ اور گزارشات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Mian Raza Rabbani, please.

Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): Thank you, Mr. Chairman. I was unfortunately or fortunately not in the House when this unfortunate incident took place. I would just like to state that there has been a long standing tradition of this House in which normally one does not indulge in slinging match with the Leader of the House or the Leader of the Opposition from both sides and I am not aware fully of what has transpired but nonetheless it is regrettable and I hope Mr. Wasim Sajjad for whom we all have a lot of respect will not take it to heart. Thank you.

Senator Wasim Sajjad: Sir, I would like to thank Mr. Raza

Rabbani who has shown his usual grace and magnanimity. I had just clarified a point of view of the Government I made no aspersion againt anybody. I just stated a matter of policy and I said that the statements appearing in the press and otherwise this impression is being created that Mercedes were coming for Ministers, it was absolutely incorrect. I did not refer to anybody. On that, the learned honourable Senator made a statement which I thought was personal and attacking me and I reacted but as I said I am grateful to the Leader of the Opposition. I think we should respect this tradition and I am grateful to him for showing his large heartedness and we are very very grateful. Thank you, sir.

Mr. Chairman: Gesture is appreciated and I think we should maintain it even strengthen the traditions of the House and this is incumbent on all members so everyone has to contribute to maintain that . Let us continue with the speeches. Mr.Muhammad Sarwar Khan Kakar.-

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے فلور فراہم کیا - جناب والا! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہر سال بجٹ قومی اسمبلی ، سینیٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں پیش ہوتا ہے - وہ پاکستان کے عوام کی ایک مقدس امانت ہے۔ان کا ملک ایک جمہوری ملک ہے۔یہاں جو بھی اخراجات ہوتے ہیں یا آمدنی ہوتی ہے تو اس کا حساب کتاب ہر سال اسی کے ذریعے پرکھا جاتا ہے ۔جناب والا! میں وزیر اعظم جناب شوکت عزیز صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک بہت اچھا بجٹ پیش کیا ہے اور متوازن بجٹ ہے اور انہوں نے غریب لوگوں کا بھی خیال رکھا ہے۔یہ صحیح ہے کہ ملک میں مہنگائی بہت ہے اور ہماری کوشش ہے بلکہ حکومت کی کوشش ہے کہ مہنگائی کو جتنی جلدی ہو اس کو کم کیا جا سکے اور اس کے لیے اس بجٹ میں تدابیر بھی تجویز کیے گئے ہیں۔

میں وزیر مملکت عمر ایوب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس سال کا میزانیہ پیش کیا ۔ اس سلسلے میں یہ بھی کہوں گا کہ شوکت عزیز صاحب ایک بڑے progressive اور اکنامکس جاننے والے انسان ہیں اور پاکستان کے لیے ایک asset ہیں اور ان کی پالیسیاں پاکستان کے غریب عوام کے لیے اور پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کے لیے انتہائی مثبت ہیں۔ انہوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے' ان کی سوچ ہے کہ وہ ملک میں ایک سفید انقلاب برپا کریں گے۔ سفید انقلاب کا مطلب یہ ہے کہ dairy farming جس سے دودھ دہی اور دوسری چیزیں بین الاقوامی معیار کے مطابق تیار ہوں گی اور اس کے لیے وہ باہر سے ٹیکنالوجی منگوائیں گے اور یہاں کے کسانوں کی مدد کریں گے اور یہاں سے دودھ وغیرہ حاصل کیا جائے گا۔ اس کی پیداوار ملک کے لیےمفید ہو گی اور اس کا اثر غریب عوام پر اچھا ہوگا اور ملک میں دودھ وغیرہ کی قیمتیں کم ہو جائیں گی۔ یہ ایک بہت بڑی achievement ہے کہ انہوں نے پاکستان میں سفید انقلاب شروع کرنے کی بات کی ہے اور اسی طرح انہوں نے پاکستان میں مزید منڈیاں بنانے کے لیے اس بجٹ میں وعدہ کیا ہے کہ پاکستان میں زیادہ منڈیاں بنانا انتہائی ضروری ہے کیونکہ ایک عام آدمی یا غریب آدمی جب اپنا مال منڈی تک پہنچاتا ہے تو ایک تو اس پر خرچہ بہت آتا ہے دوسری طرف دُرمیان والا کمیشن ایجنٹ ساری ملائی کھا جاتا ہے اور کسان اور زمیندار کو کچھ نہیں بچتا۔

یہ خوش آئند بات ہے کہ ملک میں جتنی بھی منڈیاں بنائی جائیں وہ نزدیک بنائی جائیں۔ میرے خیال میں اس کا ملک میں اچھا تاثر پیدا ہوگا اور عوام کو بہت فائدہ ہوگا اور اس سے مہنگائی بھی کم ہوگی اور غریب آدمی کو گھر کے نزدیک اس کا حق مل جائے گا۔

جناب والا! ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ ایک مثبت اقدام ہے اور خصوصی طور پر نجی سیکٹر میں بھی اس کا اطلاق شروع کیا گیا ہے اور انشاء اللہ جو لوگ مزدور ہیں یا نجی کمپنی میں مزدوری کرتے ہیں ان کو بھی ماہوار تین ہزار روپے تنخواہ ملے گی۔ یہ اس حکومت کا ایک بہت بڑا اقدام ہے۔ اللہ کرے کہ ہماری حکومت ان چیزوں کو implement کروا سکے۔ یہ بڑی اچھی تجاویز ہیں لیکن implementation کے سلسلے میں ہمارا بڑا تلخ تجربہ رہا ہے کہ implementation بہت کمزور ہوتی ہے۔ اس لیے ان پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے۔ یہ ملک

کے لیے بڑا فائدہ مند ہوگا۔ بلوچستان کی معاشی ترقی محض صوبے کی ترقی نہیں ہے بلکہ ایک مستحکم پاکستان کی ترقی ہے۔ اس سلسلے میں معدنیات کی exploration اور mega projects کے تسلسل کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں' اس سلسلے میں private companies کے آنے سے jobs create ہوں گی اور لوگوں کو روزگار ملے گا۔ جناب! ایک خوش آئند بات ہے کہ ابھی بلوچستان میں' کوئٹہ میں ہماری صوبائی حکومت نے بھی ایک company کے ساتھ ایک agreement کیا ہے کہ ستر فیصد حصہ صوبائی حکومت کا اور تیس فیصد اس company کا اور وہ بلوچستان میں mining کو explore کریں گی اور اس کا حصہ اس طرح سے تقسیم کیا جائے گا۔ اس طرح سے لوگوں کو کام ملے گا' روزگار ملے گا اور کمپنیوں کے لوگوں کو آنے کا موقع ملے گا۔ میرے خیال میں یہ بہت بڑی اچھی تجاویز ہیں' اگر اس پر عمل شروع ہو جائے تو یہ بہت بڑی بات ہے۔ اس طرح بیرونی قرضے اور ان کی ادائیگی کی شرح سے ملنے والے self reliance کی جانب گامزن ہیں جس سے IMF, World Bank میں پاکستان کی credibility بڑھی ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بات کرتا چلوں کہ Federal Government میں بلوچستان کے ملازمتوں کے کوٹے کو implement کیا جائے' اس میں جو تاخیر کی جا رہی ہے' اس سے شکوک و شبہات جنم لے رہے ہیں اور بے روزگاری بڑھ رہی ہے جس سے نوجوانوں میں بے چینی پھیل رہی ہے۔

اصولی طور پر NFC Award میں رقبہ اور پسماندگی کی factor کو consider کرنا' انتہائی خوش آئند قدم ہے جوکہ قومی یکجہتی کے لئے ایک سنگ میل ثابت ہو گا۔ جناب والا! یہاں پر ہمارے وزراء صاحبان موجود نہیں ہیں لیکن جناب والا! عرض یہ ہے کہ پاکستان میں جو ہماری privatization ہو رہی ہے' اس پر ہمیں افسوس یہ ہے کہ جتنے اچھے projects یا اچھی industries ہیں' کارخانے ہیں' ان کو تو privatize کیا جا رہا ہے اور sick industries ہیں' ان کو آج تک privatize نہیں کیا گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ Privatization Commission جو قائم کیا گیا تھا کہ وہ اس لئے قائم کیا گیا تھا کہ وہ ادارے جو sick ہیں جو نہیں چل سکتے ہیں۔ ان کو privatize کیا جانا چاہیے تھا نہ کہ ان تمام اداروں کو جن کی آمدنی اربوں روپے حکومت پاکستان کی خزانے میں آتی ہے' میرے خیال میں کوئی اچھا قدم نہیں ہے۔ اگرچہ میں ذاتی طور

پر privatization کے حق میں ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ ان اداروں کو بہت پہلے privatize کیا جانا چاہیے تھا جن کی آمدنی کم ہے یا sick ہیں' اس system کو آہستہ' آہستہ مزید ملک کے مفاد میں بہتر بنانا چاہیے تھا لیکن افسوس کا مقام ہے کہ جو اچھے projects ہیں ان کی تو نیلامی ہو رہی ہے لیکن جو sick ہیں یا جو تھوڑے بہت چھوٹے projects ہیں۔ ہمارے ہرنائی میں ایک وولن مل تھی' ابھی تک اس کو privatize نہیں کیا گیا جس کو کہ بہت تاخیر ہو چکی ہے اور حکومت کو بہت نقصان بھی ہو رہا ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے projects ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ جو دور دراز علاقوں میں projects ہیں ان کو privatize کیا جائے اور sick units کو دوبارہ چالو کیا جائے۔ اگر کوئی پارٹی نہیں ملتی تو حکومت پاکستان کی جو PRDC ہے اس کو چاہیے کہ وہ ان اداروں کو funds دیں تا کہ وہ دوبارہ چل سکیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو روزگار ملے کیونکہ غربت بہت حد تک بڑھ گئی ہے اور poverty آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ اس سے عام لوگوں کو کیا ملے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو چاہیے کہ ایسے projects جو دور دراز علاقوں میں ہیں ان کو گورنمنٹ PRDC کے ذریعے چلائے۔ یہ کتنا افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان میں 1958-60 میں جب یہ PRDC بنا تو اس نے کتنے کارخانے بنائے اور وہ بہت زیادہ کامیاب ہوئے لیکن اس دور میں ہم سے یہ کام نہیں ہو سکا اور وہ بھی ہم سے خراب ہو رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ سست ہیں یا ہم بددیانت لوگ ہیں' ہم اپنے ملک کو اپنا ملک نہیں سمجھتے ہیں' اپنے ملک کی خدمت نہیں کرنا چاہتے ہیں اسی لئے اس ملک کو نقصان ہو رہا ہے۔

جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ ہرنائی وولن مل کو PRDC کے ذریعے دوبارہ چلایا جائے تاکہ عام غریب لوگوں کو روزگار ملے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ حکومت کو وہاں سے اربوں روپے کا فائدہ ہو' حکومت کو فائدہ بھی ہوتا ہے اور کبھی نقصان پر بھی اکتفا کرنا چاہیے تاکہ اس علاقے کے غریب بیروزگار لوگوں کے لئے تھوڑا سا وسیلہ تو ہو۔ اگر حکومت یہ وسیلہ بھی نہیں دے سکتی تو یہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ہماری دوست گلشن سعید صاحبہ یہاں موجود نہیں ہیں انہوں نے بلوچستان کے بارے میں بڑے شکوک و شبہات کا اظہار کیا اور کہا کہ بلوچستان کے لوگ پنجابیوں کو گالیاں دیتے ہیں' بُرا بھلا کہتے ہیں' میں کہتا ہوں کہ

بلوچستان کے لوگ پنجابیوں سے محبت کرتے ہیں، سندھیوں سے محبت کرتے ہیں، فرنٹیئر کے لوگوں سے محبت کرتے ہیں، ہم سب ایک ملک ہیں اور ایک ملک کے عوام ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ غریب صوبہ ہے، چھوٹا ہے اور پسماندہ ہے تو ہم لوگوں سے کبھی کبھی جذباتی باتیں ہو جاتی ہیں اور ہم غم و غصے میں آ جاتے ہیں لیکن میں ان سے ان کی غیرحاضری میں معذرت خواہ ہوں۔ بلوچستان کے لوگ اکثریت سے آج بھی پاکستان کے حق میں ہیں اور اس حکومت کے ساتھ ہیں۔ جتنے MNAs، MPAs یا Senators جو کہ بلوچستان سے منتخب ہوئے ہیں وہ اس حکومت کے ساتھ ہیں اس حکومت کے لئے کام کر رہے ہیں، ٹھیک ہے بلوچستان میں کچھ قوم پرست پارٹیاں ضرور ہیں کہ جنھوں نے بلوچستان کے لوگوں کو ایک negative attitude دیا ہے، میرے خیال میں ایسا کرنے سے بلوچستان کو انتہائی نقصان پہنچا ہے۔ بجائے اس کے مثبت attitude دینے سے بلوچستان کے لوگوں کو زیادہ فائدہ ہوتا اور انہیں زیادہ حق ملتا۔

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب ذرا وقت کا خیال رکھیئے گا۔

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ، جناب چیئرمین! میں اپنے حلقہ کے بارے میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں کہ حال ہی میں، میں چمن کے دورے پر گیا تھا، چمن ہمارے افغان بارڈر کے ساتھ ہے۔ چمن ہمارے افغان بارڈر کے ساتھ ایک ڈیڑھ لاکھ آبادی کا شہر ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اتنی بڑی آبادی کے لئے ٹریکٹر ٹرالر پر پینے کا پانی مہیا کیا جا رہا ہے، گدھے پر یا وہاں عورتیں خود بھر کر لا رہی ہیں۔ یہ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ اتنی بڑی آبادی مشتمل بارڈر شہر میں پینے کا پانی نہیں ہے تو یہ کتنا افسوس ہے۔ یہاں پر مجھے کوئی ایسی حکومتی شخصیت نظر نہیں آ رہی ہے کہ ان کے کان تک میری باتیں پہنچ جائیں۔ لہذا میں جتنی باتیں یہاں کر رہا ہوں شاید فضول چلی جائیں گی۔ خدا کرے ان تک میری باتیں پہنچ جائیں----

جناب چیئرمین، نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ لیڈر آف دی ہاؤس ہیں۔ چیئرمین سینیٹ فنانس کمیٹی موجود ہیں۔ آپ کی باتوں کا نوٹس لے رہے ہیں۔ ضرور پہنچائی جائیں گی۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ، جناب کچھ بھی نہیں ہے۔ احمد علی چیئرمین صاحب

خود بھی ریٹائر ہو گیا ہے۔

(قہقہے)

جناب چیئرمین، ایسی باتیں نہ کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ، یہ سنی سانوزئی ، اورو زئی ، نورالہی روڈ کو نیشنل ہائی وے کے سپرد کیا جائے۔ یہ ایک اہم شاہراہ ہے اور بہت اچھا علاقہ ہے ۔ چاہیے کہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی اس روڈ کو روبرو سے لے کر خانوزئی کے مقام سے لے کر روزمرہ زئی اور لورالائی تک اس کو پہنچایا جائے۔ یہ پنجاب کے لئے بہت نزدیک ہے اور وہاں کے لوگوں کو متبادل راستہ بھی مل جائے گا اور دوسری سڑکوں پر رش کم ہو جائے گا۔

اس ضمن میں میری دوسری بات یہ ہے کہ تمباکو ہمارے علاقے میں لوگ کاشت کرتے ہیں یہ منہ میں بھی ڈالا جاتا ہے۔ اس پر پہلے ٹیکس نہیں تھا لیکن ابھی تین چار سال سے اس پر بھی ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ تمباکو اتنی بڑی produce نہیں ہے کہ اس پر ٹیکس لگایا جائے۔ جبکہ اس ٹیکس سے زیادہ سے زیادہ تین چار کروڑ روپے حکومت کو ملیں گے۔ لیکن وہاں پر جو لوگوں کو تنگ کیا جاتا ہے اور تکلیف دی جاتی ہے اور فی من ساٹھ ستر روپے ٹیکس لیتے ہیں۔ پھر وہاں پر ملیشیاء والے بھی ان لوگوں کو تنگ کرتے ہیں۔ بلوچستان کے لوگوں کی جو ناراضگی ہے۔ میں گلشن سعید صاحبہ بیٹھی ہیں ان کے سامنے کہتا ہوں کہ وہاں عام آدمی تنگ ہیں۔ اگر عام آدمی کو ہم نے relief نہیں دیا تو یہ مسئلے خراب بھی ہو سکتے ہیں۔ تو میں چاہتا ہوں کہ ان معاملات کو حکومت دیکھے کیونکہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے بڑی بات بن جاتی ہے۔

جناب چیئرمین، جی اب ختم کریں۔

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ، اچھا جی۔ جناب چیئرمین! بلوچستان تعلیم میں سب سے زیادہ پسماندہ ہے۔ تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے ۔ موجودہ تعلیم جو وہاں بچوں کو دی جا رہی ہے اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے کیونکہ وہاں quality of education نہیں ہے ۔ کوئی

quality کے ادارے نہیں ہیں جبکہ حکومت کے کروڑوں روپے اس پرخرچ ہو رہے ہیں۔ میری وفاقی حکومت سے درخواست ہے پتا نہیں وزیر تعلیم قاضی صاحب بیٹھے ہیں یا نہیں، ان کو چاہیے کہ بلوچستان میں کم از کم پانچ چھ کیڈٹ کالج فوری طور پر قائم کریں تاکہ لوگوں کو تعلیم ملے۔ اگر بلوچستان کو آپ نے سرداروں نوابوں اور تنگ نظر لوگوں سے نکالنا ہے اور ان کو برسوں کے چنگل سے نکالنا ہے تو آپ کو وہاں کے لوگوں کو quality education دینا ہوگی اور اگر آپ education نہیں دیں گے تو بلوچستان کے لوگ اسی طرح مایوسی سے چلتے رہیں گے جو کوئی اچھی بات نہیں ہوگی۔

جناب والا! پشین میں بارہ سال پہلے میں نے اسلامی بنک سے ایک higher secondary school منظور کروایا اور وہ بڑا بہترین سکول ہے۔ اس میں وہاں کے اساتذہ کے لئے گھر بھی موجود ہیں، گراؤنڈ بھی ہے ہر چیز موجود ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ وہ Afghan refugees fund سے تھا۔ ہمارے صوبائی یا وفاقی فنڈ سے تو ہمیں کچھ نہیں ملتا لیکن اس زمانے میں جب افغان مہاجر پشین میں تھے تو وہاں اسلامی بنک کے لوگ آئے تھے اور انہوں نے ہمیں وہاں پر ایک higher secondary school بنانے کے لئے فنڈ فراہم کئے اور وہ سکول بنا ہوا ہے تیار ہے، ابھی جنرل قاضی صاحب چلے گئے ہیں۔ میں نے ان کو کئی دفعہ کہا ہے۔

جناب چیئرمین، بیٹھے ہیں، قاضی صاحب بیٹھے ہیں۔

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ، جناب! ہمارے لئے تو نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ کے لئے ہی ہیں اور کوئی نہیں بول رہا، آپ ہی بول رہے ہیں۔ آپ کو سن رہے ہیں۔

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ، نہیں، وہ ہماری عرض نہیں سنتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کاکڑ صاحب! ختم کریں۔

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ، میں نے کہا کہ اگر آپ کے پاس کچھ نہیں ہے تو محکمہ تعلیم کو ختم کریں۔ اپنی وزارت بھی چھوڑ دیں لیکن وہ یہ بھی نہیں کر رہے ہیں۔ جناب والا!

بلوچستان میں ایک higher secondary school جو بارہ سال سے بنا ہوا ہے، اب اس کی کھڑکیاں وغیرہ لوگ چوری کر کے لے جا رہے ہیں ۔ اب کتنے افسوس کا مقام ہے کہ وہاں صرف ٹیچر اور، سٹاف کی تنخواہ کے لئے ہماری حکومت کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ حالانکہ پشین وہ ضلع ہے جہاں سے تحریک پاکستان کا وجود شروع ہوا تھا۔ پشین نے پاکستان کے لئے جتنی قربانیاں دی ہیں۔ سردار قاضی عیسی[1] سردار غلام محمد خان ترین اور بہت سے بڑے بڑے لوگ پشین میں تھے جنہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ جناب والا ہمارا! یہ حال ہے کہ تحریک پاکستان میں حصہ لینے والوں کے ساتھ ہمارا یہ سلوک ہے۔

ناب چیئرمین، کاکڑ صاحب! اب تشریف رکھیے۔

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ، جناب! میں ابھی ختم کر رہا ہوں۔ جناب والا! ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کوئی نہیں ۔ دس لاکھ افغان مہاجر وہاں پر آباد ہوئے ہیں لیکن اساساشساسشکدام ourthnejejk کرنے کے لئے کوئی کام وفاقی حکومت نے نہیں کیا ہے نہ بین الاقوامی اداروں نے کیا ہے۔ لہذا اب میں آپ کے توسط سے اپیل کرتا ہوں، شاید غلام سرور خان صاحب بھی موجود نہیں ہیں، یہ ووکیشنل کالج بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین، آپ کی ہر بات متعلق وزیر تک پہنچے گی۔ نثار میمن صاحب سن رہے ہیں، وہ پہنچائیں گے۔ I will request Nisar Meman to......

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ، اسی طرح وزیر labour کو چاہیے کہ ملائشیا میں لوگ بھیج رہے ہیں تو بلوچستان سے بھی ان کا خصوصی کوٹہ ہونا چاہیے کیونکہ بلوچستان کو کبھی کوٹہ نہیں دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین، ابھی جانا شروع نہیں ہوئے ۔ وہاں سے کمپنیاں آئیں گی وہ خود انٹرویو کریں گے۔

سینیٹر محمد سرور خان کاکڑ، لیکن ہم عرض کرتے ہیں کہ بلوچستان کو ملائیشیا کی لسٹ میں شامل کرنا چاہیے۔ جناب والا! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور اس موقع پر آپ اس ہاؤس کو جس انداز میں، جس جمہوری طریقے سے چلا رہے ہیں یہ آپ کا

وصف ہے، آپ نے بہت مہربانی کی ہے۔ آپ دونوں طرف کے لوگوں کو برابر کا وقت دے رہے ہیں، برابر کی عزت دے رہے ہیں یہ بڑی اچھی بات ہے۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ حکومت کے جو غلط کام ہیں ان کی نشاندہی کریں اور ہمیں چاہیے کہ ہم آئندہ اس طرح کی غلطیاں نہ کریں۔ جناب والا! جام یوسف صاحب ہمارے وزیراعلیٰ ہیں اور ان کے ساتھ مولانا محمد خان شیرانی صاحب جو جمعیت العلمائے اسلام بلوچستان کے صدر بھی ہیں اور ہمارے لیڈر بھی ہیں۔ صوبے میں ہماری اتحادی حکومت بڑے اچھے طریقے سے چل رہی ہے اور انہوں نے بلوچستا ن کے لئے بہت کام کیا ہے ۔میں ان کی کارکردگی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ایم ایم اے والے ہمارے ساتھی ہیں صوبے میں ہمارے ساتھ تعاون کر رہے ہیں ، میں چاہتا ہوں کہ وہ مرکز میں بھی ہمارے ساتھ ہو جائیں ان کو چاہیے کہ وہ اس بات پر سوچیں جو میں کہہ رہا ہوں۔ بلوچستان کی حکومت بڑی خوش اسلوبی سے چل رہی ہے ۔ آخر میں ، میں جنرل پرویز مشرف صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے پاکستان کو معاشی طور پر ایک مضبوط ملک بنایا جو کہ ختم ہو چکا تھا اس کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر کے ایک مضبوط ملک بنایا۔ 9/11 کے ان حالات سے نکال کر پاکستان کو دنیا کے باعزت ملکوں میں مقام دلایا ۔ یہ ان کا سیاسی تدبر ہے ، ان کی دوراندیشی ہے۔ ہمارے اس طرف کے لوگ جب وہ اس طرف بیٹھتے ہیں تو وہ بھی لوٹ مار میں اسی طرح شریک ہوتے ہیں جس طرح ہمیں کہتے ہیں ۔ یہ ویسی ہی باتیں ہیں کہ فلاں نے لوٹ لیا، فلاں نے یہ کرلیا ، فلاں نے وہ کر لیا ۔ جب سے پاکستان بنا ہے ہم سنتے آ رہے ہیں کہ لوٹ مار ہو رہی ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر ہم لوگ لوٹ مار چھوڑ کر صحیح پاکستانی بنیں اورعمل کریں تو لوٹ مارختم بھی ہوسکتی ہے ۔لوٹ مار ہمارے ہاتھ میں ہے ، ہم نہیں کرنا چاہتے ہیں لیکن الزام لگانا چاہتے ہیں۔ الزام لگانا آسان ہے لیکن عمل کرنا مشکل کام ہے ۔ جناب والا! میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں، آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا ۔ میں تمام معزز اراکین ایوان کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے مجھے بڑے تحمل سے سنا ۔ میں چونکہ سانگزئی صاحب کی طرح اچھا مقرر نہیں ہو کہ میں اس معزز ایوان میں خوب گرجوں، یا بلیدی صاحب کی طرح باتیں کروں لیکن میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان کی طرح ایک اچھا مقرر بنائے تاکہ میں بھی ان کی طرح باتیں کرسکوں۔ جناب بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، بہت شکریہ۔ رضا صاحب، آپ کے اور speaker تو نہیں ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! ابھی تو نہیں ہیں۔ کل کے لئے تو ہیں۔

Mr. Chairman: You want to continue tomorrow?

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب کل تو we will have to continue.

جناب چیئرمین : ابھی پھر I have a few members. You want to continue now

سینیٹر میاں رضا ربانی، میرا خیال ہے ابھی continue کرلیں۔ جو ممبر بولنا چاہتے ہیں ورنہ پھر کل بہت pressure ہو گا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب! میرے خیال میں اگر صبح پر رکھ لیں تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب چیئرمین، جیسے آپ لوگ فیصلہ کریں۔

سینیٹر کامل علی آغا، ابھی نماز کا وقفہ ہو جانا ہے پھر آٹھ بج جائیں گے۔

جناب چیئرمین، تو پھر صبح meet کرنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر کامل علی آغا، صبح کرلیں جی۔ کل صبح دس بجے کرلیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، کافی ممبر بیٹھے ہوئے ہیں اگر دو تین ممبران کی تقاریر ہو جائیں تو کل کے لئے تھوڑا پریشر کم ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین، اگر دو تین ممبران کی بات ہے تو پھر کل ہی کرلیں۔ you want to meet after maghrib prayer or صبح کریں۔

سینیٹر کامل علی آغا، کل صبح وقت کی پابندی ذرا کرالیں۔

جناب چیئرمین، میں تو کہتا رہتا ہوں جی۔ دوسرا یہ ہے کہ میں مائیک آف کردوں۔ ممبران کو خود احساس ہونا چاہیے سب معزز ممبران ہیں ان کو بچوں کی طرح تو میں نہیں treat

کرسکتا۔

سینیٹر کامل علی آغا، رضا ربانی صاحب اگر یہ تعاون کریں تو ہم ادھر سے تعاون کریں گے۔

جناب چیئرمین، آپ دونوں بیٹھ کر معاہدہ کرلیں۔میری طرف سے پورا تعاون ہو گا۔ تو کل پھر صبح کتنے بجے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، صبح دس بجے ٹھیک ہے۔

Mr . Chairman: The House is adjourned now to reconvene tomorrow at 10.00 a.m.

....

[The House was then ad journed to meet again on Saturday the 11th June, 2005 at 10.00 a.m]

....